مظہر کلیم ایم اے

باگوپ + ڈیتھ مشن

مظہر کلیم، ایم اے

http://forums.hibuddiez.com

باگوپ

عمران نے ٹائی کی ناٹ درست کی اور پھر وہ ہوٹل فائیو سٹار کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔اس نے بڑے سلیقے کا لباس پہنا ہوا تھا۔اور چہرے پر بھی گہری سنجیدگی طاری تھی۔ کشمش رنگ کے قیمتی کپڑے کے سوٹ میں جسکی تراش خراش ماہرانہ ہاتھوں نے کی تھی، عمران انتہائی دیدہ زیب اور چارمنگ لگ رہا تھا۔اس لیے جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوا ہال میں موجود خواتین کی نظریں اس پر جم کر رہ گئیں،ان سب کی آنکھوں میں انتہائی پسندیدگی کے آثار نمایاں تھے مگر عمران ان سب سے بے نیاز بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"فرمایئے سر۔۔۔۔۔۔۔۔میں آپکی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ کاؤنٹر مین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"میرے سر پر تیل کی مالش کر دو۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"جی کیا کہا آپ نے۔۔۔۔۔۔۔؟" کاؤنٹر مین کی آنکھیں حیرت سے چوڑی ہوتی چلی گئیں،اسے عمران سے اس قسم کے جواب کی توقع شائد خواب میں بھی نہیں تھی۔

"آپ نے خدمت کے لیے پوچھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو بس یہی خدمت فی الحال کافی ہے کہ یا آپ میرے سر پر تیل کی مالش کر دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یا آپ اپنے سر پر جوتوں کی بارش کرا لیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ نہ کچھ کریں ضرور۔۔۔کیونکہ جو کرے گا وہ بھرے گا۔۔۔۔۔اب آپ کی مرضی، چاہے جرمانہ بھریں یا دودھ کا سیمپل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل پڑی۔البتہ چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

کاؤنٹر مین جو اس ہوٹل میں نیا تھا یوں آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اس نے دنیا کا نواں عجوبہ دیکھ لیا ہو۔عمران کی باتوں کا آخر کار اس نے یہی مطلب لیا کہ عمران کارپوریشن کی طرف سے دودھ کے سیمپل بھرنے پر ملازم ہے مگر عمران نے جس قسم کا سوٹ پہن رکھا تھا اس سے تو ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ہوٹل کو کھڑے خرید سکتا ہے۔ اس لیے اس بے چارے کا دماغ جواب دے گیا تھا۔

"آ۔۔۔۔۔۔۔۔آپ دودھ کا سیمپل بھریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟" آخر اس نے اٹکتے کہہ ہی دیا۔

"جی نہیں بلکہ میں دودھ کا ایک گھونٹ بھروں گا۔ اگر آپ کے پاس خالص دودھ ہے تو۔۔۔۔ مگر آجکل خالص بھینس نہیں ملتی تو خالص دودھ کہاں سے ملے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔" عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"خالص بھینس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" کاؤنٹر مین نے حیرت سے کہا۔ ویسے اسے اب یقین ہو گیا تھا کہ عمران کے دماغ میں خلل ہے۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایسی بھینس جو بھینس کی خالص نسل ہو۔۔۔۔۔۔ جب سے سائنس نے مصری نسل کشی کا سلسلہ شروع کیا ہے خالص بھینس ملنی محال ہو گئی ہے۔۔۔۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کاؤنٹر مین کوئی جواب دیتا۔ اچانک اسکے پیچھے مینجر کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ہوٹل کا مینجر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا آیا، اسکے چہرے پر شدید بوکھلاہٹ تھی۔ اسے شائد کسی بیرے نے عمران کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

"عمران صاحب آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ یہاں کیوں کھڑے ہو گئے، میرے دفتر میں تشریف لائیں۔" اس نے زبردستی عمران سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"اگر آپکو میرے یہاں کھڑے ہونے پر اعتراض ہے تو میں یہاں بیٹھ جاتا ہوں۔ باقی رہی تشریف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو وہ میں آج گھر بھول آیا ہوں۔" عمران نے جواب دیا۔

"آیئے آیئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے ساتھ آیئے۔۔۔۔۔۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ نے ہمارے ہوٹل کو رونق بخشی ہے۔" مینجر نے اسکا فقرہ نظر انداز کرتے ہوئے اسے اپنے کیبن کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ اسے خطرہ تھا کہ عمران وہیں کہیں فرش پر ہی نہ بیٹھ جائے۔ وہ عمران کی عادت اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لیے اسکی ہر ممکن کوشش یہی تھی کہ کسی طرح عمران کو اپنے کمرے میں لے جائے، تاکہ پورا ہال اسکا تماشہ نہ دیکھے۔

"اچھا۔۔۔۔۔۔۔ اگر میں ڈیکوریشن پیس ہوں تو ٹھیک ہے۔ آپکی مرضی۔ ہال کو مجھ سے رونق بخشوالیں یا اپنے دفتر کو۔۔۔۔۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا اور پھر خاموشی سے چلتا ہوا اس کے دفتر میں داخل ہو گیا۔

کاؤنٹر مین ابھی تک حیرت کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اسکے دفتر میں جانے کے بعد اس نے قریب موجود بیرے کو بلایا اور اس سے عمران کے متعلق پوچھنے لگا۔ بیرے نے سرگوشی میں جب عمران کے بارے میں بتایا تو اسکی آنکھیں مزید پھیلتی چلی گئیں۔

ادھر مینجر نے عمران کو کرسی پر بٹھایا اور پھر ویٹر کو بلا کر کافی لانے کے لیے کہا۔

"آج آپ ادھر کا راستہ کیسے بھول گئے۔۔۔۔۔۔؟ مینجر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں ابھی تک بوکھلاہٹ موجود تھی۔ کیونکہ اسے عمران کے متعلق اچھی طرح معلوم تھا کہ عمران جہاں پہنچ جائے وہاں ہنگامے بھی اسکے ساتھ ہی پہنچ جاتے ہیں۔

"تو کیا آپ کا ہوٹل تلاش گمشدگان کا دفتر ہے کہ جو بھول جائے وہ سیدھا یہاں پہنچ جاتا ہے۔۔۔۔۔ مگر میں یہاں بھول کر نہیں آیا۔۔ میں یہاں اپنی

مرضی سے آیا ہوں۔۔۔۔ دراصل آجکل مفلسی کا دور دورہ ہے۔ سپرنٹنڈنٹ سے پہلے ہر ماہ وظیفہ مل جایا کرتا تھا۔ گزشتہ دو ماہ سے اس نے بھی وظیفہ بند کر دیا ہے۔ چنانچہ اب تک تو گھر کا اثاثہ بیچ کر گزارہ ہوتا رہا مگر اب وہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ تو میرے باورچی عالیجاہ سلیمان نے مجھے حکم دیا کہ میں اب کسی اور گھر کا راستہ ڈھونڈوں، وہ مجھے مفت میں کھلا پلا نہیں سکتا۔ میں نے اس سے درخواست کی کہ میرے تو کپڑے بھی بک چکے ہیں اور اگر میں نے ننگا ہو کر کسی کے گھر کا راستہ ڈھونڈا تو لوگ تو میری کھال بھی اتار لیں گے۔ اسطرح میں بالکل ہی ننگا ہو جاؤنگا۔ چنانچہ اس نے ازارہ کرم اپنا سوٹ مجھے عنایت کر دیا اور اب میں اسکا سوٹ پہنے یہاں آیا ہوں تاکہ آپ سے کسی ایسے گھر کا راستہ پوچھ سکوں جو مجھے مفت کھلا پلا سکے۔۔۔"

عمران کی زبان جب ایک دفعہ چل پڑے تو پھر بھلا اتنی آسانی سے کیسے رکتی تھی۔

ادھر مینجر بیٹھا خاموشی سے کافی بناتا رہا جو اس دوران ویٹر آ کر رکھ گیا تھا۔

"یہ کافی لیجیے۔۔۔" مینجر نے بڑی سنجیدگی کافی کی پیالی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مگر اسکا بل ادا کرنے کے میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔۔ ہاں اگر آپ کہیں تو بیرے کو ٹپ دے دوں گا۔ اتنا چینج تو بہرحال سوٹ کی جیبوں میں تلاش کرنے سے مل جائے گا۔۔۔ آخر عالیجاہ سلیمان پاشا باورچی اعظم کا سوٹ ہے، کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کا سوٹ نہیں ہے۔" عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"آخر آپ مجھے کیوں شرمندہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔۔۔ میں آپکو اچھی طرح جانتا ہوں عمران صاحب۔۔۔ اس لیے خدا کے لیے میرے ساتھ ایسی باتیں نہ کیجیے۔" مینجر نے بڑی بے بسی سے کہا۔

"آپ نے تلے ہوئے کا لفظ غلط استعمال کیا ہے، میں نے ابھی تک اپنا وزن نہیں کرایا۔ باقی رہی آپکی شرمندہ ہونے والی بات۔۔۔۔ تو شرمندگی اللہ تعالی کو بے حد پسند ہے۔ گناہوں پہ شرمندہ ہونا اسکے نظر میں سب سے اچھی بات ہے۔ اسلیے آپ بڑے اطمینان سے شرمندہ ہوتے رہیں۔۔۔۔۔ بلکہ بہتر یہی ہے کہ کسی چوک پر جا کر شرمندہ ہوں تاکہ لوگ بھی آپ کے ساتھ جا کر شرمندہ ہو سکیں۔۔" عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

اب ظاہر ہے مینجر کیا جواب دیتا، خاموش ہو رہا۔ عمران سے باتوں میں جیتنا اسکے بس کا روگ نہیں تھا۔ اسکے خاموش ہونے پر عمران نے بڑی سنجیدگی سے کافی کی پیالی ختم کی اور پھر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہنے لگا۔

"اگر آپ شرمندہ ہو چکے تو پھر براہ کرم مجھے اپنے ہوٹل کے خفیہ جوئے خانے تک پہنچا دیجیے، میں آج تاش کھیل کر اپنی قسمت آزمانا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے تاش کے پتے ساتھ دے جائیں اور میں واپس عالی جاہ سلیمان پاشا باورچی اعظم کی خدمت میں حاضری دینے کے قابل ہو جاؤں۔"

اور عمران کی بات سن کر مینجر کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

"خخ۔۔ خفیہ جوا خانہ۔۔۔" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہی جواخانہ جو آپکے ہوٹل کے تہہ خانے میں ہے۔اور جہاں عرب ریاستوں کے شہزادے اور دیگر غیر ملکی مہمان اپنے باورچیوں کی خدمت میں حاضری دینے کے لیے تاش کے پتوں سے اپنی قسمت آزماتے ہیں۔۔" عمران نے لاپرواہ لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔۔۔ مگر عمران صاحب۔۔"مینجر سے کوئی بات نہ بن سکی۔اب نہ ہی وہ جوئے کے وجود سے انکار کر سکتا تھا اور نہ اقرار۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انکار کرنے پر عمران خود اسکا ہاتھ پکڑ کر وہاں تک پہنچادے گا اور اقرار کرنے پر نہ جانے کیا ہو۔۔۔۔۔ اگر جوئے خانے کی بھنک بھی سپر نٹنڈنٹ فیاض کے کانوں تک پہنچ گئی تو ہوٹل ہی بند کرنا پڑے گا۔

"اگر مگر چھوڑیے۔۔۔۔۔۔۔ بس مجھے قسمت آزمانے دیجیے۔۔۔۔۔ آپکا کیا جاتا ہے، میرا بھلا ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔"عمران نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔۔۔۔۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔۔۔۔۔ ظاہر ہے میں آپکو روک تو نہیں سکتا۔۔۔البتہ ایک درخواست ہے کہ آج وہاں کچھ غیر ملکی مہمان آئے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ براہ کرم آپ سنجیدہ رہیں۔۔۔"مینجر نے بے بسی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"تو کیا میں آپکو اسوقت کسی سرکس کا مسخرہ نظر آرہا ہوں؟" عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

ارے نہیں جناب۔۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔میرا مطلب یہ نہیں تھا۔بس اب میں کیا کہوں۔۔۔میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔ جو ہماری قسمت میں ہوگا دیکھا جائے گا۔۔۔۔" مینجر کا لہجہ رودینے والا تھا۔

"مگر میں تو اپنی قسمت آزمانے جارہا ہوں، آپ کی قسمت کا اس میں کیا دخل۔۔۔۔۔۔ آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔" عمران نے اسے سمجھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپکو جتنی رقم چاہیے آپ مجھ سے لے لیں۔مجھے آپکی خدمت کر کے خوشی ہوگی۔" مینجر نے حتی الوسع عمران کو جوئے خانے میں جانے سے روکنا چاہتا تھا۔کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے وہاں اپنی عادت سے باز نہیں آنا ہے اور غیر ملکی اسے جانتے نہیں اس لیے کوئی نہ کوئی ہنگامہ ضرور ہو جانا ہے۔

"آپ کتنی رقم دے سکتے ہیں؟" عمران نے خلاف توقع انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

جتنی آپ کو ضرورت ہو۔" مینجر عمران کو راضی ہوتا دیکھ خوش ہو گیا۔

"مجھے اسی وقت دس ہزار روپے چاہیں۔"عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔میں آپکو دے دیتا ہوں۔" مینجر نے کہا اور پھر اس نے دیوار میں نصب سیف کا دراز کھولا اور نوٹوں کی دس گڈیاں نکال کر عمران کے حوالے کر دیں۔

"اب میرے ساتھ آؤ۔" عمران نے نوٹوں کی گڈیاں اٹھائیں اور دروازے کی طرف چل دیا مینجر کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑا عمران ہال سے گزر کر باہر آیا اور پھر مینجر کو لیے کمپاؤنڈ کی طرف چل پڑا۔

کمپاؤنڈ کے باہر ایک بوڑھی عورت ایک بچے کے ہمراہ خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔شکل صورت سے وہ کسی شریف خاندان کی لگ رہی تھی۔اسلیے اسکا ہاتھ کسی کے آگے نہیں اٹھ رہا تھا۔بس خاموش بیٹھی ایک ایک کو دیکھ رہی تھی۔کسی نے اگر چند پیسے اسکے سامنے پھینک دیے تو ٹھیک ورنہ وہ خاموش بیٹھی رہتی۔

عمران اسکے قریب جا کر رک گیا۔

"بڑی اماں آپکو یہاں نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اگر آج آپکا بیٹا زندہ ہوتا تو اسے کتنا دکھ ہوتا۔" عمران نے بڑھیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

بڑھیا نے چونک کر اسکی طرف دیکھا اور پھر کسی خیال سے بے اختیار رونے لگی۔

"آپ مت روئیں بڑی اماں۔۔۔میں آج ہی غیر ملکی دورے سے واپس آیا ہوں اور میں نے ابھی آپ کو یہاں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے آپکا بیٹا میرا بڑا اچھا دوست تھا۔ مجھے اسکی موت کی اطلاع بھی غیر ملک میں ملی تھی۔ اگر میں یہاں ہوتا تو آپکو گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا۔۔۔۔۔۔۔ یہ لیجیے معمولی سی رقم ہے، اسے رکھ لیجیے۔ یہ آپکے بیٹے نے کسی زمانے میں مجھے قرض دی تھی۔وہ قرض میں آپکو واپس کر رہا ہوں۔۔۔۔" عمران نے نوٹوں کی دسوں گڈیاں اسکی جھولی میں پھینکتے ہوئے کہا۔

بڑھیا نوٹوں کی گڈیاں دیکھ کر بے ہوش ہوتے بچی۔ اسکے دماغ پر اندھیرا چھانے لگا۔

عمران نے قریب سے گزرتی ہوئی ٹیکسی کو ہاتھ دے کر روکا۔

"شاکر تم۔۔۔" ٹیکسی رکتے ہی عمران نے ڈرائیور کو مخاطب ہو کر کہا۔

"جی عمران صاحب۔۔۔۔ یہ آپ ہی کی مہربانی ہے جو آج میں اپنی ذاتی ٹیکسی کا مالک ہوں۔۔ اگر آپ مجھے اس راہ پر نہ لگاتے تو یقیناً میں آج جیل میں ہوتا۔" ٹیکسی ڈرائیور نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔اسکا لہجہ انتہائی احسان مندانہ تھا۔

"ارے میرا کیا۔۔ میں نے تو تمہیں نصیحت کی تھی۔باقی تو تمہاری اپنی محنت ہے، اچھا خیر۔۔۔ بڑی اماں کو ان کے گھر پہنچاؤ، ان کے پاس رقم ہے خیال رکھنا۔ ان کو ان کے گھر میں داخل کر کے واپس جانا۔"عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔" ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔اور پھر اس نے بچے کو اٹھا کر ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا۔

"آئیے اماں جی۔"شاکر نے بڑھیا سے مخاطب ہو کر کہا، جو نوٹوں کی گڈیاں ہاتھوں میں پکڑے پاگلوں کی طرح عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"مگر بیٹے۔۔۔۔۔۔" اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کچھ کہنا چاہا۔

"کوئی بات نہیں بڑی اماں۔۔۔ یہ ختم ہو جائیں تو اور پہنچا دونگا۔ آپ جائیے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور پھر مینجر کا ہاتھ پکڑ کر واپس ہوٹل کی طرف مڑ گیا۔ مینجر یوں چل رہا تھا جیسے عالم بے ہوشی میں ہو۔

"میرے خیال میں آپکے غیر ملکی مہمان جوئے کی میز پر پہنچ گئے ہوں گے۔۔۔۔۔۔ جلدی چلیے، ایسا نہ ہو کہ ہم لیٹ ہو جائیں اور میں قسمت آزمائی سے محروم رہ جاؤں۔۔۔ مجھے تو خرچے کی فکر ہے۔ اگر آج میں خرچہ لے کر گھر نہ گیا تو اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دینا ہے۔" عمران نے کہا۔

اور مینجر بھلا کیا کہتا۔ خاموش ہو رہا۔۔۔ اسکے پاس کہنے کے لیے رہ ہی کیا گیا تھا۔ اسلیے وہ خاموشی سے اسے لیے تہہ خانوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہوٹل فائیو سٹار کی دسویں منزل کے ایک کمرے میں ایک لمبا تڑنگا مگر سڈول اور ٹھوس جسم کا مالک ایک نوجوان آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔ اسکے ہاتھ میں ایک چپٹا سا باکس تھا۔ جس میں مخصوص قسم کی موم کے چھوٹے بڑے اور مختلف موٹائی کے ٹکڑے موجود تھے۔ وہ ان میں سے ایک ٹکڑا اٹھاتا اور پھر اسے چہرے پر کسی جگہ چپکا کر بڑے ماہرانہ انداز میں اسے تھپکانا شروع کر دیتا۔ اور ہر ٹکڑے کی چسپاندگی کے بعد اسکی شکل میں انقلابی تبدیلی آ جاتی۔ اسکے پیچھے کمرے میں موجود ڈبل بیڈ پر ایک غیر ملکی خوبصورت لڑکی جسم پر نائٹ گون لپیٹے بڑے انداز سے لیٹی ہولڈر میں سگریٹ لگائے کش لگا رہی تھی۔ لڑکی کی آنکھیں گہری سبز تھیں اور ان میں ایسی چمک تھی کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دو چھوٹے چھوٹے بلب جل رہے ہوں۔

"تمہارا میک اپ آخر کب ختم ہو گا؟" لڑکی نے بڑے ناز سے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بس ڈارلنگ۔۔۔ اب ختم ہونے والا ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ مومی میک اپ کتنا وقت لیتا ہے۔" نوجوان نے بھاری آواز میں کہا۔

"اس ملک میں مومی میک اپ کی کیا ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔ یہ ایشیائی باشندے تو انتہائی پسماندہ اور بے وقوف ہوتے ہیں یہ کہاں ہمارے ذہنوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔" لڑکی نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں اینڈریا۔۔ ہمیں ایسا نہیں سوچنا چاہیے۔ کیونکہ بعض اوقات خوش فہمی انسان کو عظیم نقصان میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ہمیں ہر لحاظ سے مستعد اور ہوشیار رہنا چاہیے۔" نوجوان نے چہرے پر ہاتھ سے ہلکی ہلکی تھپکیاں دیتے ہوئے کہا۔

"ارے تم خواہ مخواہ گھبرا رہے ہو۔۔۔ تم دیکھنا ہم یہاں کتنی آسانی سے اپنے مشن میں کامیابی حاصل کر لیں گے۔۔۔ مجھے تو اب تک یہاں جو بھی آدمی ملا ہے بھیڑ کی طرح معصوم اور الو کی طرح بے وقوف ہی ملا ہے۔" اینڈریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے نوجوان نے میز پر پڑی ہوئی ایک وگ اٹھا کر سر پر جمائی اور پھر اسے اچھی طرح سیٹ کرنے لگا۔ اور پھر مڑ کر اینڈریا کی طرف دیکھ کر کہنے لگا ۔۔۔۔

"ارے تم ابھی تیار نہیں ہوئیں۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ ایسا نہ ہو ہم لیٹ ہو جائیں۔"

"میں نے میک اپ تو کر لیا ہے بس لباس ہی تبدیل کرنا ہے۔" اینڈریا نے بیڈ سے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے گاؤن اتار پھینکا۔ گاؤن کے نیچے اس نے کوئی کپڑا نہیں پہن رکھا تھا اس لیے اس کا عریاں جسم بجلی کی روشنی میں یوں چمک رہا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے فاسفورس کی بنی ہوئی ہو۔

"ارے میری آنکھیں چندھیانے کا ارادہ ہے۔۔۔۔ تمہارے جسم میں تو بجلیاں کوندتی ہیں"۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے آنکھوں میں بیلاڈونا سکو کا ایک قطرہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈیئر۔۔۔ یہ تمہارے پیار کی بجلیاں ہیں"۔۔۔ اینڈریا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے لباس پہننا شروع کر دیا۔ اس نے انتہائی چست پتلون اور منی شرٹ پہن لی۔ اس لباس میں وہ اور بھی زیادہ سمارٹ اور خوبصورت لگنے لگی۔

"آؤ ڈیئر اب چلیں۔۔۔۔۔۔۔ میرے خیال میں کھیل شروع ہونے والا ہو گا۔" نوجوان نے تیار ہو کر کہا۔ اس وقت وہ ایک غیر ملکی تاجر لگ رہا تھا۔ جسکے چہرے کی رنگت مسلسل سفر کر کر کے جھلس گئی ہو سر پر گھنگریالے بال تھے آنکھوں کی پتلیوں کا رنگ بھی بھورا تھا اور آنکھیں قدرے پھیلی پھیلی محسوس ہو رہی تھیں۔

"ہاں چلو۔۔" اینڈریا نے منی شرٹ کا بٹن بند کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر نوجوان نے ایک نظر کمرے پر ڈالی اور پھر مطمئن ہو کر اینڈریا سمیت کمرے سے باہر آ گیا۔ اس نے تالا بند کر کے چابی جیب میں ڈالی اور پھر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جیب سے ایک شیشی نکال کر اس نے اسکا منہ تالے کے ساتھ لگا کر شیشی کو ہلکے سے دبایا شیشی سے گیس نکل کر تالے کے سوراخ میں گھس گئی اور نوجوان نے شیشی دوبارہ اپنی جیب میں ڈال لی۔ اور پھر وہ لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ گئے۔ اور کاؤنٹر پر پہنچ کر نوجوان نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر کاؤنٹر مین کو دیا۔

کاؤنٹر مین نے کارڈ کو بغور دیکھا اور پھر مسکرا کر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور قریب کھڑے ویٹر کو مخصوص اشارہ کیا۔

"آئیے جناب۔" ویٹر نے مؤدبانہ انداز میں نوجوان اور اینڈریا سے مخاطب ہو کر کہا اور آگے آگے چلنے لگا۔ وہ دونوں اسکے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ایک راہداری سے گزر کر ویٹر انہیں ایک کمرے میں لے آیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر دیوار پر لگے سوئچ بورڈ پر ایک بٹن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ جب یہ لفٹ رکی تو سامنے ایک دروازہ تھا۔ ویٹر نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ کھول دیا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ دونوں دروازہ پار کر گئے۔

دروازہ کراس کرتے ہی انہوں نے اپنے آپ کو ایک بڑے ہال میں پایا۔ جہاں مختلف میزیں لگی ہوئی تھیں، میزوں کے گرد کئی غیر ملکی بیٹھے تاش

کھیل رہے تھے۔ان میں عرب ریاستوں کے شیخ بھی موجود تھے۔لمبی لمبی بازیاں لگ رہی تھیں،ہزاروں اور لاکھوں سے کم بات کرنا ہی وہاں گناہ سمجھا جاتا تھا۔

ہال کے چاروں کونوں میں چار غنڈہ نما اشخاص ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ان کی تیز آنکھیں ایک ایک شخص کا گہری نظروں سے جائزہ لے رہی تھیں،قریب ہی ایک کاؤنٹر کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر مگر بد صورت سا شخص کھڑا تھا۔اسکے چہرے پر زخموں کے نشان اسکے لڑاکا ہونے کا ثبوت دے رہے تھے،اسکی آنکھوں سے سرد مہری ٹپک رہی تھی۔

نوجوان اور اینڈریا جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے ہال میں موجود سب لوگوں کی نظریں ایک لمحے کے لیے ان پر جم گئیں۔عرب شیخوں کی آنکھوں میں اینڈریا کو دیکھ کر ہوس ٹپکنے لگی۔نوجوان سیدھا کاؤنٹر پر گیا۔اس نے چیک بک نکال کر ایک چیک لکھ کر کاؤنٹر مین کو دے دیا۔کاؤنٹر مین نے چیک میز کی دراز میں ڈالا اور سرخ رنگ کے پلاسٹک کے چوکور ٹکڑوں کا ایک ڈھیر ٹرے میں رکھ کر نوجوان کی طرف کھسکا دیا۔

نوجوان نے ٹرے اٹھایا اور پھر اینڈریا کو ہمراہ لیے ایک میز کی طرف آ گیا۔اسکے بیٹھتے ہی ایک مقامی شخص جو گہرے رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا ایک میز سے اٹھ کر آیا اور اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

"ہیلو۔"نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو!آپکی ساتھی بہت خوبصورت ہے۔۔۔بے حد حسین۔"مقامی نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسکا حسن صرف میرے لیے ہی مخصوص نہیں ہے۔"نوجوان نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔۔پھر میں ضرور ٹرائی کروں گا۔"مقامی نوجوان نے بھی اس بار بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"بڑی خوشی سے مگر میری ساتھی لڑنے بھڑنے میں ماہر ہے۔۔۔اس بات کا خیال رکھنا۔۔۔"نوجوان نے ویٹر کے ہاتھ سے تاش کے پتے لیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں دولت سب کام کرا دیتی ہے۔"مقامی نوجوان نے کہا اور پھر کوٹ کی جیب سے پلاسٹک کے چوکور ٹکڑے نکال کر سامنے رکھ لیے۔

اینڈریا خاموش بیٹھی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی اس نے ان کی باتوں پر کوئی تبصرہ نہ کیا۔

"کام ہو گیا؟"اینڈریا کے ساتھی نے اس بار دبے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔۔۔تیار ہے۔"مقامی نوجوان نے بھی دبے لہجے میں جواب دیا۔

"پھر۔"غیر ملکی نے پتے میز پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل گلریز۔ساتویں منزل۔کمرہ نمبر پندرہ۔۔۔رات دس بجے۔"مقامی نوجوان نے دبے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کام مکمل ہونا چاہیے میں دھوکے بازی کا قائل نہیں ہوں۔"غیر ملکی نے پلاسٹک کے کچھ ٹکڑے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔۔۔کام صحیح ہو گا۔۔۔۔۔۔مگر رقم"۔۔نوجوان نے جواب دیا۔

"رقم مل جائے گی۔۔۔میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ میں دھوکے کا قائل نہیں ہوں۔"غیر ملکی نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔"نوجوان نے پتے سیدھے کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کے درمیان پڑے ہوئے پلاسٹک کے ٹکڑوں کا ڈھیر اپنی طرف گھسیٹ لیا۔

"بہت خوب۔۔۔بہت خوب۔۔۔بڑی زبردست گیم ہو رہی ہے۔جو ہارے وہی ٹوکن بھی لے لے۔۔۔بہت خوب۔"اچانک ان کے قریب سے ایک آواز سنائی دی اور دونوں نے بیک وقت چونک کر دیکھا جدھر سے آواز آئی تھی۔ان کے قریب ہی عمران کھڑا تھا۔

اینڈریا نے بھی چونک کر اس کی طرف دیکھا اور ایک لمحے کے لیے اسکی آنکھوں میں پسندیدگی کے آثار ابھرے مگر دوسرے ہی لمحے اس نے منہ پھیر لیا۔اسے معلوم تھا کہ غیر ملکی ایک لمحے کے لیے بھی پسند نہیں کرتا کہ اسکی محبوبہ کسی کی پسندیدگی کے بارے میں سوچے۔

"آپکو کس نے اجازت دی کہ آپ خواہ مخواہ کا تبصرہ کریں۔"غیر ملکی نے بڑے ترش لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ خواہ مخواہ کا تبصرہ کوئی تبصرے کی نئی قسم ہے جناب؟کتابوں پر تبصرہ۔۔۔۔کھیلوں پر تبصرہ۔۔۔خبروں پر تبصرہ۔۔۔ڈراموں پر تبصرہ تو سنتے آئے ہیں۔۔۔مگر خواہ مخواہ کا تبصرہ یہ بالکل نئی بات ہے۔"عمران نے مقامی نوجوان کے قریب اور غیر ملکی کے بالکل مقابل اطمینان سے بیٹھتے ہوئے کہا۔غیر ملکی کی آنکھوں میں غصے کی چمک ابھرنے لگی۔

"آپ براہ کرم اس میز سے ہٹ جائیں۔۔۔کسی اور گروپ میں جا کر کھیلیں۔"غیر ملکی نے غصہ دباتے ہوئے کہا۔

"واہ اس میز سے اچھی میز کونسی ہو گی کہ جو ہارے وہی جیتے۔یہ صاحب بازی ہار گئے مگر ٹوکن بھی انہوں نے لے لیے۔اور میں تو کھیل میں بالکل اناڑی ہوں۔ظاہر ہے ہاروں گا بھی میں اور ٹوکن بھی میں ہی اکٹھے کروں گا۔"عمران کی زبان رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

غیر ملکی ایک لمحے تک گہری نظروں سے اسے عمران کا جائزہ لیتا رہا۔پھر اس نے مڑ کر کاؤنٹر مین کی طرف دیکھا اور سر کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا۔

کاؤنٹر مین تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے پاس پہنچ گیا۔

"ان صاحب کو کسی اور میز پر لے جایا جائے۔۔۔ہم دونوں اکیلے کھیلنا چاہتے ہیں۔"غیر ملکی نے لہجے کو حتی الوسع مہذبانہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب یہاں کا اصول یہی ہے کہ اگر پہلے سے کھیلنے والا کھلانا چاہے تو ہی وہ شخص کھیل سکتا ہے ورنہ نہیں۔"کاؤنٹر مین نے عمران کو مخاطب ہو کر کہا۔

"کس نے بنایا ہے یہ اصول۔"عمران نے بڑی لاپرواہی سے پوچھا۔

"انتظامیہ نے جناب۔" کاؤنٹر مین نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تو جا کر انتظامیہ سے کہہ دو کہ وہ اصول بدل دے۔۔۔بس جاؤ۔۔۔میں تو ان کے ساتھ ہی کھیلوں گا۔" عمران نے یوں ہاتھ ہلا کر کہا جیسے کان سے مکھی اڑا دی ہو۔

"میں کہتا ہوں آپ شرافت سے اٹھ جائیں ورنہ"۔۔۔۔غیر ملکی نے پہلی بار عمران سے انتہائی غصیلے لہجے میں مخاطب ہو کر کہا۔

"ورنہ آپ خود اٹھ جائیں گے۔۔۔یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ۔ضرور اٹھ جائیں۔میں نے کوئی آپ کی ٹانگ میں رسی باندھ رکھی ہے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔۔"غیر ملکی اچانک اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"یہ بھی شائد یہاں کی انتظامیہ کا کوئی اصول ہے کہ کھڑے ہو کر انگریزی بولی جاتی ہے۔" عمران نے بھولپن سے کہا۔

"عمران صاحب فار گاڈ سیک۔"اچانک ایک دروازے سے مینجر بھاگتا ہوا عمران کے قریب آیا۔

"ارے بھاگتے وقت بھی انگریزی بولنی پڑتی ہے۔" عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر اسی لمحے عمران پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔کیونکہ غیر ملکی نے بجلی کی سی تیزی سے کرسی اٹھا کر اس پر پھینک دی تھی مگر ظاہر ہے مقابل میں عمران تھا اس لیے کرسی قریب بیٹھے ہوئے مقامی نوجوان کے سر پر لگی۔اور وہ چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا۔

پھر اس سے پہلے کہ جھگڑا بڑھتا مشین گن بردار انتہائی تیزی سے ان دونوں کے درمیان آ گئے۔۔دو مشین گن برداروں نے عمران کو گھیرے میں لے لیا۔

"عمران صاحب پلیز۔"مینجر نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ہاں۔۔۔۔۔۔میں تو پلیز ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔بالکل خوش ہوں بلکہ بہت خوش ہوں۔۔۔۔اس نوجوان کو کرسی لگی ہے اس سے پوچھ لو کہ پلیز ہے یا نہیں۔" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

نوجوان جس کے سر پر کرسی لگی تھی سر کو پکڑے کھڑا تھا۔کرسی کا صرف ایک پایہ اسکے سر پر لگا تھا۔

"چلو اینڈریا چلیں۔۔۔یہ لوگ اس قابل نہیں کہ یہاں پر زیادہ وقت گزارہ جائے۔" غیر ملکی نے اینڈریا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس نوجوان کو دیکھا جس کے ساتھ رات کا پروگرام طے ہوا تھا۔اور پھر وہ اینڈریا کو ساتھ لیے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"بڑا جوشیلا آدمی ہے یہ غیر ملکی بھی۔۔۔خواہ مخواہ لوگوں کو کرسیاں مار دیتا ہے۔" عمران نے اسکے جانے کے بعد بڑے اطمینان سے کہا اور ایک اور میز کی طرف چلا گیا، کرسی کھانے والا نوجوان بھی خاموشی سے چلتا ہوا گیم روم سے باہر نکل گیا۔

عمران ایک خالی میز پر بیٹھ گیا۔اور اس نے کوکا کولا منگوا کر پینا شروع کر دیا۔ابھی اسے وہاں بیٹھے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ عرب تاجروں کا ایک گروہ گیم روم میں داخل ہوا یہ لوگ تعداد میں چھ تھے۔جن میں سے تین عرب تاجر تھے جبکہ تین نوجوان انکے سیکرٹری کے طور پر ان کے ساتھ تھے۔

عرب تاجر ایک میز پر بیٹھ گئے اور جوا کھیلنے میں مصروف ہو گئے۔جبکہ ان کے سیکرٹری بڑے مؤدبانہ انداز میں ان کے پیچھے کھڑے تھے۔ان میں سے ایک کی نظریں ہال میں موجود ہر شخص کا جائزہ لے رہی تھیں۔اور پھر اسکی نظریں عمران پر جم گئیں عمران بھی اسے دیکھ رہا تھا۔

جیسے ہی نوجوان کی نظریں عمران سے ملیں عمران نے آنکھ کا کونا ہلکا سا دبا دیا اور نوجوان کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑنے لگی۔اس نے جھک کر اپنے مالک کے کان میں کچھ بات کی۔اور پھر اس کے سر ہلانے پر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیدھا عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا۔اور اسکے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"آپ کا نام عمران ہے؟" آنے والے نے آواز کو دباتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا اور اسکے جواب پر آئے ہوئے نوجوان کے چہرے پر ایکدم بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں ہو گئے۔۔

"میرا نام عمران نہیں۔۔۔۔۔۔بلکہ علی عمران ایم۔ایس۔سی۔ڈی۔ایس۔سی۔آکسن ہے۔" عمران نے اس بار کہا اور اس بار نوجوان کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"میرا نام زکریا ہے۔" آنے والے نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا، کارڈ کے اوپر سرخ رنگ کا ایک شیر بنا ہوا تھا۔

"ہوں۔۔۔ٹھیک ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے سر ہلاتے ہوئے کارڈ واپس کر دیا۔

"آپ ایکسٹو کو بتا دیں کہ بین الاقوامی مجرم باگوپ آپ کے ملک میں آ چکا ہے۔" زکریا نے کنکھیوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"باگوپ۔" عمران کے ذہن میں ایک دھماکہ ہوا۔

"ہاں باگوپ۔۔۔انتہائی چالاک عیار اور خطرناک مجرم۔۔۔۔۔جس کی کسی بھی ملک میں آمد اس ملک کے لیے ہمیشہ کے لیے بدقسمتی کا باعث بن جاتی ہے۔" زکریا نے جواب دیا۔

"مگر آپکو کیسے معلوم ہوا کہ وہ ہمارے ملک میں آ چکا ہے؟" عمران نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"اس کو ایئرپورٹ پر ہمارے ایک ایجنٹ نے پہچان لیا تھا۔مگر اسے فوراً ہی قتل کر دیا گیا۔۔۔۔۔مگر جہاں لاش ملی تھی وہاں زمین پر ایجنٹ نے مرتے ہوئے خون آلود انگلی سے اسکی موجودگی کے متعلق چند حروف لکھ دیے تھے۔چنانچہ جب تحقیقات کی گئیں تو بس معلوم ہوا کہ قاتل جس فلائٹ پر گیا ہے وہ آپکے ملک جا رہی تھی۔پھر آپکے ملک کے ایئرپورٹ پر جب مزید تحقیقات کی گئیں تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ باگوپ اپنی محبوبہ سمیت آپکے

ملک میں آیا ہے۔۔۔۔۔۔اسی بنا پر میں نے ایکسٹو سے رابطہ قائم کیا تاکہ اس کی موجودگی سے متعلق انہیں اطلاع کردی جائے۔" زکریا نے دبے لہجے میں تفصیلاً بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے شکریہ! آپ کا پیغام ایکسٹو تک پہنچ جائے گا۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور پھر اٹھ کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں مینجر ابھی تک قدرے نروس سا کھڑا تھا۔ اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر مینجر کہ آپکے گیم روم میں جھگڑا ہوگیا۔۔۔ مگر اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔" عمران نے انتہائی سنجیدگی اور شریفانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں عمران صاحب! میں اس نوجوان سے معذرت کرلوں گا۔ آپ گیم کھیلیں۔۔۔ آپ نے تو اب تک گیم ہی نہیں کھیلی۔" مینجر نے بظاہر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا مگر اسکا چہرہ عمران کو بتلا رہا تھا کہ وہ اندر ہی اندر بری طرح کھول رہا ہے۔

"نہیں۔۔۔ مجھے سخت شرمندگی ہے۔ میں اس شریف آدمی سے خود معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔۔ جب تک میں اس سے معافی نہیں مانگ لوں گا میرا ضمیر مطمئن نہیں ہوگا۔" عمران نے جواب دیا۔

"چھوڑیں جناب۔۔۔۔۔۔جو ہوگیا سو ہوگیا۔ آپ گیم کھیلیں۔" مینجر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم چھوڑ دو تو چھوڑ دو۔۔۔۔۔ میں تو معافی مانگنا نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ ڈیڈی کہتے ہیں کہ معافی مانگنا اچھی عادت ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ میں نے اب تک ڈیڈی کی بات نہیں مانی۔ اس لیے دربدر کے دھکے کھا رہا ہوں۔ اب میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ڈیڈی کی بات ضرور مانوں گا۔ اس لیے میں تو اس نوجوان سے معافی ضرور مانگوں گا۔۔۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔۔۔" عمران نے جواب میں پوری تقریر جھاڑ دی۔

اب مینجر بھی سمجھ گیا کہ عمران جو فیصلہ کرلے اس سے ٹلنے والا نہیں۔ پھر اسے خیال آیا کہ اگر عمران ہوٹل کے گاہک سے معافی مانگ لے گا تو گاہک خوش ہوجائے گا۔ چنانچہ وہ راضی ہوگیا اور پھر عمران کو لے کر گیم روم سے باہر آیا اس نے کاؤنٹر مین سے پوچھا۔

"مسٹر جوزف اپنے کمرے میں ہیں؟"

"ہاں جناب! وہ کمرے میں ہیں، ویسے انہوں نے مجھے رات ساڑھے نو بجے ٹیکسی فراہم کرنے کی ہدایت کی ہے۔" کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم ہوٹل بزنس میں نئے آئے ہو۔ اس لیے میں تمہیں آخری بار تنبیہ کررہا ہوں کہ تم سے جو پوچھا جائے وہی بتایا کرو۔ فالتو باتیں کرنے کی ضرورت نہیں گاہک نے کیا آرڈر دیا ہے کیا نہیں یہ بزنس سیکرٹ ہوتا ہے۔ سمجھے۔" مینجر نے اسے بری طرح ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"یار کیوں مینجر کی جھاڑیں کھا رہے ہو۔ بہتر یہی ہے کہ اپنا ہوٹل کھول لو۔ چاہے نان چھولے ہوٹل ہی کیوں نہ ہو۔ وہاں اگر گاہک نہیں آئیں گے تو کم از

کم اس قسم کے سخت مزاج مینجر بھی نہ ہوں گے۔" عمران نے کاؤنٹر مین کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

اور مینجر نے غصے کی شدت سے دانت بھینچ لیے۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ عمران کو یہیں شوٹ کردے۔ مگر وہ جانتا تھا کہ ایسا کرنا ناممکن ہے اسلیے وہ سوائے خون کے گھونٹ پینے کے اور کیا کرسکتا تھا۔

"چلیں عمران صاحب آپ اس سے معافی مانگیں اور میری جان چھوڑیں۔" آخر اس سے رہا نہ گیا تو اس نے سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یار کیسے آدمی ہو؟ ہر چیز چھوڑنے کو کہہ رہے ہو۔ کبھی مشورہ دیتے ہو معافی مانگنا چھوڑ دو۔ کبھی جان چھوڑ دوں۔۔۔۔۔ ایسا کرو تم ایک ہی بار جو کچھ چھڑوانا ہے چھڑوا لو روز روز کا چھڑوانا مجھے پسند نہیں ہے۔" عمران کی زبان بھلا کہاں رکتی تھی۔ مگر چونکہ مینجر لفٹ کی طرف قدم بڑھا چکا تھا۔ اس لیے عمران کو بھی اس کے پیچھے جانا پڑا۔

لفٹ میں مینجر بالکل خاموش رہا اور عمران نے بھی اسے مزید نہ چھیڑا کیونکہ وہ اسکی شکل سے اندازہ لگا چکا تھا کہ اب اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ خواہ مخواہ کی الجھنوں میں پڑے۔ لفٹ دسویں منزل پر رک گئی، مینجر عمران کو ہمراہ لیے کمرہ نمبر بارہ کے دروازے پر رک گیا۔ اس نے برے مہذب انداز میں دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے؟" اندر سے نوجوان کی اواز سنائی دی۔

"مینجر۔۔۔۔" مینجر نے مہذبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ نوجوان ہاتھ میں رسالہ اٹھائے کھڑا تھا۔ اس نے جب مینجر کے ہمراہ عمران کو دیکھا تو اس کے چہرے پر غصے کے آثار ابھرنے لگے۔

"عمران صاحب آپ سے معافی مانگنے آئے ہیں، انہیں گیم روم میں ہونے والے ناخوشگوار واقعہ پر افسوس ہے۔" مینجر نے کہا۔

"معافی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔" نوجوان نے سرد لہجے میں کہا اور دروازہ بند کرنے لگا۔

"کیا آپ ہمیں اندر آنے کی اجازت نہیں دیں گے آخر میں نے معافی مانگنی ہے۔ کوئی مذاق تو نہیں کہ یہیں دروازے پر ہی کھڑے کھڑے سب معاملہ طے ہوجائے۔" عمران نے لہجہ کو سنجیدہ بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

نوجوان نے ایک لمحے کے لیے عمران کی طرف دیکھا اور پھر دروازے سے ہٹتے ہوئے کہنے لگا۔

"آجایئے۔۔۔"

مینجر اور عمران کمرے میں داخل ہوئے تو نوجوان کی ساتھی لڑکی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی میک اپ میں مصروف تھی۔

"میں اپنا تعارف خود کروادوں تو بہتر ہے۔ کیونکہ مینجر شائد پوری طرح مجھے نہیں جانتا۔ میرا نام علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ آکسن ہے

اور پیشہ مصاحبت ہے۔" عمران نے اندر داخل ہوتے ہی اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ایم ایس سی ڈی ایس سی آکسن کی ڈگریوں کا جوزف اور اینڈریا پر بڑا خوشگوار رد عمل ہوا اور ان کے چہروں پر موجود کیفیت کے آثار میں نمایاں کمی ہو گئی۔

"مجھے جوزف کہتے ہیں۔۔۔ میں ایک ہفتہ ہوئے آپکے ملک میں آیا ہوں یہ میری منگیتر مس بروشی ہیں۔ ہم یہاں سیر و تفریح کے لیے آئے ہیں۔" نوجوان نے اپنا اور اینڈریا کا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

"صرف سیر و تفریح کے لیے؟ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔؟ کیا سیر و تفریح پر آپکو کوئی اعتراض ہے؟" جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"اعتراض تو خیر کیا ہوگا۔۔۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر ساتھ ہی ہنی مون بھی منا لیتے تو آپ یہاں زیادہ محفوظ ہوتے۔۔۔۔۔۔ اگر آپ کا ایسا کوئی ارادہ بن جائے تو آپ مجھے بتلائیں، میں گواہوں اور مولوی کا انتظام کر دوں گا۔" عمران نے جواب دیا۔

جوزف بے اختیار ہنس دیا۔ اسکی آنکھوں میں چند لمحے پہلے لہرانے والی تشویش کی پرچھائیاں یکسر غائب ہو گئیں۔

"مسٹر عمران بڑے دلچسپ آدمی ہیں۔" اینڈریا نے بات چیت میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"مگر ان کا پیشہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔" کیا بتایا تھا؟ مصاحبت ؟؟؟" اینڈریا نے بڑے دلآویز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں عمران صاحب آپ نے کیا پیشہ بتایا تھا؟ کیا یہ کوئی سائنسی ملازمت ہے؟ جوزف نے کہا۔

"ارے کمال ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اپ مصاحبت کے معنی نہیں سمجھتے، خالص غیر رومانی اور غیر سائنسی پیشہ ہے۔ بس یوں سمجھیے کہ کوئی پیشہ ہی نہیں ہے۔۔۔ بس وقت گزارنے والی بات ہے۔" عمران نے بڑے شرمیلے لہجے میں جواب دیا۔ اسکے چہرے پر شرم کے آثار یوں پھیل گئے جیسے کسی خالصتاً مشرقی لڑکی سے اسکے ہونے والے دولہا کی تفصیلات پوچھ لی گئیں ہوں۔

"ارے آپ تو شرما رہے ہیں۔" اینڈریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں مس بروشی ہے بھی شرمانے والی بات۔۔۔۔۔۔ دراصل یہ پیشہ ایسا ہے کہ بتاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ عمران نے اور زیادہ شرماتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کیا یہ غیر قانونی پیشہ ہے؟" جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں جناب میرے جیسا چڑی مار قسم کا آدمی غیر قانونی پیشہ کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ بڑے لوگوں کی خوشامد کرکے اور انہیں خوش کرکے ان سے کچھ انعام و کرام لے لینا میرا پیشہ ہے۔" عمران نے اپنے پیشہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"صاحب یہ انکساری برت رہے ہیں۔ یہ انٹیلی جنس کے چیف سر رحمان کے بیٹے اور انٹیلی جنس سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کے دوست ہیں۔ بس رئیس آدمی ہیں کسی پیشے کی انہیں سرے سے ضرورت ہی نہیں۔" مینجر جواب تک خاموش بیٹھا تھا آخر بول پڑا۔

"ڈائریکٹر انٹیلیجنس سر رحمان۔" اس بار جوزف کے لہجے میں خفیف سی لرزش نمایاں تھی۔

"ارے جناب آپ خوفزدہ نہ ہوں۔۔۔ ڈیڈی نے ایک مدت سے مجھے عاق کر رکھا ہے۔ وہ میری شکل تک دیکھنے کے روادار نہیں ہیں۔ باقی رہا سوپر فیاض۔ تو وہ خوشامد پسند آدمی ہے، بس اس کی کچھ خوشامد کرکے گزارہ کر لیتا ہوں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وہ انتہائی ڈفر قسم کا آدمی ہے۔ مگر پھر بھی میں اسے بڑا عقلمند ثابت کرتا رہتا ہوں اور وہ میری اس بات سے خوش ہو کر میرے خرچے پورے کر دیتا ہے۔ بس اتنی سی بات ہے۔" عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا عمران صاحب۔۔۔۔۔ اب چلیں کافی وقت لے لیا ہے جوزف صاحب کا۔" مینجر نے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا۔

"کہاں لیا ہے۔۔۔ ابھی تو کچھ بھی نہیں لیا۔۔۔ معافی تک نہیں لی۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"چھوڑیں اس بات کو عمران صاحب۔ بس بات ختم۔۔۔۔۔ ہو گئی سو ہو گئی۔۔۔ معافی کی کیا ضرورت ہے۔" جوزف نے مہذبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واہ واہ۔ صاحب! آپ بھی مینجر کے طرفدار بن گئے۔۔۔۔۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ سب کچھ چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔ معافی مانگنا چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔ جان چھوڑ دو۔۔۔۔ اور اب آپ بھی کہہ رہے ہیں اس بات کو چھوڑ دوں۔۔۔ میں تو ضرور معافی مانگوں گا۔" عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

جوزف اور اینڈریا اسے یوں دیکھنے لگے جیسے انکی نظروں میں اسکی دماغی صحت مشکوک ہو گئی ہو۔

"پھر مانگ لیجیے معافی۔" مینجر اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"کیوں صاحب! مانگ لوں؟" عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔۔ اگر آپ بضد ہیں تو۔" جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کیوں نہیں کہہ سکتے۔ ہمارے ملک میں تحریر و تقریر کی مکمل آزادی ہے۔ آپ سب کہہ سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔ کیوں مینجر صاحب! میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں۔" عمران نے آخر میں مینجر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"جوزف صاحب کا مطلب تھا کہ آپ معافی مانگ سکتے ہیں" مینجر نے اس بار جھنجلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مسٹر جوزف مجھے معافی دے دیجیے۔" عمران نے یوں سرہلاتے ہوئے کہا۔ جیسے اس کی سمجھ میں بات آ گئی ہو۔

"دیدی عمران صاحب۔" جوزف نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"کہاں دی ہے؟ مجھے تو نہیں ملی۔۔۔" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"کیا نہیں ملی۔" جوزف نے چونک کر کہا۔

"معافی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"بس ہوگئی معافی۔اب چلیں۔۔۔میرا وقت ضائع ہورہا ہے۔" مینجر نے یکدم اٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا تم ضد کرتے ہو تو چلو۔۔۔ مگر جوزف صاحب آپ یاد رکھیں کہ آپ نے صرف کہا ہے معافی نہیں دی اور میں نے معافی ضرور لینی ہے۔۔۔چھوڑوں گا نہیں۔۔۔ بائی بائی۔۔۔" عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ مینجر بھی اسکے پیچھے پیچھے تھا اور وہ دونوں بت بنے بیٹھے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیپٹن شکیل نے پڑھتے پڑھتے زور کی جمائی لی اور پھر کتاب اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور خود اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔اسے بڑی شدت سے چائے کی طلب ہورہی تھی۔کئی دنوں سے وہ سب فارغ تھے اور کیپٹن شکیل کی عادت تھی کہ جب وہ فارغ ہوتا تھا تو اپنے آپ کو مطالعے میں غرق کر لیتا تھا۔آج اسے سٹال پر ایک کتاب نظر آگئی تھی۔چنانچہ دو گھنٹوں سے وہ مطالعے میں غرق تھا کہ اچانک اسے جماہی آئی اور وہ سمجھ گیا کہ تھکن اتارنے کے لیے چائے کا ایک کپ پینا ہی پڑے گا۔

چنانچہ کتاب رکھ کر وہ کچن میں گیا اور اس نے الیکٹرک کیتل میں چائے کا پانی اتارنا شروع کر دیا۔چند لمحوں میں چائے کا کپ تیار کر کے وہ واپس آیا اور صوفے پر بیٹھ کر بڑے اطمینان سے چسکیاں لینے لگا۔ابھی اس نے آدھی پیالی ہی پی تھی کہ ٹیبل پر موجود ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔کیپٹن شکیل نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر پیالی اٹھا کر ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو کیپٹن شکیل اسپیکنگ۔" اس نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو۔" دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص غراہٹ آمیز آواز ابھری۔

"یس سر۔۔۔" اس بار کیپٹن شکیل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیپٹن شکیل! ہوٹل فائیو سٹار کی دسویں منزل کمرہ نمبر بارہ میں ایک غیر ملکی جوڑا ٹھہرا ہوا ہے تم نے اسکی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ نگرانی انتہائی خفیہ انداز میں ہونی چاہیے، کسی بھی خاص واقعہ کی مکمل رپورٹ دینا اور کسی قسم کی مداخلت کی ضرورت نہیں۔" ایکسٹو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔۔۔میں ابھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تم میک اپ میں رہو گے۔" ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔اور اسکے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

کیپٹن شکیل نے ایک ہموار سانس لیتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔جہاں اسے یہ خوشی ہو رہی تھی کہ کیس شروع ہو گیا ہے وہیں کتاب ادھوری رہ جانے کا بھی افسوس تھا۔بہر حال اس نے تیزی سے اٹھ کر لباس تبدیل کیا۔ہلکا سا میک اپ کیا اور فلیٹ کو تالا لگا کر باہر آگیا۔بلڈنگ کے اندر موجود بڑے گیراج سے اس نے اپنی کار باہر نکال لی اور پھر ہوٹل فائیو سٹار کی طرف بڑھنے لگا۔

جیسے ہی اسکی کار ہوٹل فائیو سٹار کے کمپاؤنڈ میں مڑی ایک ٹیکسی اس کی سائیڈ سے ہو کر باہر نکلتی چلی گئی۔کیپٹن شکیل نے ایک نظر ڈالی تو ٹیکسی میں ایک غیر ملکی جوڑا موجود تھا۔مگر ہوٹل فائیو سٹار میں زیادہ تر غیر ملکی ہی رہتے تھے اسلیے وہ کار پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اترا اور پھر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ہوٹل میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"جی فرمایئے۔" کاؤنٹر مین نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ہوٹل کی دسویں منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں میرے ایک دوست ٹھہرے ہوئے ہیں۔۔۔کیا وہ اسوقت کمرے میں موجود ہیں؟" کیپٹن شکیل نے بڑے مہذبانہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ!آپ چند منٹ لیٹ پہنچے ہیں۔ مسٹر جوزف اور انکی ساتھی ابھی ابھی ہوٹل چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔شائد انکی ٹیکسی آپکو گیٹ پر ملی ہو۔" کاؤنٹر مین نے معذرت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں مجھے تو نہیں ملی۔" کیپٹن شکیل نے کہا مگر اسکے ذہن میں وہ ٹیکسی گھوم گئی جس میں ایک غیر ملکی جوڑا موجود تھا۔

"مجھے افسوس ہے اگر آپ کچھ دیر پہلے آجاتے تو مسٹر جوزف سے آپکی ملاقات ہو جاتی۔" کاؤنٹر مین نے کہا۔

"کیا وہ بتا کر گئے ہیں کہ کہاں جا رہے ہیں؟ مجھے تو معلوم ہوا تھا کہ وہ ابھی کچھ دن یہاں رکیں گے۔" کیپٹن شکیل نے ایسے کہا جیسے اسے بہت افسوس ہو رہا ہو۔

"نہیں جناب بتا کر تو نہیں گئے اور انکے جانے کا ارادہ بھی اچانک ہی بن گیا۔" کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"اوکے۔" کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ اپنی کار تک پہنچ گیا۔گو اس نے اچٹتی سی نظر ٹیکسی پر ڈالی تھی مگر چونکہ وہ ایسے پیشے سے وابستہ تھا جس میں نہ چاہتے ہوئے بھی عادتاً کچھ باتیں ذہن میں رہ جاتی تھیں۔اس لیے ٹیکسی کا نمبر اور غیر ملکی جوڑے کا حلیہ اسکے ذہن میں تھا۔۔۔اسے امید تھی کہ وہ اس ٹیکسی کو ڈھونڈ نکالے گا۔اس طرح اس جوڑے کی آئندہ منازل کے بارے میں پتا چلایا جاسکتا تھا۔اس نے کار کا رخ گرین ایرو ٹیکسی کمپنی کے دفتر کی طرف موڑ دیا۔ ٹیکسی گرین ایرو کمپنی کی ملکیت تھی اور اسے معلوم تھا کہ وہاں سے وہ ٹیکسی کے متعلق معلومات حاصل کر سکتا ہے۔

جلد ہی وہ ٹیکسی کمپنی کے دفتر پہنچ گیا۔وہاں موجود مینجر نے بڑی خوشدلی سے اسکا استقبال کیا۔

"آپ کی ایک ٹیکسی نمبر سولہ سترہ میں میرے ایک غیر ملکی دوست ہوٹل فائیو سٹار سے کہیں گئے ہیں مجھے چونکہ انتہائی ضروری کام سے انہیں ملنا ہے اس لیے میں ان کی آئندہ کال کا انتظار نہیں کر سکتا۔اگر آپ اس ٹیکسی ڈرائیور سے مجھے ملوادیں تو میں اپنے دوست تک فورا پہنچ جاؤں گا۔"کیپٹن شکیل نے اسے بتاتے ہوئے کہا۔

"نمبر سولہ سترہ۔۔"مینجر نے سوچتے ہوئے کہا۔اور پھر اپنے سامنے رکھے ہوئے رجسٹر پر جھک گیا۔

چند منٹ بعد اس نے سر اٹھایا تو اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔

"آپکا کام ہو جائیگا۔۔آپ بروقت آئے ہیں ٹیکسی ڈرائیور کا ٹائم ختم ہونے والا ہے۔وہ دس پندرہ منٹ کے اندر دفتر رپورٹ کرے گا۔تب آپ ان سے پوچھ لیں۔"مینجر نے کہا۔

"بہت خوب!بے حد شکریہ۔۔۔میں اسکا یہیں انتظار کر سکتا ہوں۔"کیپٹن شکیل نے لہجے کو مسرت آمیز بناتے ہوئے کہا۔

"ضرور آپ کیا پینا پسند کریں گے۔؟"مینجر نے خوشدلی سے کہا۔

"نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔شکریہ"کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر قریب پڑا ہوا ایک رسالہ اٹھا کر دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان دفتر میں داخل ہوا، تو مینجر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"قاسم!یہ صاحب تم سے ملنے کے لیے کافی دیر سے انتظار کر رہے ہیں۔"

"مجھ سے؟؟؟؟؟"آنے والے نوجوان نے چونک کر کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"آپ ٹیکسی نمبر سولہ سترہ چلاتے ہیں۔"کیپٹن شکیل نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں کیوں؟"نوجوان نے چونک کر پوچھا اس کے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ تھی۔

"ارے قاسم گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔انہیں اپنے ایک دوست کا پتہ چاہیے تھا جسے تم نے فائیو سٹار ہوٹل سے لیا ہے۔"مینجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ!وہ غیر ملکی جوڑا۔"قاسم نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ میرا دوست ہے اور مجھے اس سے انتہائی ضروری کام پڑ گیا ہے۔۔۔میں نے اسے فورا ملنا ہے۔۔آپکی مہربانی ہو گی۔"کیپٹن شکیل نے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے اس کی کیا ضرورت ہے۔"ڈرائیور نے جھینپتے ہوئے کہا مگر اس نے نوٹ لے لیا۔

"کوئی بات نہیں۔"کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے غیر ملکی جوڑے کو ہوٹل سی ویو میں ڈراپ کیا تھا۔ڈرائیور نے جواب دیا۔

شکریہ بس میں اب ان سے مل لوں گا۔"کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ مینجر اور ڈرائیور سے ہاتھ ملا کر دفتر سے باہر نکل آیا۔اب اسکی کار کا رخ ہوٹل سی ویو کی طرف تھا۔

ہوٹل سی ویو پہنچ کر اس نے کار پارکنگ میں روکی۔اور پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"مسٹر جوزف اپنی ساتھی کے ساتھ ابھی یہاں پہنچے ہیں۔۔کیا وہ اس وقت اپنے کمرے میں موجود ہیں؟"کیپٹن شکیل نے ایک بڑا نوٹ خاموشی سے کاؤنٹر مین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

کاؤنٹر مین نے ایک لمحے کے تذبذب کے بعد نوٹ لے لیا۔اور پھر کہنے لگا۔

"مسٹر جوزف نہیں بلکہ مسٹر اینڈ مسز بٹلر ابھی ابھی یہاں آئے ہیں۔غیر ملکی ہیں روم نمبر الیون تھرڈ فلور۔"کاؤنٹر مین نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"مسز بٹلر کے بال سنہرے ہیں اور شولڈر کٹ ہیں۔وہی ناں؟"شکیل نے پوچھا۔

"ہاں ہاں بالکل وہی۔"کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ کاؤنٹر مین کچھ کہتا کیپٹن شکیل اسکا شکریہ ادا کرتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔وہ ایک بار انہیں دیکھ کر تسلی کر لینا چاہتا تھا۔ویسے اسے نام کی تبدیلی پر کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کوئی ایسا شخص جس میں ایکسٹو دلچسپی لے رہا ہو عام آدمی نہیں ہو سکتا۔

تھرڈ فلور پر جیسے ہی لفٹ رکی۔۔۔کیپٹن شکیل باہر نکلا تو اسی لمحے کمرہ نمبر گیارہ سے ایک غیر ملکی نوجوان لڑکا اور لڑکی باہر نکلے اور پھر سیدھے لفٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کیپٹن شکیل پہچان گیا کہ یہ وہی جوڑا ہے مگر وہ رکا نہیں بلکہ آگے بڑھتا چلا گیا۔جب یہ جوڑا لفٹ میں داخل ہو گیا تو کیپٹن شکیل واپس مڑا اور لفٹ کے دروازے پر رک گیا اس نے لفٹ رکتے ہی اس کا نمبر دبا دیا۔چند لمحوں بعد لفٹ واپس آ گئی۔اور کیپٹن شکیل واپس ہال میں پہنچ گیا۔

غیر ملکی جوڑا ہال سے باہر جا چکا تھا۔اس لیے کیپٹن شکیل خاموشی سے ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔اس نے انہیں ایک ٹیکسی میں بیٹھتے دیکھا تو سیدھا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔جلد ہی وہ کار میں بیٹھا بڑی احتیاط سے ٹیکسی کا تعاقب کر رہا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ہوٹل گلریز کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔کیپٹن شکیل نے بھی کار پارکنگ میں روکی۔اور جب وہی غیر ملکی ٹیکسی سے اتر کر ہال میں داخل ہو گئے تو کیپٹن شکیل نے جیب سے ایک چپٹا سا باکس نکالا اور پھر بیک مرر میں دیکھ کر ہلکے ہلکے ٹچ چہرے پر لگانے لگا۔اس نے میک اپ کی تبدیلی ضروری سمجھی تھی۔کہ غیر ملکی اسے قریب سے دیکھ چکا تھا۔اور ہو سکتا تھا کہ دوبارہ دیکھنے پر چونک جائے۔میک اپ کر کے اس نے کوٹ الٹا پہن لیا۔کوٹ ڈبل سائڈڈ تھا۔اس لیے اب کیپٹن شکیل کو اطمینان تھا کہ وہ غیر ملکی اسے نہیں پہچان سکے گا۔

وہ کار سے اتر کر سیدھا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ہال میں داخل ہو کر اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر وہ جوڑا اسے کہیں بھی نظر نہ آیا۔ وہ چونک پڑا۔ اسے خدشہ ہوا کہ کہیں وہ تعاقب سے باخبر ہو کر اسے ڈاج نہ دے گئے ہوں۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس ہوٹل کا عقبی گیٹ نہیں ہے۔ اس لیے یہی ایک صورت ہو سکتی تھی کہ وہ کسی کمرے میں چلے گئے ہوں۔

کچھ سوچ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لفٹ بوائے نے اسکے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا اور پھر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ کیپٹن شکیل نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نوٹ نکالا اور اسے لفٹ بوائے کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی ابھی ایک غیر ملکی جوڑا لفٹ میں سوار ہوا ہے۔ کونسی منزل پر اترا ہے؟ ساتویں منزل۔" لفٹ بوائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی لفٹ کا بٹن دبا دیا۔ لفٹ تیزی سے اوپر جانے لگی۔

کیپٹن شکیل اب یہ سوچ رہا تھا کہ وہ ساتویں منزل کے کس کمرے میں ہوں گے۔ اس کا پتہ کیسے چلایا جائے کہ لفٹ بوائے نے لفٹ کا دروازہ کھول دیا اور کیپٹن شکیل خاموشی سے ساتویں منزل پر اتر گیا۔ اس نے ایک نظر منزل کی گیلری پر ڈالی وہاں تقریباً تیس کے قریب کمرے تھے۔ گیلری خالی پڑی تھی۔ منزل کا بیرہ یا تو کسی کمرے کے اندر تھا یا پھر نیچے گیا ہوا تھا۔

کیپٹن شکیل یوں ٹہلتا ہوا گیلری کے بائیں طرف بڑھنے لگا۔ جیسے وہ کمرے میں بیٹھا بیٹھا اکتا کر باہر ٹہلنے نکل آیا ہو۔ اور پھر یہ اسکی خوش قسمتی تھی کہ جیسے ہی وہ کمرہ نمبر 15 کے سامنے سے گزرا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ویٹر خالی ٹرے ہاتھ میں اٹھائے باہر نکل آیا۔ اور کیپٹن شکیل نے ایک لمحے میں کمرے کے اندر جھانک لیا۔ اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ کیونکہ اس نے کمرے میں موجود سنہرے بالوں والی لڑکی کو پہچان لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ غیر ملکی جوڑا کمرہ نمبر 15 میں موجود ہے۔

ویٹر کیپٹن شکیل کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے ٹھٹکا۔ مگر کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ویٹر نے کچھ سوچ کر کندھے جھٹکے اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

اس کے نیچے جاتے ہی کیپٹن شکیل سانپ کی سی تیزی سے واپس پلٹا اور پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا کمرہ نمبر 15 کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ دیکھتا۔ کمرے کا دروازہ ایک زوردار جھٹکے سے کھلا اور کیپٹن شکیل کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر ایٹم بم کا دھماکہ کر دیا گیا ہو۔ اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور پھر اسے بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"واقعی خطرناک مجرموں میں سے ایک ہے۔"

ویسے کمال کی بات ہے کہ ایک آدمی اکیلا پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز کو انگلیوں پر نچاتا پھر رہا ہے۔" بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں! باگوپ ایسا مجرم ہے۔ میک اپ کا ماہر۔ اس لیے آج تک اس کی اصلی شکل کے بارے میں کوئی نہیں جان سکا۔ انتہائی چالاک ۔۔۔۔۔ عیار ۔۔۔۔۔ اور عقلمند ۔۔۔۔ سچے نشانے کا مالک ۔۔۔ غرضیکہ دلچسپ مجرم ہے۔" عمران نے باگوپ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

ایسٹرن سٹیٹ کے سیکرٹ سروس کے نمائندے زکریا نے اس کی محبوبہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ کیا وہ محبوبہ بھی ہر وقت میک اپ میں رہتی ہو گی؟" بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ وہ سر جھاڑ منہ پھاڑ پھرتی ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ تمہارا دماغ بھی اب کالے صفر میں تبدیل ہو گیا ہے۔ بھلا ہو محبوبہ اور میک اپ نہ کرے ۔۔۔۔۔۔ یہاں دادیاں نانیاں میک اپ سے باز نہیں آتیں۔" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! میرا مطلب دوسرے میک اپ سے تھا ۔۔۔ سولہ سنگار والے میک اپ سے نہیں۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

میک اپ دوسرا ہو یا تیسرا میک اپ ہی ہوتا ہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی گہری سوچ میں ہے۔ پھر اچانک اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت دفاع۔" دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو سپیکنگ ۔۔۔ سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ایک سیکنڈ ہولڈ کیجیے جناب۔" دوسری طرف سے پی اے کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو اکرام سپیکنگ۔" ایک لمحے بعد سیکرٹری کی باوقار آواز ریسیور میں ابھری۔

"ایکسٹو دس اینڈ۔" عمران نے جواب دیا۔

"فرمائیے مسٹر ایکسٹو ۔۔۔ کیسے یاد کیا؟" سیکرٹری نے قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

"آپ کے پاس ان ملازمین کی فائل موجود ہو گی جو اسٹرانگ روم میں کام کرتے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔۔ میری دراز میں موجود ہے۔" سیکرٹری نے جواب دیا۔

"آپ اسے کھول کے دیکھیں اور مجھے بتائیں کہ کوئی ایسا نوجوان وہاں ملازم ہے جس کی ناک پر کراس کی زخم کا نشان ہو۔" عمران نے کہا۔

"بہتر میں ابھی بتاتا ہوں۔" سیکرٹری نے جواب دیا۔ پھر ریسیور پر چند لمحے خاموشی طاری رہی۔

"مسٹر ایکسٹو۔" سیکرٹری کی آواز دوبارہ ابھری۔

"یس۔" عمران نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ملازم موجود ہے، یہ اسٹرانگ روم سیکشن کا انچارج ہے، اس کا نام مظفر بیگ ہے۔" سیکرٹری نے بتایا۔ اسکا پتہ اور حلیہ بتادیجیے۔" عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"عمر بتیس سال۔۔۔ گندمی رنگت۔۔۔ ناک پر کراس کی صورت زخم کا نشان۔۔۔ بال ہلکے گھنگریالے۔۔۔ آنکھوں کا رنگ بادامی، پانچ فٹ چھ انچ قد، سڈول جسم، رہائش 25 سٹلائٹ ٹاؤن۔" سیکرٹری نے فائل پڑھتے ہوئے بتایا۔

"تھینک یو یہ بتانے کی تو ضرورت نہیں کہ یہ گفتگو کسی تیسرے کے کانوں تک نہیں پہنچنی چاہیے۔" عمران نے کہا۔

"نہیں میں سمجھتا ہوں۔۔۔ مگر کیا اپنے طور پر پوچھ سکتا ہوں کہ مظفر بیگ کس جرم میں ملوث ہے۔" سیکرٹری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔۔۔ بائی بائی۔" عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"یہ مظفر بیگ کہاں سے ٹپک پڑا۔" بلیک زیرو جو اب تک خاموش بیٹھا تھا عمران کے ریسیور رکھتے ہی بول پڑا۔

"بس سمجھ لو کہ میں نے تمہارے باگوپ کا پتہ چلا لیا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پتہ چلا لیا ہے۔۔۔ کیا مطلب؟ کہاں ہے وہ؟ بلیک زیرو ششدر رہ گیا۔

"میری جیب میں۔" عمران نے کہا اور پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

دوسری طرف کیپٹن شکیل تھا۔ عمران نے ایکسٹو کی حیثیت سے اسے مسٹر جوزف اور اس کی ساتھی کی نگرانی کی ہدایت دیں پھر اس سے رابطہ کاٹ کر اس نے صفدر کے نمبر ڈائل کیے۔

"صفدر سپیکنگ۔" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔" صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔" صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"وزارت دفاع کے اسٹرانگ روم سیکشن ڈی کے انچارج مظفر بیگ کی مکمل نگرانی چاہتا ہوں۔ اسکی رہائش 25 سٹلائٹ ٹاؤن ہے۔ اور خاص پہچان یہ ہے کہ اس کی ناک پر کراس شکل میں زخم کا نشان موجود ہے۔' عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں صفدر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"او کے سر۔" صفدر نے جواب دیا۔

"اگر ضرورت پڑی تو دوسرے ممبران کو بھی کال کر لینا۔ میں انہیں الرٹ کر دوں گا۔" عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"بلیک زیرو! کیپٹن شکیل کے علاوہ دوسرے ممبران کو الرٹ کر دینا کہ صفدر انہیں کال کرے تو وہ فوراً حرکت میں آجائیں۔" عمران نے انتہائی

سنجیدگی سے بلیک زیرو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"شائد آج رات ہی باگوپ سے بے گوپ بن جائے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر جانے لگا۔

بلیک زیرو نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور ممبران کے نمبر ڈائل کر کے انہیں الرٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

☆☆☆

عمران اور مینجر کے جانے کے بعد چند لمحوں تک تو جوزف اور اینڈریا بت بنے بیٹھے رہے۔ عمران کی ٹائپ ان دونوں کے حلق سے نیچے نہیں اتر رہی تھی۔ پھر جوزف ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ عمران مشکوک آدمی ہے۔ مجھے انتہائی چالاک اور عیار شخص معلوم ہوتا ہے۔" جوزف نے ہونٹوں پر دانت جماتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہارا اندازہ غلط معلوم ہو رہا ہے۔ یہ ان بے شمار احمقوں میں سے ایک معلوم ہوتا ہے جو ایشیائی ملکوں میں بستے ہیں۔ بے وقوف جو شائد صرف دیکھنے اور متوجہ کرنے کے لیے یہاں تک دوڑا چلا آیا۔" اینڈریا نے جواب دیا۔

جوزف کچھ دیر کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے کمرے کا دروازہ کھول کر ادھر ادھر دیکھا۔ گیلری سنسان پڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ اس نے دروازہ اچھی طرح بند کیا۔ ایک کاغذ گول کر کے اسے کی ہول میں پھنسا دیا۔ اور اپھر اطمینان سے چلتا ہوا الماری میں رکھے ہوئے سوٹ کیس کی طرف بڑھ گیا۔

سوٹ کیس کھول کر اس نے اس میں موجود تمام چیزیں نکال کر باہر رکھ دیں اور پھر سوٹ کیس کے پیندے کو ایک مخصوص جگہ سے دبایا۔ پیندا کسی ڈھکن کی ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ دوسرے خانے میں ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا ڈائل گھمانا شروع کر دیا۔ جب سوئی ایک مخصوص نمبر پر پہنچی تو اس نے بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ پھر ٹرانسمیٹر پر موجود چھوٹا سا بلب جل اُٹھا اور دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"ٹیلی سٹار انفرمیشن اوور"

"باگوپ سپیکنگ اوور"۔۔۔ جوزف نے بھرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ ایسا لہجہ جس میں غراہٹ بھی شامل تھی۔

"یس باس اوور"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز یکدم مؤدبانہ ہو گئی۔

"پاکیشیا کے انٹیلی جنس ڈائریکٹر سر رحمان کے لڑکے علی عمران کے متعلق رپورٹ چاہیے۔ جو سپرنٹنڈنٹ انٹیلی جنس فیاض کے ساتھ کام کرتا ہے اور بظاہر انتہائی احمق معلوم ہوتا ہے اوور۔" جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس۔۔۔ میں چند منٹ بعد آپ کو کال کروں گا اوور"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں انتظار کر رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔ جوزف نے کہا اور پھر بٹن آف کر دیا۔

"تم خواہ مخواہ وہم میں پڑ گئے ہو جوزف۔۔۔ وہ انٹیلی جنس ڈائریکٹر کا بیٹا ضرور ہو گا مگر ہے عقل سے خالی"۔۔۔۔۔ اینڈریا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش رہو۔۔۔ کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ میری نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔" جوزف نے جو در حقیقت باگوپ تھا، اس بار انتہائی سخت لہجے میں اینڈریا کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اینڈریا اس کا لہجہ بدلتے دیکھ کر سہم سی گئی۔

باگوپ پریشانی کے عالم میں ادھر اُدھر ٹہلتا رہا۔ اسے شدت سے ٹیلی سٹار کی طرف سے رپورٹ کا انتظار تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ٹیلی سٹار کے پاس عمران کے متعلق مکمل معلومات ہوں گی۔ ٹیلی سٹار مجرموں کی بین الاقوامی تنظیم تھی۔ جس میں انفرمیشن کا وسیع شعبہ موجود تھا۔ اس شعبے میں جرائم کی دنیا سے تعلق رکھنے والے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے شخص کے متعلق معلومات موجود ہوتی تھیں۔ اور چونکہ باگوپ اس تنظیم کی سنٹرل کمیٹی کا رکن تھا اس لئے وہ ٹیلی سٹار سے ہر قسم کی معلومات فوری طور پر حاصل کرنے کا حق رکھتا تھا اور سنٹرل کمیٹی کا رکن ہونے کی وجہ سے تنظیم میں باس کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹرانسمیٹر کا سرخ بلب خود بخود جل اُٹھا اور اس میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ باگوپ نے لپک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس باگوپ سپیکنگ اوور"

"ٹیلی سٹار انفرمیشن اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے اوور"۔۔۔۔ باگوپ کے لہجے میں ہلکی سی سختی تھی۔

"باس۔۔۔! پاکیشیا کا علی عمران دنیا کا خطرناک ترین جاسوس شمار ہوتا ہے، بیشمار نامی گرامی مجرموں کی گردنیں توڑ چکا ہے۔ بظاہر انتہائی احمق اور قطعی بے ضرر قسم کا شخص دکھائی دیتا ہے مگر حقیقت میں انتہائی خوفناک حد تک ذہین، چالاک اور عیار ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی امداد بھی کرتا ہے۔ اس سے انتہائی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے اوور"۔۔۔۔۔ ٹیلی سٹار نے عمران کے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا رہائشی پتہ معلوم ہے اوور"۔۔۔۔ باگوپ نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ یہ کنگ روڈ کے فلیٹ بارہ میں رہتا ہے۔ مگر وہاں اس کا ہر وقت دستیاب ہونا مشکل ہے اوور"۔۔۔۔ ٹیلی سٹار کی طرف سے جواب دیا گیا۔

"او کے۔۔۔ تھینک یو اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔ باگوپ نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اُسے دوبارہ سوٹ کیس کے خفیہ خانے میں رکھ دیا۔ پھر اس نے سامان واپس سوٹ کیس میں رکھا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں شدید الجھن کے آثار نمایاں تھے۔

"میں اپنی رائے پر معافی چاہتی ہوں۔ واقعی تمہاری نظریں بہت دور تک دیکھ سکتی ہیں۔" اینڈریا نے جھینپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو اینڈریا۔۔۔۔۔ ہمیں فوراً یہ کمرہ چھوڑنا ہو گا"۔۔۔۔۔ باگوپ نے اس کی بات پر تبصرہ کرنے کی بجائے کہا اور اینڈریا بجلی کی تیزی سے اُٹھ کر سامان سمیٹنے میں مصروف ہو گئی۔ چند ہی لمحوں میں وہ تیار ہو گئے۔ باگوپ نے اپنا اور اینڈریا کا سوٹ کیس سنبھال رکھا تھا۔

وہ دونوں کمرے کے سے نکل کر لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچے اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ کاؤنٹر مین نے اتنی جلدی کمرہ چھوڑنے پر حیرت کا اظہار کیا مگر ظاہر ہے انہیں وہ روک تو نہیں سکتا تھا۔ باگوپ نے ہوٹل سے باہر آکر ایک ٹیکسی روکی اور پھر اُسے ہوٹل سی ویو چلنے کے لیے کہا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں ہوٹل سی ویو میں ڈراپ کر دیا۔ یہ ہوٹل چونکہ شہر سے کافی فاصلے پر تھا اس لئے اس میں کمرے ہر وقت مل جاتے تھے۔ چنانچہ انہیں بھی تھرڈ فلور پر کمرہ مل گیا اور پورٹر نے ان کا سامان کمرہ نمبر گیارہ میں پہنچا دیا۔

باگوپ نے اپنی فطرت کے مطابق پورے کمرے کی تلاشی لی کہ کہیں کوئی خفیہ مائیکروفون یا کیمرہ موجود نہ ہو۔ حالانکہ اُسے معلوم تھا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ابھی وہ براہ راست مقابلے میں نہیں آیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور تھا۔

"کیوں نہ مظفر بیگ کو یہیں بلوالیں"۔۔۔؟ اینڈریا نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔۔ میں اسے اپنا ٹھکانہ نہیں دکھانا چاہتا۔ اور دوسری بات کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مشکوک ہو گیا ہو اور اس کی نگرانی ہو رہی ہو"۔۔۔۔ باگوپ نے کہا۔

"پھر تو ہمارا وہاں جانا بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ اینڈریا نے اس پہلو پر سوچتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو۔۔۔۔ میں نے سب پروگرام بنالیا ہے۔ اگر یہ عمران میرے راستے میں آیا تو اسے بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس کا مقابلہ باگوپ سے ہے۔ جو اپنے دشمن کو حقیر مکھی کی طرح مسل دیتا ہے"۔۔۔۔ باگوپ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد باگوپ نے ٹیلیفون پر کاؤنٹر مین سے ٹیکسی منگوانے کے لیے کہا اور جب ٹیکسی آنے کی اطلاع ملی تو وہ دونوں اُٹھ کر کمرے سے باہر آگئے اور چند لمحوں بعد ان کی ٹیکسی انہیں ہوٹل گلریز میں لے آئی۔

باگوپ بے حد چوکنا تھا مگر اُسے کہیں بھی کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا۔

مظفر بیگ نے ہوٹل فائیوسٹار کے گیم روم میں انہیں یہیں ملنے کے لئے کہا تھا چنانچہ ٹھیک وقت پر انہوں نے ساتویں منزل کے کمرہ نمبر ۵ ا پر دستک دی۔ دروازہ فوراً ہی کھل گیا اور وہ دونوں تیزی سے اندر داخل ہو گئے۔

"آپ بالکل صحیح وقت پر آگئے"۔۔۔۔ مظفر بیگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ مگر اب وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ مجھے کام دو اور اپنی رقم سنبھالو"۔۔۔ باگوپ نے سخت لہجے میں کہا۔

"رقم آپ لے آئے ہیں"۔۔۔۔۔ مظفر بیگ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریسیور پر شراب کا آرڈر دے دیا۔

"ہاں۔۔۔ رقم اس بیگ میں ہے"۔۔۔۔۔۔ باگوپ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مظفر بیگ نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکالا اور باگوپ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ لیجئے آپ کا کام بھی مکمل ہے"۔

باگوپ نے جھپٹ کر لفافہ اس کے ہاتھ سے لیا اور پھر اس میں سے کاغذات نکال لئے۔ یہ تین چار فوٹو کاپیاں تھیں۔ باگوپ چند لمحے بغور انہیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے سر اُٹھا کر مظفر بیگ سے پوچھا۔

"یہ تو کوڈورڈز میں ہیں۔"

"جی ہاں۔۔ ایسی فائلیں ہمیشہ کوڈورڈز میں ہوتی ہیں۔" مظفر بیگ نے اطمینان سے جواب دیا۔

"مگر یہ کوڈ تو کچھ نئی قسم کا ہے۔ ایسا کوڈ میری نظر سے پہلے کبھی نہیں گذرا۔" باگوپ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔۔ ہر ملک کا کوڈ اپنا ہوتا ہے۔" مظفر بیگ نے جواب دیا۔

"اور اس کوڈ کی "کی" کہاں ہے؟" باگوپ نے کہا۔

"کی" اسٹرانگ روم میں نہیں ہوتی۔ وہ کہیں اور رکھی جاتی ہے اور اس کا علم سوائے سیکرٹری وزارت دفاع کے اور کسی کو نہیں ہے۔" مظفر بیگ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔ تم نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اس لئے تم رقم کے حقدار ہو۔ یہ بیگ سنبھال لو۔" باگوپ نے لفافہ جیب سے میں رکھتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ مظفر بیگ نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر ویٹر تھا۔ اس نے ٹرے میں رکھے ہوئے جام ان کے سامنے رکھے اور پھر واپس مڑ گیا۔ باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کیا تو باگوپ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے اس کی چٹخنی لگانی چاہی مگر اس کا ہاتھ اٹھا کا اٹھا رہ گیا۔ اسے احساس ہوا کہ کوئی شخص پنجے کے بل چلتا ہوا دروازے کے سامنے رکا۔ اس نے بڑی آہستگی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اب اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا ریوالور اس نے نالی کی طرف سے پکڑا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے ایک زوردار جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس آدمی کی کھوپڑی پر پڑا جو کی ہول سے آنکھ لگاتے ہوئے کہا تھا۔

ریوالور کا دستہ مارتے ہی باگوپ نے ایک جھٹکے سے اسے کمرے کی اندر کھینچ لیا۔ وہ آدمی بے ہوش ہو چکا تھا۔ باگوپ نے دروازہ کھول کر ایک نظر باہر ڈالی اور پھر چٹخنی لگا کر اندر آگیا۔

بے ہوش آدمی قالین پر پڑا ہوا تھا۔ اور مظفر بیگ اور اینڈریا دونوں حیرت سے بُت بنے اسے دیکھ رہے تھے۔

باگوپ نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی تو چونک پڑا۔

"او یہ تو ہوٹل فائیو اسٹار سے ہمارے تعاقب میں ہے۔" باگوپ نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" اینڈریا نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے ہوٹل فائیو اسٹار کے کمپاؤنڈ گیٹ پر اس کی شکل دیکھی تھی۔ پھر سب ہم ایک دوسرے ہوٹل کے کمرے سے نکلے تھے تو یہ بھی لفٹ سے باہر آیا تھا۔ اس وقت میں نے خیال نہیں کیا تھا۔" باگوپ نے کہا۔

"اب کیا ہو گا؟" مظفر بیگ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ خوف کے مارے اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

"گھبراؤمت۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔" باگوپ نے مسکراتے ہوئے کہااور پھراس نے میز پرپڑاہواپانی کاجگ اٹھاکر بے ہوش شخص جو کیپٹن شکیل تھا کے چہرے پرالٹ دیا۔

پانی پڑتے ہی کیپٹن شکیل کسمسایااور دوسرے لمحے اس نے آنکھیں کھول دیں۔ باگوپ نے اس کی کنپٹی سے ریوالور کی نال لگاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"خبردار۔۔اگر حرکت کی توبے آواز گولی کھوپڑی میں اتار دونگا۔"

کیپٹن شکیل خاموش پڑارہا۔ ہوش میں آنے کے چند لمحوں بعد تک تواس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات ابھرے تھے مگراب وہ مطمئن تھا۔

"تمہیں کس نے میرے پیچھے لگایاہے۔؟" باگوپ نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میرے دوست۔۔ میں تمہارے پیچھے نہیں بلکہ تمہاری ساتھی کے پیچھے یہاں آیاہوں۔" کیپٹن شکیل نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"کیامطلب؟" باگوپ کیساتھ ساتھ اینڈریا بھی چونک پڑی۔وہ بھی لیڈیز ریوالور ہاتھ میں پکڑی کھڑی تھی۔

"بس اپنی اپنی طبیعت ہے۔مجھے تمہاری ساتھی پسند آگئی چنانچہ میں اس کے پیچھے یہاں تک آگیاکہ شائد لفٹ مل جائے۔" کیپٹن شکیل نے اس طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہااس کی نظریں سامنے کھڑی اینڈریاپر جم گئی تھیں۔

"تم مجھے ڈاج دینے کی کوشش کررہے ہو۔ ٹھیک ہے پھر چھٹی کرو۔" باگوپ نے دانت بھینچتے ہوئے کہااوراس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگرپرانگلی کا دباؤبڑھاناچاہامگراسی لمحے کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلااور باگوپ کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلاگیا۔اینڈریانے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے گولی چلانی چاہی مگر عین اسی لمحے مظفر بیگ نے پوری قوت سے اس کے ہاتھ پرریوالور مارااور ریوالوراس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔اب مظفر بیگ کے ہاتھ میں بھی ریوالور چمک رہاتھا۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی۔" مظفر بیگ نے بدلی ہوئی آواز میں کہااور کیپٹن شکیل نے چونک کراس کی طرف دیکھااور مظفر بیگ نے اسے آنکھ ماری کیپٹن شکیل مسکرادیا۔مظفر بیگ کے روپ میں عمران وہاں موجود تھا۔

باگوپ کاریوالور کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں تھااور وہ خالی ہاتھ کھڑایوں پلکیں جھپکارہاتھاجیسے الوکوکسی نے پکڑکردھوپ میں بٹھادیاہو۔اینڈریابھی خاموش کھڑی تھی۔اس کے چہرے پرالجھن کے آثار نمایاں تھے۔

"تشریف رکھیے مسٹر جوزف۔ آپ نے مجھے معافی نہیں دی تھی۔اس لئے مجھے دوبارہ آناپڑا۔" عمران نے باگوپ سے مخاطب ہوکر کہا۔اور باگوپ اس کی بات سن کریوں اچھلاجیسے اس کے پیر میں بچھونے کاٹ لیاہو۔

"تم۔۔علی عمران۔۔" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں مسٹر جوزف عرف باگوپ میں وہی علی عمران ایم۔ایس۔سی۔ڈی۔ایس۔سی آکسن۔ہی ہوں۔ جسے آپ نے معافی نہیں دی تھی۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ پھراس سے پہلے کہ باگوپ کچھ کہتادروازے پرہلکی سی دستک ہوئی۔

"کون ہے؟" عمران نے مظفر بیگ کی آواز میں پوچھا۔

"ویٹر سر۔" دروازے کے باہر سے آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھول دو کیپٹن شکیل اپناصفدر یار ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا۔

کیپٹن شکی تیزی سے دروازے کی طرف مڑا۔اور عین اسی لمحے اینڈریابجلی کی سی تیزی سے اچھلی اوراس نے پوری قوت سے لات عمران کے اس ہاتھ پرماری جس میں اس نے ریوالور تھام رکھاتھا۔ مگر مقابل میں عمران تھا۔وہ تیزی سے پہلوبچاگیا۔

اور عین اسی لمحے باگوپ نے بھی یکدم چھلانگ لگائی اور وہ کسی پرندے کی طرح اڑتاہوادروازے پرموجود کیپٹن شکیل اور ویٹر سے ٹکرایااور وہ تینوں دروازے سے باہر جا گرے۔ پھراس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے وہ تیزی سے دوڑتاہواسیڑھیاں اترتاچلاگیا۔کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں اس کے تعاقب میں دوڑے۔

ادھر جیسے ہی عمران نے اینڈریاکاوار بچایا۔اسی لمحے اس کی توجہ باگوپ کی طرف ہوگئی جس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی تھی۔اینڈریانے اسی موقع کافائدہ اٹھااور وہ اچھل کرعقبی کھڑکی پر پہنچ گئی۔

"خبردار۔" عمران تیزی سے اس کی طرف مڑا۔ مگر وہ تودوسرے لمحے کھڑکی سے یوں غائب ہوگئی جیسے ہوامیں تحلیل ہوگئی ہو۔

عمران دوڑ کر کھڑکی کی طرف بڑھااوراس نے کھڑکی کی چوکھٹ پکڑکرنیچے جھانکادوسرے لمحے اس کے منہ سے طویل سانس نکل گئی۔کھڑکی کے ساتھ ہی فلش پائپ نیچے جا رہاتھا۔اوراینڈریااس پائپ سے چمٹی بجلی کی سی تیزی سے نیچے کھسکتی جا رہی تھی۔جب عمران نے اسے دیکھاتووہ ساتویں سے تیسری منزل تک پہنچ چکی تھی۔

عمران اگرچاہتاتویہیں سے اسے نشانہ بناسکتاتھا مگراس نے کچھ سوچ کراپناہاتھ روک لیااور کمرے کے دروازے کی طرف مڑگیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باگوپ تیزی سے سیڑھیاں اترتاہواچھٹی منزل پرآیااور پھر مزید نیچے اترنے کی بجائے وہ چھٹی منزل کی راہداری میں مڑگیا۔

جیسے ہی وہ راہداری میں مڑااسی لمحے اس نے ایک نوجوان لڑکی کوایک کمرے کادروازہ کھول کراندر جاتے دیکھا۔ابھی لڑکی اندر داخل ہوکر دروازہ بند کرنے کے لئے مڑی ہی تھی کہ باگوپ لپک کراندر داخل ہو گیا۔لڑکی نے احتجاج کرناچاہامگر باگوپ کاہاتھ تیزی سے حرکت میں آیااور لڑکی کی کنپٹی پر

مکا کھا کر بغیر کوئی آواز نکالے قالین پر جا گری۔ باگوپ نے فوراً دروازہ بند کر کے کی ہول سے آنکھ لگالی۔ اسی لمحے اس نے کیپٹن شکیل اور ویٹر کو سیڑھیاں اتر کر چھٹی منزل پر آتے دیکھا۔ انہوں نے ایک نظر چھٹی منزل کی راہداری پر ڈالی اور پھر ویٹر تو تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ جبکہ کیپٹن شکیل لفٹ کے کھلے دروازے میں داخل ہو گیا۔

ان کے جانے کے بعد باگوپ اطمینان کی سانس لیکر مڑا اور پھر اسنے لڑکی کی طرف ایک نظر دیکھا۔ لڑکی قالین پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ باگوپ تیزی سے باتھ روم میں گھس گیا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر اس میں موجود سیال ہاتھوں پر ڈال کر چہرے پر ملنے لگا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔ چند ہی لمحوں بعد اس کے چہرے پر مومی ٹکڑے اکھڑنے لگے۔ وہ ان مومی ٹکڑوں کو اکٹھا کرتا چلا گیا۔

سب مومی ٹکڑے اتار کر اس نے دوبارہ مختلف انداز پر چہرے پر جمانا شروع کر دیئے۔ مومی ٹکڑا چہرے پر جما کر وہ ہاتھ سے مخصوص انداز میں تھپکی دیتا اور پھر دوسرا ٹکڑا جمانے میں مصروف ہو جاتا۔

تقریباً پانچ منٹ کے قلیل عرصے میں وہ ٹکڑوں کو مختلف انداز میں چپکا چکا تھا۔ اب اس کے چہرے کی ساخت پہلے کی نسبت قطعی بدل چکی تھی۔ اس نے ہونٹوں پر موجود گھنی مونچھیں اتار کر جیب میں ڈال لیں اور سر پر موجود وگ الٹ کر پہن لی۔ اب اس کے بالوں کا رنگ سنہرا ہونے کی بجائے گہرا سیاہ ہو گیا تھا۔ چہرے پر بالوں کی ساخت بدلنے کے بعد باگوپ نے اپنا کوٹ اتار کر الٹ کر پہن لیا اور یہی حشر اس نے اپنی پتلون کیساتھ کیا۔ اب اس کی پتلون اور کوٹ دونوں کا رنگ بدل چکا تھا۔

اس حلیے اور لباس میں دیکھ کر کوئی محسوس بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ چند لمحے پہلے والا باگوپ ہے۔

باتھ روم سے باہر نکل کر وہ کمرے میں آیا۔ لڑکی ابھی تک قالین پر بے ہوش پڑی تھی اس نے لڑکی کو اٹھا کر بستر پر ڈال اور اس پر لحاف ڈال کر وہ دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آگیا۔ اور پھر نیچے آنے کی بجائے وہ دوبارہ ساتویں منزل کو جانے والی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اسے اینڈریا کی فکر تھی کہ شاید وہ ابھی تک عمران کے پنجے میں پھنسی ہوئی ہے۔

جب وہ ساتویں منزل پر پہنچا تو اس نے کمرہ نمبر پندرہ کا دروازہ کھلا دیکھا۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جا چکے تھے۔ اینڈریا بھی غائب تھی۔ ایک نظر کمرے پر ڈال کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

چند ہی لمحوں بعد وہ ہال میں پہنچ گیا تھا۔ اسے وہاں کہیں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی شکل دکھائی نہ دی۔ وہ اطمینان سے چلتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"مجھے ایک کمرہ چاہیے۔" اس نے کاؤنٹر مین سے کہا کاؤنٹر مین نے رجسٹر اس کی طرف بڑھا دیا۔

چند ہی لمحوں بعد وہ اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔ ایسا اس نے اس لئے کیا تھا کہ وہ جانتا تھا عمران اور اس کے ساتھ اسے تمام شہر میں تو ڈھونڈلیں گے مگر انہیں یہ خیال نہیں آسکتا کہ وہ اسی ہوٹل میں موجود ہوگا۔

کمرے کی احتیاط سے تلاشی لینے کے بعد اس نے اپنے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں کھینچا۔ فوراً ہی ڈائل پر سرخ رنگ کا ایک نقطہ چمکنے لگا۔ وہ خاموشی سے اس نقطے کو دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد سرخ نقطہ سبز رنگ میں بدل گیا اور اس نے گھڑی کو منہ سے لگالیا۔

"ہیلو جوزف سپیکنگ اوور۔" اوور کہہ کر اس نے گھڑی کو کان سے لگالیا۔

"اینڈریا سپیکنگ دس اینڈ اوور۔" دوسری طرف سے اینڈریا کی مدھم سی آواز سنائی دی۔ اور باگوپ کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔ مومی میک اپ میں یہ خصوصیت تھی کہ چہرے پر ابھرنے والی نفسیاتی کیفیات کو بھی باقاعدگی سے اجاگر کر دیتا تھا۔ اس لئے اس کا پہچان لیا جانا ناممکنات میں شامل تھا۔

"اینڈریا کیا پوزیشن ہے اوور؟" باگوپ نے پوچھا۔

"میں کھڑکی کے راستے فرار ہو گئی تھی۔ اسی وقت ایک کالونی میں پے رنگ گیسٹ کے طور پر موجود ہوں اوور۔" اینڈریا نے جواب دیا۔

"بہت خوب۔۔۔ میں بھی انہیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اور اس وقت اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود ہوں۔ اوور۔" باگوپ نے بتایا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔۔اوور۔" اینڈریا نے پوچھا۔

"میں اب براہ راست اسٹرانگ روم پر کام کرونگا۔ تم کل شام نیشنل پارک میں ملو۔ کوڈ باگوپ اوور اینڈ آل۔" باگوپ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

اس نے ریسیور اٹھا کر ویٹر کو کافی لانے کے لئے کہا اور جیب سے شہر کا نقشہ نکال کر اپنے سامنے کھول لیا۔ اور اس نقشے کو بغور دیکھا رہا تھا کہ چند لمحوں بعد ویٹر نے دروازے پر دستک دی۔ باگوپ نے دروازے پر سے ہی اس سے برتن لے لئے اور دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔

اب کافی پینے کے ساتھ ساتھ وہ دفاع کے اسٹرانگ روم پر چھاپہ مارنے کی منصوبہ بندی پر غور کر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمران جب آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو ریسیور کانوں سے لگائے کسی ممبر کی رپورٹ سن رہا تھا۔ عمران نے جس وقت کرسی سنبھالی اسی وقت بلیک زیرو نے ریسور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کون تھا؟" عمران نے پوچھا۔

"کیپٹن شکیل رپورٹ دے رہا تھا۔ باگوپ انہیں کہیں بھی نظر نہیں آیا۔" بلیک زیرو نے بتایا۔

"وہ نظر آ بھی نہیں سکتا۔ کیپٹن شکیل کو اب نظر کی عینک لگا لینی چاہیے۔" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویسے ہے تو حیرت کی بات کہ وہ اچانک غائب ہو گیا ہے۔" بلیک زیرو الجھے ہوئے لہجے میں بولا۔

"بلیک زیرو! یہاں بیٹھے بیٹھے تمہارے ذہن کو بھی زنگ لگتا جا رہا ہے۔ تم نے باگوپ کی فائل میں کیا پڑھا ہے کہ وہ میک اپ کا ماہر ہے اور آج تک کسی نے بھی اصلی شکل میں نہیں دیکھا۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر عمران صاحب! کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترتے اترتے تو میک اپ تبدیل نہیں ہو جاتا۔" بلیک زیرو بھی باقاعدہ بحث پر اتر آیا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ اسی ہوٹل کے کسی کمرے میں گھس گیا ہو اور میک اپ بدل کر باہر نکلا ہو۔" عمران نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔ ایسا ہو سکتا ہے۔" بلیک زیرو نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ ہو سکتا ہے صرف ذہن استعمال کرنے کی بات ہے۔" عمران نے کہا اور پھر ٹیلیفون اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ٹائیگر سپیکنگ۔" دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران سپیکنگ۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔" ٹائیگر کا لہجہ اس بار مؤدبانہ تھا۔

"ٹائیگر۔۔ وزارت دفاع کے اسٹرانگ روم کے چوکیداروں میں شامل ہو جائے اور سب سے چوکنا رہنا۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی وہاں حملہ ہو۔" عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"حملہ کی وضاحت کر دیجیے تو کام میرے لئے زیادہ آسان ہو جائے گا۔" ٹائیگر جھجکتے ہوئے بولا۔

"کوئی شخص اسٹرانگ روم سے فائل حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ رات کو۔۔۔ اگر ایسا ہو تو تم نے نا صرف اسے اس کے ارادے میں ناکام بنانا ہے بلکہ اگر وہ ہاتھ نہ آسکے تو اس کی نگرانی ضروری ہے"۔۔۔ عمران سے اُسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔۔۔ میں ابھی چوکیداروں میں شمولیت کے لیے کام شروع کر دیتا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کسی ایسے شخص کی جگہ لینا جو پوری عمارت کے گرد راؤنڈ لگاتا ہو۔ تاکہ مکمل نگرانی ہو سکے"۔ عمران نے اُسے مزید سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔۔۔ میں خیال رکھوں گا"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے"۔۔۔ عمران نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا نگرانی کے لئے اکیلا ٹائیگر کافی ہے"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں نے تو فقط ما تقدم کے طور پر ایسا کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ فائل حاصل کرنے کے لیے کوئی اور ذریعہ ڈھونڈے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"مگر اب ہم باگوپ کے متعلق تو اندھیرے میں ہیں۔ اسے کیسے ٹریس کیا جائے"؟ بلیک زیرو نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ وہ اکیلا کام کرنے کا قائل ہے۔ اس لئے جب تک کوئی واردات نہ کرے اس کا ٹریس کرنا مشکل ہے۔۔۔ مگر ٹھہرو"۔۔۔ عمران نے اچانک چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ریسرچ سنٹر"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف بولنے والی کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"دو گھنٹے قبل سے دارالحکومت میں جتنی وائرلیس ٹرانسمیٹر کالیں ریکارڈ کی گئی ہیں ان میں کوئی خاص بات"۔۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔۔۔ ابھی میرے پاس رپورٹ آئی ہے۔ میں آپ کو کال کرنے والی ہی تھی۔" ریسرچ سنٹر انچارج نے کہا۔

"مختصر بات کرو۔ تمہید کی ضرورت نہیں"۔۔۔۔ عمران نے یکدم خفت لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ب۔۔۔ بہتر باس۔۔۔! تقریباً دو گھنٹے قبل ایک ٹرانسمیٹر کال کیچ کی گئی ہے۔ جس میں باقاعدہ کوڈ کی بات کی گئی ہے"۔۔۔ انچارج نے کہا۔

"وضاحت کرو"۔۔۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کال میں جو ایک مرد اور عورت کے درمیان تھی کوڈ باگوپ کہا گیا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"اوہ۔۔۔ کیا یہ کال ریکارڈ کر لی گئی ہے"۔۔۔۔؟ عمران نے چونک کر کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"ٹیلیفون پر کال سنواؤ جلدی"۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"بہتر سر۔۔۔ ایک منٹ ویٹ کیجئے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔اور پھر چند منٹ بعد آواز دوبارہ سنائی دی۔

"کال نشر کروں جناب"۔۔۔۔؟

"ہاں"۔۔۔۔۔ عمران نے مختصر سے لہجے میں جواب دیا۔

دوسرے لمحے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور باگوپ اور اینڈریا کے درمیان ہونے والی بات چیت سنائی دینے لگی۔

"ہیلو۔۔۔ جوزف سپیکنگ اوور"۔۔۔۔ مردانہ آواز ابھری۔

"اینڈریا سپیکنگ دس اینڈ اوور"۔۔۔۔ نسوانی آواز ابھری۔

"اینڈریا کیا پوزیشن ہے اوور"۔۔۔۔۔ جوزف نے پوچھا۔

"میں کھڑکی کے راستے فرار ہو گئی تھی۔اس وقت ایک کالونی میں پے رنگ گیسٹ کے طور پر موجود ہوں اوور۔" اینڈریا نے جواب دیا۔

"خوب۔۔ بہت خوب۔۔ میں بھی انہیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا ہوں اور اس وقت اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود ہوں۔اوور۔" جوزف نے جواب دیا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے اوور؟" اینڈریا نے پوچھا۔

"میں اب براہ راست اسٹرانگ روم پر کام کروں گا۔تم کل شام نیشنل پارک میں ملو۔کوڈ باگوپ۔اوور اینڈ آل۔" جوزف کی طرف سے جواب ملا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز اور ٹیپ بند ہو گیا۔

"ہیلو۔" عمران نے ٹیپ بند ہوتے ہی کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"دونوں ٹرانسمیٹرز کی فریکونسیز نوٹ کراؤ۔" عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مردانہ آواز کی فریکونسی نارتھ ایسٹ چھبیس سائیکل زوروون۔اور زنانہ آواز کی فریکونسی ساؤتھ ایسٹ الیون سائیکل ڈبل زیرو۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔اب ان فریکونسیز پر خصوصی توجہ کی جائے اور رپورٹ باقاعدہ کی جائے۔" عمران نے کہا۔

'او کے سر۔" دوسری طرف سے جواب ملا۔

اور عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

"لو طاہر میرا اندیشہ درست نکلا۔اب باگوپ براہ راست اسٹرانگ روم سے نکالنے کا پروگرام بنا رہا ہے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر سر اسٹرانگ روم پر حملے سے پہلے ہی انہیں کیوں نہ کور کر لیا جائے۔" بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا خیال ہے۔ہوٹل میں موجود ہر گاہک کا میک اپ چیک کراؤ گے۔اور پھر کیا یہ ضروری ہے کہ وہ رات تک ہوٹل کے کمرے میں ہی موجود رہے۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"پھر نیشنل پارک کو ہی کور کیا جا سکتا ہے۔" بلیک زیرو نے قدرے جھینپتے ہوئے کہا۔

"مگر نیشنل پارک میں شام کو تقریباً چھ سات جوڑے موجود ہوں گے۔۔ ایسا کرنا کہ وہاں مقابلہ حسن کا اعلان کرا دینا۔جو مقابلہ جیت جائے بس اسے پکڑ لینا۔کیوں ایسا ہی کرو گے نا۔" عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

بلیک زیرو پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔۔ وہ خاموش ہو گیا۔

"سنو بلیک زیرو۔۔ اپنا ذہن تیز رکھو۔ہمارا مقابلہ انتہائی شاطر اور خطرناک مجرم سے ہے اور مجھے اس بات میں بھی شبہ ہے کہ اس کا مشن صرف فائل حاصل کرنا ہے۔اب ہمیں پوری توجہ اسٹرانگ روم پر دینی ہے۔تم تمام ممبران کو الرٹ کر دو۔میں سیکرٹری وزارت دفاع سے بات کر کے تمام پروگرام بنا لوں گا اور اس انداز میں ہم اسٹرانگ روم کو کور کریں گے۔مجرم کو اس بار بچ کر نہیں جانا چاہیے۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔" بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں اس آپریشن کی نگرانی کروں گا۔تم نے جنرل چیکنگ کرنی ہے۔" عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وزارت دفاع کا اسٹرانگ روم دفاتر سے ہٹ کر ایک علیحدہ بلڈنگ میں تھا۔چونکہ یہاں اہم دفاعی فائلیں موجود رہتی تھیں اس لئے اس عمارت پر پہرے کا انتہائی سخت اور جدید نظام قائم کیا گیا تھا۔عمارت کے اندرونی حصوں کو مکمل طور پر جدید ترین شعاعوں سے کور کر رکھا تھا بیرونی طرف تقریباً ایک سو کے قریب تربیت یافتہ فوجی چوکیدار موجود رہتے تھے۔جن کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں اور وہ ایک قطار کی صورت میں مسلسل عمارت کے گرد راؤنڈ لگاتے رہتے تھے۔ان کی قطار کچھ اس طرح مرتب کی گئی تھی کہ ان کا درمیانی وقفہ تقریباً تین فٹ رہتا تھا۔اور چونکہ وہ مسلسل گردش میں رہتے تھے اس لئے ان کے درمیان سے کسی چیز کا گزرنا ناممکنات میں سے تھا۔اس کے علاوہ چاروں کونوں پر مستقل چوکیدار رہتے تھے۔عمارت کی چھت کے چاروں کونوں پر طاقتور سرچ لائٹیں نصب تھیں جو مسلسل گردش کرتی رہتی تھیں اس لئے ایک چڑیا بھی سپاہیوں کی نظر

سے بچ کر عمارت تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔

رات کے دس بج چکے تھے۔ عمران عمارت سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک دیوار کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران جولیا کے علاوہ اس طرح عمارت کے گرد اہم پر موجود تھے۔ وہ سب کمپاؤنڈ وال کے ساتھ ساتھ موجود تھے۔ ٹائیگر راؤنڈ کرنے والے سپاہیوں کے ساتھ تھا۔ عمران نے مکمل ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ عمارت کی بنیادوں میں ایسا میٹریل لگایا گیا تھا کہ اسے کسی بھی صورت میں نقب نہیں لگائی جاسکتی تھی۔ اس لئے عمران ہر طرف سے مطمئن تھا کہ باگوپ عمارت سے فائل حاصل کرنے کا جو پروگرام بنائے نتیجہ اس کی گرفتاری یا موت کی صورت میں ہی نکلے گا۔

رات کے دس بجے کے بعد جبکہ ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ عمران کے حساس کانوں میں ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ عمران چونک پڑا دوسرے لمحے اس کی نظر ایک سیاہ ڈبے پر پڑی جو سائیں کی آواز نکالتا آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا جا رہا تھا۔ عمران کی نظریں اس ڈبے پر جم سی گئیں۔ ڈبہ پہلے تو سیدھا آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا گیا۔ پھر نیچے گرتا ہوا عین عمارت کی چھت پر جا گرا۔ ڈبے کے چھت پر گرنے کے ایک لمحے بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ ایسا محسوس ہوا جیسے عمارت کی چھت پر کوئی طاقتور بم گرا دیا گیا ہو۔ سرچ لائٹیں فوری طور پر بجھ گئیں اور عمارت کے گرد دھواں سا چھا گیا۔

عمارت کے چوکیداروں میں ہلچل مچ گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور ہر طرف چیخ و پکار مچ گئی یوں محسوس ہوا جیسے پوری عمارت ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر گئی ہو۔

سرچ لائٹیں اور دیگر لائٹیں بجھنے سے ہر طرف گہرا اندھیرا چھا گیا تھا۔ اس کے باوجود عمران اپنی جگہ پر دبکا بیٹھا تھا۔ دوسرے لمحے اسے اپنے قریب ایک اور دھماکہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی کمپاؤنڈ وال بھی ہوا میں بکھر گئی۔

عمران دیوار کے ملبے سے بچنے کے لئے بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹا۔ مگر دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم ٹکڑوں کی صورت فضا میں بکھرتا چلا گیا ہو۔ بس یہ آخری احساس تھا جو اس کے ذہن نے قبول کیا۔ اس کے بعد وہ اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔ کمپاؤنڈ وال کے اڑنے کے بعد پورے علاقے میں شور غل مچ گیا۔ زخمیوں کی چیخوں سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہاں قیامت صغریٰ بپا ہو گئی ہے۔

چند لمحوں بعد دور سے پولیس اور فائر بریگیڈ کے سائرن بجنے کی آوازیں آنے لگیں اور عمارت کے گرد مسلح پولیس نے گھیرا ڈال لیا۔ دوسرے دھماکے کے بعد عمارت کے گرد تیز آگ بھڑک اٹھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عمارت آگ کا ایک گولا ہو۔

فائر بریگیڈ نے چاروں طرف سے آگ بجھانے کی کوشش شروع کر دی اور اسکے ساتھ ساتھ زخمیوں کو اٹھا کر ایمبولینس میں ڈالنا شروع کر دیا۔

حفاظتی کاروائیاں تیزی سے جاری ہو گئیں اور حکومت کے اعلیٰ افسران وہاں پہنچ گئے چالیس سے زائد افراد شدید زخمی اور بیس کے قریب ہلاک ہو گئے تھے۔

ادھر فائر بریگیڈ نے جب آگ بجھانے کی کوشش کی تو آگ اور زیادہ تیزی سے بھڑکنے لگی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آگ پر پانی کی بجائے پٹرول پھینکا جا رہا ہو۔

فائر بریگیڈ اسکواڈ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے پانی کی بجائے آگ بجھانے والی گیس پھینکنی شروع کی مگر آگ کی شدت میں کوئی کمی واقع نہیں ہو رہی تھی۔ آدھے گھنٹے کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود آگ نہ بجھی تو فائر بریگیڈ اسکواڈ کے ماہرین پریشان ہو گئے۔ انہوں نے اس سلسلے میں اعلیٰ ماہرین سے مشورے طلب کیے مگر آدھ گھنٹے کے بعد آگ اچانک یوں بجھ گئی جیسے وہاں کبھی آگ لگی بھی نہ ہو۔

فائر بریگیڈ اسکواڈ اور دیگر اعلیٰ افسران یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ عمارت کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ چھت پر موجود حفاظتی سپاہی البتہ بے ہوش پڑے تھے اور ان کے جسموں پر بھی آگ سے جلنے کا ذرہ برابر نشان تک نہ تھا۔

یہ ایسی حیرت انگیز بات تھی کہ جس کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مگر چونکہ ایک جیتی جاگتی حقیقت تھی اس لئے سب کو یقین کرنا پڑا۔ وزارت دفاع کے اعلیٰ افسران کے حکم پر جب عمارت کو اندر سے کھول کر چیک کیا تو جلد ہی ایک اور حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ عمارت کی ایک دیوار اندر سے ٹوٹی ہوئی تھی اور اہم ترین فائلوں پر مشتمل ایک الماری کھلی پڑی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باگوپ کافی دیر تک بیٹھا کاغذ پر کچھ لکیریں لگاتا رہا۔ کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور کمرے کو لاک کر کے ہوٹل سے باہر آگیا۔ ہوٹل سے باہر آ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے مارکیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ قریب ہی ایک اور فون بوتھ تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر بوتھ کا دروازہ بند کیا اور سکے ڈال کر ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"مہاشیر سے بات کراؤ۔" باگوپ نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں جواب دیا۔

"کون بول رہا ہے؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔ مگر لہجہ پہلے کی نسبت نرم تھا۔

"اسٹون ڈاگ۔" باگوپ نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ایک منٹ ہولڈ کیجئے۔" دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب ملا۔

اور پھر ایک منٹ سے بھی کم عرصے میں دوسری طرف سے ایک اور آواز ابھری۔

"مہاشیر سپیکنگ۔" آواز یوں تھی جیسے کوئی سیٹی بجا رہا ہو۔

"اسٹون ڈاگ اسپیکنگ۔" باگوپ نے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس باس۔۔ کوئی خدمت۔" مہاشیر نے سیٹی بجاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"مجھے کچھ معلومات اور کچھ سامان چاہیے۔" باگوپ نے جواب دیا۔

"مل جائے گا۔ نارتھ ایسٹ مارکیٹ کی دوسری منزل کے چوتھے فلیٹ پر رابطہ قائم کیجئے"۔ مہاشیر نے کہا۔

"اوکے۔" باگوپ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

ٹیلیفون بوتھ سے باہر نکل کر اس نے ٹیکسی پکڑی اور اسے نارتھ ایسٹ مارکیٹ چلنے کے لئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ نارتھ ایسٹ مارکیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔ ٹیکسی سے اتر کر وہ عمارت کے اندر گھسا اور پھر لفٹ نے اسے دوسری منزل پر پہنچا دیا۔ اس نے نمبر چار فلیٹ پر نظر ڈالی۔ وہاں کسی ماہر نفسیات کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ جیسے ہی اس نے دستک دی دروازہ کھل گیا دروازہ کھولنے والی ایک نوجوان لڑکی تھی۔

"فرمائیے۔" اس نے سوالیہ نظروں سے باگوپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اسٹون ڈاگ۔" باگوپ نے دبے لفظوں میں کہا۔

"اوہ۔۔ تشریف لائیے۔۔ باس آپ کے منتظر ہیں۔" نوجوان لڑکی نے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

اور باگوپ اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز کرسی موجود تھی میز پر ٹائپ رائٹر رکھا ہوا تھا۔ سامنے دیوار کے ساتھ صوفے لگے ہوئے تھے۔

"سامنے والے کمرے میں تشریف لے جائیے۔" لڑکی نے اس کی راہنمائی کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو۔" باگوپ نے کہا اور پھر وہ دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کمرے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر مگر منحنی سے جسم کا آدمی موجود تھا۔ اس نے آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک چڑھا رکھا تھی۔

"اسٹون ڈاگ۔" باگوپ نے باوقار لہجے میں کہا۔

"مہاشیر۔" منحنی سے آدمی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سیٹی بجائی ہوئی تھی۔

باگوپ مہاشیر سے مصافحہ کرنے کے بعد اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے اپنی کلائی ننگی کر کے مہاشیر کے سامنے کر دی۔ اس کی کلائی پر نیلے رنگ سے ایک ستارہ کھدا ہوا تھا۔ جس کی لمبی سی دم تھی۔ یہ ٹیلی سٹار کا مخصوص نشان تھا۔

مہاشیر ٹیلی سٹار کی اس ملک میں شاخ کا انچارج تھا۔ وہ خود کبھی کسی جرم میں ملوث نہیں ہوتا تھا۔ اس کا کام صرف ٹیلی سٹار سے تعلق رکھنے والوں کے لئے معلومات اور ان کا مطلوبہ سامان مہیا کرنا تھا۔ اور اس ملک میں ٹیلی سٹار سے تعلق رکھنے والوں کا کوڈ اسٹون ڈاگ تھا۔ باگوپ نے اس ملک میں آنے سے پہلے مہاشیر کا نمبر ٹیلی سٹار انفرمیشن سے حاصل کر لیا تھا۔

"یس باس فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" مہاشیر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"کیا یہ جگہ محفوظ ہے؟" باگوپ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"قطعی محفوظ آپ بے فکر ہو کر بات کریں۔" مہاشیر نے جواب دیا۔

"وزارت دفاع کے اسٹرانگ روم کے حفاظتی نظام کے متعلق مجھے مکمل معلومات چاہیں۔" باگوپ نے دبے لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب۔" مہاشیر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر وہ اٹھا اپنی پشت پر موجود الماری کو کھولنے لگا۔

الماری میں موٹی موٹی کتابیں موجود تھیں۔ اس نے دو تین کتابیں ہٹائیں اور پھر اندر ہاتھ ڈال دیا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکے سے کھٹکے کی آواز ابھری اور الماری ہی کسی دروازے کی طرح گھومتی چلی گئی۔ مہاشیر اس دروازے کے اندر غائب ہو گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس لوٹا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل تھی۔ اس نے الماری بند کی اور فائل باگوپ کی طرف بڑھا دی۔

باگوپ نے فائل لیکر اسے کھولا اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں اسٹرانگ روم کے حفاظتی نظام کی مکمل تفصیل موجود تھی۔ اس کا اندرونی نقشہ اور بیرونی چوکیداری کے نظام کا نقشہ موجود تھا۔

باگوپ تقریباً آدھے گھنٹے تک اس کی تفصیل کو بغور دیکھتا رہا پھر اس نے فائل بند کر کے اسے مہاشیر کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔ "بہت مکمل اور جدید حفاظتی نظام ہے۔"

"یس باس۔" مہاشیر نے مختصر سا جواب دیا۔

باگوپ آنکھیں بند کیے کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اسنے آنکھیں کھول کر جیب سے قلم نکالا اور میز پر پڑے ہوئے پیڈ کو اپنی طرف کھسکا کر اس پر لکھنے لگا۔ لکھنے کے بعد کاغذ اس نے مہاشیر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ان سب چیزوں کا انتظام آج شام تک ہو جانا چاہیے۔"

"بہتر باس۔۔ ہو جائے گا۔" مہاشیر نے ایک نظر کاغذ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اسٹرانگ روم کے مقابل عمارت کے گراؤنڈ فلور میں کمرہ بھی چاہیئے اور ایک کار بھی۔" باگوپ نے کہا۔

"دونوں چیزیں مل جائیں گی۔" مہاشیر نے جواب دیا۔

"بس یہ سامان اس کمرے میں پہنچا دینا شام چھ بجے تک۔" باگوپ نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ پانچ بجے فون کر لیں۔ سب انتظام ہو جائے گا۔ اور کمرے اور کار کی چابیاں آپ کو پہنچا دی جائیں گی۔" مہاشیر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔" باگوپ نے کہا اور پھر مہاشیر سے مصافحہ کر کے وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ اب وہ مطمئن تھا۔ اس نے اسٹرانگ روم پر چھاپہ کا منصوبہ تیار

کر لیا تھا۔

شام چھ بجے وہ اسٹرانگ روم کی مقابل عمارت کے گراؤنڈ فلور کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ یہاں سے اسٹرانگ روم کی عمارت کا فاصلہ تیس گز کے قریب تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک بڑی سی پیٹی موجود تھی۔ باگوپ نے پیٹی کھولی اور اس میں سے سامان نکال کر باہر رکھنے لگا۔ اس میں کچھ سائنسی آلات کے علاوہ کچھ کیمیکلز بھی تھے۔

باگوپ نے کیمیکلز ایک چھوٹے سے ڈبے نما آلے میں ڈال کر انہیں مکس کرنے میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً دو گھنٹے تک وہ مسلسل کام میں مصروف رہا۔

پھر اس نے اطمینان سے سامان ایک طرف رکھ دیا اور ہاتھ جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

کمرے کو باہر سے تالا لگا کر وہ عمارت سے باہر نکل آیا اور پھر پیدل نیشنل پارک کی طرف بڑھنے لگا۔

نیشنل پارک میں خاصا رش تھا۔ بے شمار مرد عورتیں اور بچے وہاں گھومتے پھر رہے تھے۔ باگوپ نیشنل پارک میں داخل ہو کر کچھ دیر ادھر ادھر گھومتا رہا۔ پھر اس کی نظر ایک بنچ پر بیٹھی ہوئی اینڈریا پر پڑ گئی۔

اینڈریا میک اپ میں تھی۔ مگر یہ میک اپ باگوپ اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے وہ ٹہلتا ہوا اس بنچ کے قریب سے گزرا۔ بنچ کے قریب جا کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر جھک کر اپنے بوٹ کے تسمے باندھنے لگا۔

"باگوپ۔۔۔ میرے پیچھے چلی آؤ احتیاط سے۔" باگوپ نے تسمے باندھتے ہوئے دبے لفظوں میں کہا اور پھر سیدھا ہو کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

اینڈریا نے اس کا فقرہ سن لیا مگر وہ اسی طرح لاتعلقی کے انداز میں بیٹھی رہی باگوپ کچھ دیر اور بے مقصد گھومتا رہا پھر اس کا رخ بیرونی دروازے کی طرف ہو گیا۔

اینڈریا بھی اسی لمحے اٹھی اور پھر وہ بھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پارک سے باہر نکل کر وہ کافی فاصلہ دیگر آگے پیچھے چلتے ہوئے آخر کار اس عمارت میں داخل ہو گئے۔

باگوپ نے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اینڈریا بھی اندر آ گئی۔

"کسی نے تعاقب تو نہیں کیا؟" باگوپ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔۔ میں نے پوری احتیاط کی ہے۔" اینڈریا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔" باگوپ نے کہا اور پھر دروازہ بند کر کے اس کی چٹخنی چڑھا دی۔

"کیا پروگرام ہے؟" اینڈریا نے سامان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں اسٹرانگ روم پر چھاپہ مار کر فائل حاصل کرنا چاہتا ہوں۔" باگوپ نے جواب دیا۔

"مگر مظفر بیگ کی بجائے عمران کے آنے سے یہ بات تو طے ہے کہ مظفر بیگ عمران کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور ہمیں ظاہر ہے نقلی فائل مہیا کی گئی تھی۔ تو کیا اس کے بعد انہوں نے اصلی فائل وہاں سے ہٹائی نہیں ہو گی؟" اینڈریا نے کہا۔

"تم مجھے بچہ سمجھتی ہو اینڈریا؟ میں نے مظفر بیگ سے اپنی مطلوبہ فائل مانگی ہی نہیں تھی۔ میں نے تو ایک غیر متعلقہ فائل مانگی تھی تاکہ اگر مظفر بیگ وہ فائل لا دیتا ہے اور کچھ نہیں ہوتا تو اس کا مطلب تھا کہ میں اسے زیادہ رقم کی آفر کر کے اپنی اصل مطلوبہ فائل منگوا سکتا ہوں۔ اور اگر کوئی گڑبڑ ہو جاتی ہے تو کم سے کم میری مطلوبہ فائل کی طرف کسی کا دھیان ہی نہیں جائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ عمران نے اگر فائل ہٹوائی بھی ہو گی تو وہی جو غیر متعلقہ تھی۔ اصل فائل اب بھی اسٹرانگ روم میں موجود ہو گی۔" باگوپ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔" اینڈریا نے تعریفی لہجے میں کہا۔

'پھر باگوپ اسے اسٹرانگ روم کے حفاظتی نظام کی تفصیلات بتانے لگا۔

"اوہ۔۔ یہ تو انتہائی جدید اور ناقابل تسخیر نظام ہے۔ حیرت ہے کہ اس پسماندہ ملک میں حفاظت کا ایسا جدید نظام اپنایا گیا ہے۔" اینڈریا کے لہجے میں تعریف کیساتھ ساتھ تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

"ہاں۔۔۔ نظام تو واقعی اچھا ہے مگر میں نے فائل حاصل کرنے کا منصوبہ بنالیا ہے اور تم دیکھو گی تو اتنے انتظامات کے باوجود میں کسی طرح فائل حاصل کرونگا۔" باگوپ نے فخریہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔۔ مجھے تمہاری ذہانت سے یہی امید ہے۔ تم نے کبھی کسی مشکل سے شکست نہیں مانی۔" اینڈریا نے کہا اور پھر باگوپ اسے اپنے منصوبے کی تفصیلات بتانے لگا۔

"بہت خوب باگوپ۔۔ بہت خوب۔۔ جی چاہتا ہے تمہارا منہ چوم لوں۔" اینڈریا باگوپ کا منصوبہ سن کر خوشی سے اچھل پڑی۔

"ابھی نہیں فائل حاصل کرنے کے بعد۔ فی الحال تم اپنا پارٹ اچھی طرح سمجھ لو۔" باگوپ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ایک بڑا سا ڈبہ اٹھا کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈبہ تم عمارت کی چھت پر جا کر رکھ آؤ۔ کسی جگہ چھپا کر رکھنا۔"

"ٹھیک ہے۔" اینڈریا نے کہا اور ڈبہ لیکر کمرے سے باہر نکل گئی۔

باگوپ نے ایک برمے نما آلہ اٹھایا اور اس کی نوک سے کمرے کے فرش پر ایک بڑا سا دائرہ کھینچ دیا۔ پھر اس نے آلے کا بٹن دبایا اس کی نوک تیزی سے گھومنے لگی۔ باگوپ نے نوک اس دائرے کے اندر رکھی اور آلے کو زور سے دبا دیا۔ آلے کی نوک زمین میں گھستی چلی گئی۔ آلے کے پچھلے سرے پر ایک بڑا سا پائپ فٹ تھا۔ اس نے اس پائپ کا سرا کمرے کے ایک کونے سے لگا دیا۔

چند لمحوں بعد پائپ سے مٹی نکل کر کمرے کے کونے میں گرنے لگی۔ آلے کے اوپر ایک ڈائل سا لگا ہوا تھا۔ باگوپ نے اس ڈائل کو سیٹ کیا اور پھر وہ اس کی سوئی کو دیکھنے لگا۔ جو تیزی سے چند نمبروں کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ دوسری طرف کمرے کا کونہ بھی تیزی سے مٹی سے پر ہوتا جا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد اینڈریا واپس آگئی۔

"ڈبہ رکھ آئیں۔" باگوپ نے پوچھا۔

"ہاں۔" اینڈریا نے مختصر سا جواب دیا۔

"یہ ارتھ سکنگ ہے؟" اینڈریا نے برلے نما آلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں سرنگ لگانے کا جدید ترین آلہ۔ یہ ہوا کے ذریعے سرنگ لگاتا ہے۔ یہ مٹی کے ذروں کے درمیان موجود ہوا کو کھینچ لیتا ہے۔ جس سے مٹی خود بخود نرم ہو کر کھینچتی چلی جاتی ہے۔ اس طرح انتہائی تیز رفتاری سے سرنگ بنتی چلی جاتی ہے۔" باگوپ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد آدھے سے زیادہ کمرہ مٹی سے پر ہو گیا۔ اب ڈائل پر موجود سوئی مخصوص نمبر تک پہنچ گئی تھی۔

باگوپ نے آلے کا بٹن آف کیا اور اسے زمین سے کھینچ لیا پھر اس نے دائرے میں زور سے پیر مارا تو دائرے کی مٹی ٹوٹ کر نیچے جا گری۔ نیچے ایک کافی پرانی سرنگ موجود تھی۔ باگوپ نے مٹی ہٹا کر سرنگ کا راستہ صاف کر دیا۔

"اب اسٹرانگ روم کی بنیادوں تک سرنگ تیار ہے۔" باگوپ نے کہا۔

"پھر آپریشن شروع کیا جائے۔" اینڈریا نے پوچھا۔

"ہاں۔" باگوپ نے کہا اور پھر اس نے سامان میں سے ایک ڈائل نما آلہ اٹھا کر اینڈریا کے حوالے کر دیا۔

"یہ اس ڈبہ کو آپریٹ کرنے کا میٹر ہے۔ جب میں سرنگ میں داخل ہو جاؤں تو تم کھڑکی پر کھڑی ہو کر اس ڈبے کی چھت پر اتار دینا۔ اس عمارت کے گرد آدھے گھنٹے کے اندر آگ کی چادر سی پھیل جائے گی۔ اس دوران ظاہر ہے کہ کوئی آدمی عمارت کے اندر نہیں گھس سکے گا اور میں فائل لے آؤں گا۔" باگوپ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" اینڈریا نے کہا اور آلہ لیکر کھڑکی کے قریب کھڑی ہو گئی۔

"یہ ایک اور آلہ ہے۔ جب عمارت پر آگ پھیل جائے تو اسے بھی اسی آلے کے تحت کمپاؤنڈ وال پر پھینک دینا کمپاؤنڈ وال اڑ جائے گی اور پہرے دار زخمی ہو جائیں گے۔ اس سے حالات کافی ابتر ہو جائیں گے اور ہم اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں گے" باگوپ نے ایک اور ڈبہ اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آکسیجن سلنڈر نما ایک آلہ اپنی پشت پر سیٹوں کی مدد سے باندھا اور سرنگ کے اندر اتر گیا۔

باگوپ کے سرنگ کے اندر اترنے کے پانچ منٹ بعد اینڈریا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے آلے کا بٹن دبا دیا۔ آلے میں ایک سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اس نے آلے کی ایک سائیڈ پر لگے ہوئے ہینڈل کو حرکت دی اور ڈائل پر لگی ہوئی سرخ رنگ کی سوئی حرکت کرنے لگی۔

اینڈریا ہینڈل کو آہستہ آہستہ کھینچتی رہی اور سوئی تیزی سے درمیان میں موجود سرخ رنگ کے نمبر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جیسے ہی سوئی سرخ رنگ کے نمبر پر پہنچی۔ ڈائل پر ایک اور بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اینڈریا کو چھت پر سے سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اس نے دیکھا کہ ڈبہ چھت سے اٹھ کر ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا تھا۔ اس نے ہینڈل کو مخصوص انداز میں ٹرن دیا تو ڈبہ بھی تیزی سے اٹھتا ہوا عمارت کی چھت پر پہنچ گیا۔

اینڈریا نے ہینڈل کو زور سے جھٹکا دیا اور ڈبہ تیزی سے عمارت کی چھت پر گرتا چلا گیا۔ اس کے چھت پر گرنے کے ایک لمحے بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ سرچ لائٹیں بجھ گئیں اور عمارت کے گرد دھواں سا چھا گیا۔

اینڈریا نے تیزی سے کھڑکی کا شیشہ ہٹایا اور دوسرا ڈبہ کھڑکی میں رکھ کر آلے کا ایک اور بٹن دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہینڈل کو تیزی سے کھینچا۔ ہینڈل کھینچتے ہی ڈبہ خود بخود ہوا میں اٹھا اور پھر تیز رفتاری سے کمپاؤنڈ وال کی طرف اڑتا چلا گیا۔

کھڑکی سے اٹھنے کے زیادہ سے زیادہ ایک منٹ بعد ڈبہ کمپاؤنڈ وال سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور کمپاؤنڈ وال ہوا میں بکھر گئی۔ ہر طرف چیخ و پکار ہو گئی۔ عمارت کے گرد تیز آگ کی چادر سی پھیل گئی تھی۔

اینڈریا نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کھڑکی بند کر دی اور سرنگ کے دھانے کی طرف آگئی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد اسے سرنگ کے اندر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور چند لمحوں بعد باگوپ اچھل کر سرنگ سے باہر نکل آیا۔ اس نے تیزی سے پشت پر لدا ہوا سامان ایک طرف پھینکا۔

"کیا کام ہو گیا۔ فائل مل گئی؟" اینڈریا نے اسے خالی ہاتھ دیکھ کر تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں اس کی فلم میری جیب میں ہے۔ اب بس نکل چلو۔ یہاں جلد ہی تلاشی شروع ہو جائے گی۔" باگوپ نے کہا اور پھر اس نے اپنے کپڑوں سے مٹی جھاڑی۔ سر پر موجود وگ جس میں مٹی بھر گئی تھی اتار کر اسے الٹا کر دوبارہ پہن لیا۔

اور پھر وہ دونوں سامان وہیں چھوڑ کر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمران کے جانے کے بعد بلیک زیرو نے تمام ممبران کو اسٹرانگ روم کی حفاظت کے لئے ہدایت دیں اور نہیں یہ بھی بتایا کہ اس مشن کا سربراہ عمران ہو گا۔ اس لئے عمران ہی انہیں ہدایت دے گا۔ انہیں اس پر عمل کرنا ہو گا۔ اس کے بعد اس نے اپنے طور پر مشن کی نگرانی کی تیاری شروع کر دی۔

عمران نے اسے بلاواسطہ طور پر نااہلی کا جو طعنہ دیا تھا وہ اس کے ذہن میں کھٹک رہا تھا۔اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خود اس کیس میں عملی طور پر بھر پور حصہ لے گا۔اور عمران پر یہ ثابت کر دے گا کہ اس کا ذہن زنگ آلود نہیں ہوا۔

چنانچہ اس نے لائبریری جا کر اسٹرانگ روم کا نقشہ نکالا اور پھر بغور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔اسٹرانگ روم کے حفاظتی پلان کو دیکھنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ باگوپ کے لئے براہ راست اس پر حملہ کرنا ناممکن ہے چنانچہ وہ سوچنے لگا کہ باگوپ فائل اڑانے کے لئے کونسا ذریعہ اختیار کرے گا۔

وہ کافی دیر بیٹھا سوچتا رہا۔مختلف طریقہ کار اس کے ذہن میں آئے مگر کسی نہ کسی بنا پر اس نے انہیں رد کر دیا۔جب کوئی طریقہ کار اس کی سمجھ میں نہ آیا تو اس نے اپنے ذہن کو ایک اور رخ پر ڈال دیا۔

وہ سوچنے لگا کہ اگر اس نے اسٹرانگ روم سے کوئی فائل خفیہ طور پر اڑانی ہوتی تو وہ کیا طریقہ کار اختیار کرتا۔مگر کافی دیر تک سوچنے کے بعد بس یہی ایک بات اس کی ذہن میں جم گئی کہ اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ عمارت کی بنیادوں پر نقب لگائی جائے۔گو اس سلسلے میں حفاظتی طور پر اقدامات کئے گئے تھے۔اس کے باوجود وہ جانتا تھا کہ آجکل ملزم جدید ترین سائنسی حربے استعمال کرتے ہیں چنانچہ اس نے فرض کر لیا کہ نقب لگائی جاسکتی ہے۔اس مفروضہ کے بعد یہی ایک بات باقی رہ جاتی تھی کہ مجرم کسی سرنگ کے ذریعے اندر داخل ہوں گے۔چنانچہ یہ سوچ کر اس نے اسٹرانگ روم کے علاقے کا نقشہ نکال کر اسے دیکھنا شروع کر دیا۔

کافی سوچ بچار کے بعد آخر کار اس نے اسٹرانگ روم کے بالمقابل ایک عمارت کے گرد سرخ دائرہ ڈال دیا۔یہ کمرشل عمارت تھی اور یہاں مختلف کمپنیوں کے دفاتر تھے اس نے اس کے گراؤنڈ فلور پر توجہ دی کیونکہ صرف گراؤنڈ فلور ہی سے سرنگ نکالی جاسکتی تھی۔

کافی دیر سوچنے کے بعد اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور انکوائری سے عمارت کا نمبر پوچھ کر سلسلہ ملانے لگا۔یہ مینجر کا نمبر تھا۔رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز ابھری۔

"ہیلو مینجر اسپیکنگ۔"

"سٹر مینجر کیا آپ کے گراؤنڈ فلور پر کوئی خالی کمرہ دفتر کے لئے مل سکتا ہے؟" بلیک زیرو نے کاروباری انداز میں کہا۔

"کون صاحب بول رہے ہیں؟" مینجر نے پوچھا۔

"چیئر مین آفریدی کارپوریشن بول رہا ہوں۔" بلیک زیرو نے دارالحکومت کی ایک معروف کاروباری فرم کا نام لے دیا۔جو اپنی ساکھ کیلئے پورے ملک میں مشہور تھی۔

'اوہ۔سر آپ کا بے حد شکریہ جو آپ نے دفتر کے لئے ہماری عمارت تجویز کی۔اگر آپ کو فوری کمرہ چاہیے تو دوسری تیسری منزل پر مل سکتا ہے۔"

مینجر نے اس بار مودبانہ انداز میں جواب دیا۔

"نہیں ہمیں گراؤنڈ فلور پر کمرہ چاہیے اور وہ بھی فوری۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر سر آپ دو دن رک جائیں۔ایک کمرہ آج انگیج ہوا ہے۔اور امید ہے کہ دو دن تک فارغ ہو جائے گا۔" مینجر نے جواب دیا۔

"وہ کیوں۔۔۔کیا تمہاری عمارت میں دنوں کے حساب سے بھی کمرے بک ہوتے ہیں؟" بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر یہ بات نہیں۔ایک غیر ملکی فرم نے یہ کمرہ حاصل کیا ہے۔وہ اسے صرف دو دن تک انگیج رکھنا چاہتے ہیں۔کیونکہ انہوں نے کچھ کاروباری پارٹیوں سے بہت بات چیت کرنی ہے اس سلسلے میں ان کا خیال ہے کہ ہوٹل کے بجائے اگر دفتر کا ماحول ہو تو زیادہ بہتر ہے۔" مینجر نے وضاحت پیش کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔مجھے اس کمرے کا نمبر بتلا دو تا کہ دو دن بعد میرے آدمی اس کا جائزہ لے کر اس کی رپورٹ پیش کر سکیں"۔۔۔بلیک زیرو نے کہا۔

"چوبیس نمبر کمرہ ہے جناب۔۔۔۔۔آپ کی فرم کے دفتر کے لیے اس کا جائزہ لے کر مجھے رپورٹ دے سکیں"۔۔۔بلیک زیرو نے کہا

"چوبیس نمبر کمرہ ہے جناب۔۔۔آپ کی فرم کے دفتر کے لئے انتہائی موزوں رہے گا اور کرایہ بھی مناسب ہے۔"

"کرایہ کی بات چھوڑیں۔۔۔اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔دیکھیں اگر آج ہی میری فرم کا کوئی آفیسر آپ سے اس سلسلے میں ملے تو اس سے تعاون کیجئے گا"۔۔۔بلیک زیرو نے کہا۔

"بہتر جناب"۔۔۔مینجر نے جواب دیا۔

"او کے تھینک یو"۔۔۔بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اسے مینجر سے ایک اہم اطلاع ملی تھی۔وہ اس بہانے سے مطمئن نہیں ہوا تھا کہ کوئی غیر ملکی فرم دو روز کے لیے دفتر بنانا چاہتی ہے۔اس نے چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ اس نے میک اپ روم میں جا کر میک اپ کیا اور پھر کار نکال کر دانش منزل سے باہر آگیا۔اس نے کار عمارت کے پارکنگ میں روکی اور پھر اتر کر عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔وہ ٹہلتا ہوا گراؤنڈ فلور کے کمرہ نمبر چوبیس کے سامنے سے گزرا۔کمرہ پر تالا لگا ہوا تھا اور دروازے پر ریزروڈ کی چٹ چسپاں تھی۔

وہ ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر عمارت سے باہر نکل کر اس کمرے کے فرنٹ کی طرف آیا۔اس نے محسوس کیا کمرہ اسٹرانگ روم کے بالکل سامنے تھا۔ابھی چونکہ شام ہونے میں کافی دیر تھی اس لئے اس نے سوچا کہ وہ شام کو دوبارہ راؤنڈ لگائے گا۔یہ سوچتا ہوا وہ اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر کار نکال کر واپس دانش منزل چلا گیا۔اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ بالکل صحیح سراغ پر جا رہا ہے۔

اس سلسلے میں وہ ایک اور آدمی کا تعاون بھی چاہتا تھا مگر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران عمران کے ساتھ اٹیچ ہو گئے تھے۔ صرف جولیا باقی بچی تھی مگر وہ جولیا کو استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح جولیا اس کے متعلق مشکوک ہو سکتی تھی اور جولیا کے سامنے وہ آزادانہ کام بھی نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے ساتھ جوزف کو رکھے گا۔

یہ سوچ کر اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور زیرو منزل کے نمبر ڈائل کرنے لگا جہاں جوزف موجود تھا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو جوزف سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف جوزف کی کرخت آواز سنائی دی۔

"طاہر بول رہا ہوں۔"۔۔۔ بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"کیا بات ہے طاہر صاحب۔۔۔ آج جوزف آپ کو کیسے یاد آگیا"۔۔۔؟ جوزف کے لہجے میں شکوہ تھا۔

"مجھے تو خیر تم ہر وقت یاد رہتے ہو۔۔۔ مگر آج عمران نے تمہیں یاد کیا ہے۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شکر ہے باس کو میرا خیال آگیا۔۔۔ ورنہ میں تو اب بور ہو کر شراب کی بوتل سر پر مارنے ہی والا تھا"۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"ارے ارے۔۔۔ کیوں بوتل غریب کو نقصان پہنچانے پر تلے ہوئے ہو۔۔۔ تمہارا کیا بگڑے گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے سچ بوتل کو نقصان ہو گا۔۔۔ نہیں پھر میں بوتل سر پر نہیں مارتا۔۔۔ ہاں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں سر بوتل میں ماروں۔۔۔ پھر تو ٹھیک رہے گا نا"۔۔۔؟ جوزف نے بڑی معصومیت سے کہا۔

اور بلیک زیرو کا بے ساختہ قہقہہ نکل گیا۔

"اچھا سنو جوزف۔۔۔ تم سپورٹس کار لے کر وزارتِ دفاع کے اسٹرانگ روم کے سامنے عمارت کے پہلو میں کیفے تاج پر شام چھ بجے پہنچ جاؤ۔۔۔ میں تمھیں وہیں ملوں گا۔۔۔ باقی ہدایات وہیں دوں گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں پہنچ جاؤں گا"۔۔۔ جوزف نے حامی بھر لی اور بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

شام کو بلیک زیرو ایک بار پھر اس عمارت میں پہنچ گیا۔ گراؤنڈ فلور پر کمرہ نمبر چوبیس کا تالا تو موجود نہیں تھا البتہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ دروازے پر چونکہ اندھے شیشے لگے ہوئے تھے اس لیے کمرے کے اندر کسی کی موجودگی معلوم نہیں ہو سکتی تھی۔

بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ دروازے پر دستک دے کر فرضی آدمی کے متعلق پوچھ لے تاکہ وہ کمرے کے اندر کی پوزیشن دیکھ سکے مگر پھر اس نے یہ خیال رد کر دیا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ مجرم چوکنا ہو جاتے اور اپنی کاروائی آج کی بجائے کسی اور دن پر ڈال دیتے یا جگہ بدل لیتے۔ اس طرح وہ اس کلیو سے محروم ہو سکتا تھا۔

چنانچہ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اسے اس کمرے کے بالکل سامنے عمارت کا کیفے نظر آگیا۔ اس نے وہیں بیٹھ کو نگرانی کا پروگرام بنایا۔ مگر اس کے

ساتھ ہی اسے یاد آگیا کہ جوزف بیرونی کیفے پہنچ گیا ہو گا۔ چنانچہ وہ عمارت کے کیفے میں رکنے کی بجائے بیرونی کیفے کی طرف بڑھ گیا۔

جلد ہی اس نے جوزف کو دیکھ لیا جو خاکی وردی میں دونوں پہلوؤں پر ریوالور لٹکائے بڑی شان سے سپورٹس کار کے قریب کھڑا تھا۔

"جوزف کار یہیں چھوڑ کر میرے پیچھے آؤ"۔۔۔ بلیک زیرو نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔

جوزف نے بلیک زیرو کی آواز پہچان لی اس لئے وہ خاموشی سے سر کو جھٹکتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ بلیک زیرو جوزف کو لے کر عمارت کے اندر پہنچ گیا۔

"اس کیفے میں بیٹھ جاؤ اور سامنے کمرہ نمبر چوبیس کی نگرانی کرو۔"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اور کچھ باس"۔۔۔؟ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بس فی الحال یہی کام ہے۔"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر مڑ کر عمارت کی چھت کی طرف بڑھنے گیا۔ اسے ابھی ابھی خیال آیا تھا کہ وہ چھت کو چیک کرے کہیں مجرموں نے چھت پر کوئی کاروائی نہ کر رکھی ہو۔

مگر چھت پر اسے کوئی مشکوک چیز نظر نہ آئی اور وہ نیچے اتر آیا۔ اس نے جوزف کو کیفے کی ایک میز پر جمے ہوئے دیکھا۔

وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا اور عمارت کے باہر کا راؤنڈ لینے چل پڑا۔ اسے رہ رہ کر یہی خدشہ لاحق ہو رہا تھا کہ کہیں اس کا خیال غلط ثابت نہ ہو اور واقعی کمرہ نمبر چوبیس کسی غیر ملکی فرم نے دفتر کے لئے عارضی طور پر حاصل کیا ہو۔

بہر حال وہ اسے چیک کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ گھوم پھر کر وہ واپس عمارت کے کیفے میں آگیا اور جوزف سے ہٹ کر دوسری میز پر بیٹھ گیا۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد اس نے کمرہ نمبر چوبیس کا دروازہ کھلتے دیکھا۔ وہ چوکنا ہو گیا۔ کمرے سے ایک غیر ملکی نوجوان باہر نکلا۔ مگر یہ نوجوان کسی یورپ کے ملک کا باشندہ نہیں تھا بلکہ کسی افریقی ملک کا معلوم ہوتا تھا۔

نوجوان نے باہر نکل کر کمرے کو تالا لگایا اور عمارت کے باہر کی طرف مڑ گیا۔

بلیک زیرو نے جوزف کو وہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اس غیر ملکی نوجوان کے تعاقب کے لیے کھڑا ہوا۔

غیر ملکی نوجوان کا رُخ نیشنل پارک کی طرف تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ نیشنل پارک میں داخل ہوا بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے نیشنل پارک میں داخل ہو گیا۔ ویسے اب سے یقین ہو گیا تھا کہ وہ صحیح سراغ پر جا رہا ہے۔ کیونکہ باگوپ نے اپنے ساتھی کو نیشنل پارک میں ملنے کے لیے کہا تھا۔ اس نے سوچا یہ نوجوان یا تو خود باگوپ ہے یا اس کا کوئی ساتھی ہے۔ ایک لمحے کے لیے اس کا دل چاہا کہ وہ اس نوجوان کو یہیں کور کرے مگر پھر اس نے اپنے آپ کو اس ارادے سے باز رکھا۔ کیونکہ باگوپ کا ساتھی نکلنے کی صورت میں وہ صرف اس میں الجھ جاتا اور باگوپ اپنا کام کر جاتا۔

نیشنل پارک میں اس نے دیکھا کہ باگوپ ایک بینچ کے سامنے چند لمحوں کے لئے تسمے باندھتا رہا۔ اس بینچ پر دو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ پھر وہ آگے

بڑھ گیا۔

بلیک زیرو مسلسل اس کے تعاقب میں رہا۔ جب غیر ملکی پارک کے دروازے پر پہنچا تو بلیک زیرو کو ایک بار پھر اپنے سراغ پر شک ہونے لگا کیونکہ اگر یہ باگوپ تھا تو پھر لازماً اسے نیشنل پارک میں اینڈریا کو ملنا تھا مگر وہ اکیلا ہی واپس جا رہا تھا مگر دوسرے لمحے اچانک ہی اس کے ذہن میں ایک خیال آگیا کہ ہوسکتا ہے کہ اینڈریا باگوپ کا تعاقب کر رہی ہو تاکہ نگرانی کا پتہ چلایا جاسکے۔ اس لئے اسے خود بھی محتاط رہنا چاہئے۔ یہ سوچ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا باگوپ سے بھی چند قدم آگے چلنے لگا۔

جس طرف باگوپ کا رخ تھا اس سے وہ یہ تو سمجھ گیا تھا کہ وہ دوبارہ اسی بلڈنگ میں جا رہا ہے اس لیے وہ باگوپ سے کافی پہلے عمارت کے اندر پہنچ گیا اور دوبارہ آکر کیفے میں بیٹھ گیا۔ جوزف وہاں موجود تھا اور اس کے چہرے پر شدید بیزاری کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے وہ اس بے معنی نگرانی سے اکتا گیا ہو۔

بلیک زیرو نے اخبار اٹھا کر منہ کے سامنے کرلیا اور کنکھیوں سے کمرے کو دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہی غیر ملکی نوجوان کمرے کے دروازے پر پہنچا اور تالا کھول کر اندر چلا گیا۔ اس کے اندر جانے کے چند ہی لمحوں بعد ایک نوجوان لڑکی بھی دروازے پر پہنچ گئی اور اس نے ایک لمحے کے لیے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے دروازہ کھولا اور اندر چلی گئی۔

بلیک زیرو اس عورت کو پہچان گیا۔ یہ اس بینچ پر موجود تھی جس کے قریب جاکر باگوپ نے بوٹ کے تسمے باندھے تھے۔ اس نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ وہ بروقت محتاط ہوگیا تھا ورنہ عورت یقیناً اسے چیک کرلیتی۔

اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ دونوں اندر کیا کر رہے ہیں۔ منیجر کے مطابق کمرہ آج ہی بک کیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اتنے قلیل عرصے میں اس کمرے سے لیکر اسٹرانگ روم کی عمارت تک نقب لگانا ناممکن تھا۔ اس لئے بلیک زیرو نے اپنے آئیڈیے میں ترمیم کرلی۔ اس نے سوچا کہ شائد وہ رات کو براہِ راست یہاں سے عمارت پر جائیں گے یا پھر دوسری طرف کی کھڑکی کے ذریعے وہ کچھ کریں گے۔ چنانچہ اس نے کھڑکی کی نگرانی کا فیصلہ کیا اور اٹھ کر جوزف کی طرف بڑھا۔

"جوزف یہیں بیٹھے رہو اور نگرانی کرو۔۔۔۔۔ میں باہر جا رہا ہوں"۔

"مگر باس"۔۔۔ جوزف نے کچھ کہنا چاہا مگر بلیک زیرو اس کی بات سنے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتا کیفے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمارت سے باہر آکر اس نے کھڑکی کی نگرانی کے لئے ایک مناسب جگہ دیکھی اور پھر وہیں جم گیا۔ کھڑکی بند تھی۔

کافی رات گئے اچانک بلیک زیرو کے کانوں میں سائیں سائیں کی آواز آئی۔ اس نے چونک کر اوپر دیکھا تو اس نے ایک چوکور ڈبے کو آسمان کی بلندی پر اڑتے ہوئے دیکھا۔ اس کا رخ سیدھا عمارت کی طرف تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اس نے ڈبے کو عمارت کی چھت پر گرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔ پہلے دھماکے کے چند لمحوں بعد ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اس کے ساتھ ہی

عمارت کا ماحول انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور سرچ لائٹوں کے بند ہونے سے ہر طرف گھمبیر اندھیرا چھا گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کرنے کا فیصلہ کرتا اس نے کمرے کی کھڑکی کھلتے اور کوئی چیز تیزی سے کھڑکی سے نکل کر عمارت کی کمپاؤنڈ وال سے ٹکراتے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور کمپاؤنڈ وال پرزے پرزے ہوکر ہوا میں بکھر گئی اور اس کے ساتھ ہی انسانی چیخوں میں مزید اضافہ ہوگیا۔

بلیک زیرو اچھی طرح جانتا تھا کہ عمارت کے اندر عمران سمیت سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ اُسے نہیں معلوم کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ چند لمحوں تک تو وہ کوئی فیصلہ نہ کرسکا کہ وہ کیا کرے۔۔۔۔ آیا اس کمرے تک جائے یا عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ کرنے عمارت کی طرف جائے۔ کھڑکی سے نکل کر کوئی چیز جاتے اس نے صاف طور سے دیکھی تھی۔ اس سے تو ظاہر ہوتا تھا کہ مجرم کمرے میں موجود ہیں۔ مگر عمارت کو یوں اڑا کر مجرم کیا فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ یہ بات اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

آخر کار اس نے مجرموں کے پیچھے جانے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ سیکرٹ سروس کے ممبران کا جو حشر ہونا تھا وہ تو ہوچکا تھا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت میں داخل ہوا تو ان دھماکوں کی وجہ سے بھی عمارت میں بھی خاصہ ہنگامہ ہوگیا تھا۔ لوگ تیزی سے باہر کی طرف دوڑے چلے جا رہے تھے تاکہ صحیح صورت حال معلوم کرسکیں۔

بلیک زیرو بھاگتا ہوا کمرہ نمبر چوبیس کی طرف بڑھا۔ پھر جیسے ہی دروازے پر پہنچا اسی لمحے دروازہ کھلا اور غیر ملکی نوجوان اور اینڈریا تیزی سے باہر نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ بلیک زیرو ان کے پیچھے ہولیا۔ جوزف بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

غیر ملکی نوجوان اور اینڈریا عمارت سے باہر نکل کر تیزی سے پارکنگ کی طرف دوڑے۔ پھر چند لمحوں بعد ان کی کار تیز رفتاری سے چلتی ہوئی سڑک پر آگئی۔ چونکہ یہاں ہر طرف افراتفری مچی ہوئی تھی اس لئے بلیک زیرو نے ان کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر اس کی کار بھی ان کی کار کے تعاقب میں روانہ ہوگئی۔ بلیک زیرو سمجھتا تھا کہ جوزف کی کار بھی پیچھے آرہی ہوگی۔

غیر ملکی جوڑے کی کار مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی شہر کے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔

بلیک زیرو کافی فاصلہ دیکر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔

جوزف کی کار بھی اس کے پیچھے آرہی تھی۔ بلیک زیرو نے سوچا کہ مجرموں کو یہیں کہیں کور کرے اور پھر انہیں جوزف کے حوالے کر کے واپس اسٹرانگ روم کی طرف جائے۔ کیونکہ اسے اب یہ بھی خدشہ ہو رہا تھا کہ مجرموں نے کہیں پیچیدہ منصوبہ نہ بنایا ہو کہ یہ غیر ملکی مجرم ہوسکتا ہے۔ باگوپ ہو یا اس کا ساتھ ہو۔ عمارت کو تباہ کرنے اور اس سے پیدا ہونے والی افراتفری سے باقی مجرم فائدہ اٹھالیں۔ اس کے علاوہ اسے عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کی بھی فکر لاحق ہو رہی تھی کیونکہ جس اندازے میں دھماکے ہوئے تھے اور عمارت آگ کی لپیٹ میں آئی تھی اس سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ ان کا حشر برا ہوا ہوگا۔

چنانچہ اس نے کار کی رفتار یکدم بڑھادی۔اور پھر چند لمحوں بعد اس نے غیر ملکی کی کار سے آگے بڑھ کر اس نے یکدم کار موڑ کر روک دی۔غیر ملکی نے پوری قوت سے بریک لگائی۔اس کے باوجود بھی اس کی کار ہلکے سے دھچکے سے بلیک زیرو کی کار سے ٹکرا ہی گئی۔

کار رکتے ہی بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلا۔مگر اسی لمحے اینڈریا نے اس پر فائر کر دیا۔اور گولی بلیک زیرو کے کان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔بلیک زیرو پھرتی سے مجرموں کی کار کے بونٹ کی آڑ میں ہو گیا۔

غیر ملکی جو باگوپ تھا۔کار رکتے ہی ریوالور سنبھالے تیزی سے دروازہ کھول کر باہر رینگ گیا۔مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا اچانک جوزف کی سپورٹس کار ان کے پیچھے پہنچ گئی اور جوزف نے کار روکتے ہی کھڑکی سے ہاتھ نکال کر فائر کر دیا۔

باگوپ کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔۔۔اینڈریا دوسری طرف سے کود دی تھی۔اور پھر اس نے باہر نکلتے ہوئے جوزف پر فائر کر دیا۔مگر جوزف پہلے ہی آڑ میں آ چکا تھا۔جیسے ہی باگوپ کے ہاتھ سے ریوالور نکلا بلیک زیرو نے اچھل کر اسے چھاپ لیا۔مگر باگوپ پر اتنی آسانی سے قابو پانا کہاں ممکن تھا۔اس نے پھرتی سے اپنے جسم کو ایک مخصوص انداز میں حرکت دی اور بلیک زیرو الٹ کر کار کے اوپر جا گرا اور عین اسی لمحے دوسری طرف سے اینڈریا نے انتہائی پھرتی اور چابکدستی سے ریوالور کا دستہ بلیک زیرو کے سر پر مار دیا۔

دوسری طرف جوزف بھی شاید اسی انتظار میں تھا۔جیسے ہی اینڈریا کا ہاتھ ضرب لگا کر واپس لوٹا۔اس نے فائر کر دیا اس کے ہاتھ سے بھی ریوالور نکلتا چلا گیا۔

"خبردار اگر حرکت کی تو بھون ڈالوں گا"۔۔۔۔جوزف اچھل کر آگے بڑھا۔

بلیک زیرو ضرب کھا کر ایک لمحے کے لئے ضرور چکرایا مگر اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پالیا اور قلا بازیاں کھا کر سیدھا ہو گیا۔

باگوپ انتہائی تیزی سے رینگتا ہوا بلیک زیرو کی کار کی دوسری طرف پہنچ گیا۔

بلیک زیرو اس کے پیچھے بھاگا۔مگر جیسے ہی وہ مڑا ایک بڑا پتھر اس کے سر پر پوری قوت سے لگا اور بلیک زیرو کی آنکھوں کے سامنے صحیح معنوں میں ستارے سے ناچ گئے اور اپنے آپ کو سنبھالنے کے باوجود سنبھال نہ سکا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔

جوزف نے جیسے ہی بلیک زیرو کو بے ہوش ہو کر گرتے دیکھا وہ تیزی سے آگے بڑھا۔اور صرف ایک لمحے کے لئے اینڈریا سے غافل ہو گیا۔اینڈریا نے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور غوطہ مار کر دوسری طرف ہو گئی۔

جوزف اس کی طرف متوجہ ہوا مگر اب وہ محتاط تھا۔پھر جب وہ گھوم کر دوسری طرف گیا تو اینڈریا غائب تھی۔

جوزف نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر اینڈریا سے کہیں نظر نہ آئی۔وہ تیزی سے آگے بڑھا تا کہ اینڈریا کے ساتھی کو کور کرے۔اور پھر جیسے ہی اس نے کار کی دوسری طرف سر نکالا۔اس کا بھی بلیک زیرو کا سا حشر ہوا۔ایک بڑا پتھر پوری قوت سے اس کی کھوپڑی سے ٹکرایا۔

ضرب اتنی زوردار تھی کہ جوزف الٹ کر زمین پر گرا۔اس نے سر پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کی مگر اس کے سر پر دوبارہ قیامت ٹوٹ پڑی۔اور اس کے بعد اسے ہوش نہ رہا کہ وہ کہاں ہے۔

ان دونوں کے بے ہوش ہوتے ہی باگوپ تیزی سے آگے بڑھا اور ریوالور ڈھونڈنے لگا۔

اینڈریا بھی آ گئی۔وہ سڑک کے کنارے سے ایک گڑھے میں چھپی ہوئی تھی۔اپنا ریوالور اس نے اٹھا لیا تھا۔

"کیا انہیں ختم کر دوں"۔۔۔؟اینڈریا نے ریوالور کا رخ جوزف کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو۔۔۔میں ابھی کسی الجھن میں نہیں پھنسنا چاہتا۔۔۔یہاں سے فوراً نکل چلو۔۔ابھی تو شکر ہے کہ کوئی گاڑی اس سڑک پر نہیں آئی"۔۔۔باگوپ نے اپنا ریوالور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ان دونوں کو یہیں پھینک جائیں"۔۔۔۔؟اینڈریا نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جائیں گے"۔۔۔باگوپ نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو گھسیٹ کر اپنی کار میں ڈالا۔اور پھر اینڈریا کو اپنے ساتھ لا کر اس نے جوزف کو بھی اٹھا کر کار کے اندر ڈال دیا۔

اپنی کار کے سامنے کھڑی ہوئی بلیک زیرو کی کار کو ان دونوں نے دھکیل کر ایک طرف کیا اور اپنی کار نکال کر لے گئے۔جوزف اور بلیک زیرو پچھلی نشستوں پر بیہوش پڑے ہوئے تھے اور اینڈریا ان کی طرف رُخ کئے ہاتھ میں ریوالور تھامے چوکنی بیٹھی ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمران کی طرف سے ہدایات ملتے ہی ٹائیگر نے سب سے پہلے اسٹرانگ روم کے حفاظتی انتظامات کا جائزہ لیا اور پھر اس نے ایک ایسے شخص کو تاڑ لیا جو محافظ دستے کا انچارج تھا اور رات کو پوری عمارت کے گرد راؤنڈ کرتا رہتا تھا۔

اس نے ایک سپاہی سے اس کا نام پوچھا اور پھر سیدھا اس سے ملنے کے لئے چلا گیا۔

"فرمائیے۔"حفاظتی دستے کے انچارج نے سخت نظروں سے ٹائیگر کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام راشد ہے؟"ٹائیگر نے سوال کیا۔

"جی ہاں۔"راشد نے جواب دیا۔وہ اب تک ٹائیگر کا سر سے پیر تک جائزہ لینے میں مصروف تھا۔

"آپ کے نام ایک پیغام ہے۔جو میں اکیلے میں صرف آپ کو بتا سکتا ہوں۔"ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میرے نام پیغام؟"راشد نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔آپ کے نام انتہائی ایمرجنسی پیغام ہے۔میں خاص طور پر اس پیغام کیلئے دوسرے شہر سے آیا ہوں۔"ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میرے ساتھ آئیے۔" راشد نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔اور پھر وہ ٹائیگر کو ہمراہ لئے عمارت سے باہر نکل کر ایک کیفے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کیفے کی ایک میز پر بیٹھنے کے بعد اس نے سوالیہ نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔

ٹائیگر نے کچھ کہنے کی بجائے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

راشد نے جیسے ہی کارڈ پر نظر ڈالی وہ نمایاں طور پر چونک پڑا۔اس کی آنکھوں میں تشویش کے آثار ابھر آئے۔

"آپ سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں؟" راشد نے تشویش زدہ لہجے میں ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس محکمے کا نام پبلک مقامات پر لینا جرم ہے۔ بہر حال کارڈ سے آپ سمجھ سکتے ہیں۔" ٹائیگر نے کارڈ اس سے لے کر دوبارہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"مگر میرا اس سے کیا تعلق؟" راشد نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"گہرا تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ کچھ مجرم اسٹرانگ روم سے ایک خفیہ فائل اڑانا چاہتے ہیں۔اور اس سلسلے میں انہوں نے آپ سے رابطہ قائم کیا ہے اور آپ نے ان کے ساتھ تعاون کی حامی بھر لی ہے۔" ٹائیگر نے لہجے کو یکدم سخت کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ غلط ہے۔اوّل تو مجھ سے کسی نے رابطہ قائم نہیں کیا اور اگر کوئی کرے بھی سہی تو میں ان سے تعاون کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا۔ میرا بیس سالہ سروس ریکارڈ بالکل بے داغ ہے۔" راشد نے لہجے کو پُر اعتماد بناتے ہوئے کہا۔

"ہمارا بھی آپ کا سروس ریکارڈ دیکھ کر یہی خیال ہے۔ مگر اس کے باوجود ہمیں تحقیقات کرنی پڑتی ہے۔میں آپ کے گھر کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔" ٹائیگر نے کہا۔

"مم۔۔۔ مگر۔۔۔" راشد نے ہچکچاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

"دیکھئے۔اگر آپ بے گناہ ہیں تو آپ کو تلاشی دینے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیے۔ ہچکچاہٹ کی صورت میں ہم مشکوک بھی ہو سکتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ایسی صورت میں زبان کھلوانے کے بے شمار طریقے ہیں۔" ٹائیگر نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اُسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ میں ہچکچا نہیں رہا۔۔۔ آپ بے شک میرے مکان کی تلاشی لے لیں۔" راشد نے کہا۔

"تو پھر چلو۔ابھی اس کام سے فارغ ہو جائیں۔" ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ مجھے ایک گھنٹے بعد ڈیوٹی پر پہنچنا ہے۔اس لئے آپ شک مٹا لیں۔" راشد نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر راشد ٹائیگر کو لے کر اپنے فلیٹ میں آ گیا۔ یہ اب ٹائیگر کی خوش قسمتی تھی کہ راشد کی فیملی کسی اور شہر گئی ہوئی تھی۔

فلیٹ میں پہنچنے کے بعد ٹائیگر نے سرسری طور پر تلاشی لی اور پھر او۔کے کا فیصلہ دیا۔ راشد کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اب وہ اطمینان سے ٹائیگر کے سامنے بیٹھا تھا۔

"آپ کی ڈیوٹی تمام رات رہتی ہے؟" ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ صبح چھ بجے تک میں ڈیوٹی پر رہتا ہوں۔" راشد نے بتایا۔

"کیا آپ عمارت کے اندر بھی راؤنڈ لگاتے ہیں؟" ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ شام کو عمارت بند کر کے جدید ترین شعاعی نظام کو چالو کر دیا جاتا ہے۔اس کے بعد عمارت میں ایک مکھی تک داخل نہیں ہو سکتی۔ ہمارا کام صرف باہر سے عمارت کی حفاظت کرنا ہے۔" راشد نے جواب دیا۔

"او۔کے مسٹر راشد۔ آپ کے تعاون کا شکریہ۔" ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔" راشد بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی کنپٹی پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ٹائیگر کا جچا تلا مکہ پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑا اور غریب راشد کے لئے ایک ہی مکہ کافی ہو گیا۔ وہ لہرا کر نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

ٹائیگر نے اس کی وردی اتار کر پہن لی اور پھر جیب سے میک اپ باکس نکال کر اپنے چہرے پر اس کا میک اپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب اس نے میک اپ باکس بند کر کے جیب میں ڈالا تو وہ مکمل طور پر راشد کا بھیس بدل چکا تھا۔اب اُسے قریب سے دیکھ کر بھی کوئی نہیں پہچان سکتا تھا کہ وہ راشد نہیں ہے۔

میک اپ کرنے کے بعد اس نے اٹھ کر رسی ڈھونڈی اور پھر اس سے راشد کے ہاتھ پیر اچھی طرح باندھ کر ایک کپڑے کا گولہ بنا کر اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔

"اچھا مسٹر راشد! اب صبح تک تم آرام کرو۔ صبح ضرور کوئی نہ کوئی تمہیں نجات دلا دے گا۔" ٹائیگر نے کہا اور پھر اسے اٹھا کر ایک صوفے پر لٹا دیا۔

اُسے یقین تھا کہ صبح سے پہلے کوئی فلیٹ میں داخل نہیں ہو گا۔ کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ وہ تمام رات ڈیوٹی پر رہتا ہے۔

ٹائیگر نے آخری نظر کمرے پر ڈالی اور پھر باہر نکل کر فلیٹ کا دروازہ بند کیا اور ٹیکسی پکڑ کر اسٹرانگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

اسٹرانگ روم میں کسی نے اس پر شک کا اظہار نہ کیا اور وہ باقاعدگی سے ڈیوٹی دینے لگا۔ رات گئے اس نے اعلیٰ افسران کی طرف سے ایک نوٹس وصول کیا جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو عمارت کی نگرانی میں تعاون دینے کا حکم درج تھا۔اس نے ان سے تعاون کیا اور پھر اس کے سامنے ہی عمران اور اس کے ساتھی کمپاؤنڈ وال کے قریب جھاڑیوں میں چھپ گئے۔

ٹائیگر بدستور اپنی ڈیوٹی پر رہتا ہوا عمارت کے گرد راؤنڈ لگاتا رہا۔ کافی رات گئے جب وہ عمارت کی مشرقی سمت میں تھا اس نے آسمان پر سائیں سائیں کی آواز سنی۔اس کی نظریں فوراً اوپر اٹھ گئیں اور اس نے سامنے والی عمارت کی چھت سے ایک سیاہ رنگ کے ڈبے کو آسمان کی طرف اڑتے ہوئے دیکھا اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ڈبہ عمارت کی چھت کے اوپر پہنچ کر نیچے گرنے لگا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ مجرموں نے حملے کا آغاز کر دیا ہے اس لئے وہ تیزی سے کمپاؤنڈ وال کے قریب دبک گیا۔

دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمارت کے گرد آگ کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ عمارت کی چھت پر لگی ہوئی سرچ لائٹیں بجھ گئیں۔ اور پھر ایک اور دھماکہ ہوا۔ اور عمارت کے سامنے کی کمپاؤنڈ وال ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فضا میں بکھر گئی۔

ٹائیگر چونکہ مشرقی سمت کی کمپاؤنڈ وال کے قریب تھا اس لئے وہ بچ گیا۔ مگر چونکہ اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران اور علی عمران اسی کمپاؤنڈ وال کے قریب تھے جو تباہ ہوئی ہے اس لئے وہ دھماکہ ختم ہوتے ہی اٹھ کر تیزی سے ادھر دوڑا۔ زخمیوں کی چیخ و پکار سے پورا ماحول گونج رہا تھا۔ شدید اندھیرا ہونے کے باعث وہ عمران کو نہ ڈھونڈ سکا۔

عمران کی تلاش کے دوران اسے مجرموں کا خیال آیا۔ اس نے سوچا کہ عمران کو تلاش کرنے کی بجائے مجرموں کو تلاش کیا جائے۔ کیونکہ عمران اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے۔

اس نے سیاہ ڈبہ جس نے یہ تمام تباہی پھیلائی تھی سامنے والی عمارت کی چھت سے اڑتا ہوا صاف دیکھا تھا چنانچہ وہ ٹوٹی ہوئی کمپاؤنڈ وال کراس کر کے تیزی سے عمارت کی طرف دوڑا۔ چونکہ دھماکوں اور چیخوں سے ارد گرد کی عمارتوں سے لوگ باہر نکل آئے تھے اس لئے ہر طرف افراتفری سی پھیلی ہوئی تھی۔ اس افراتفری میں وہ بھاگتا ہوا عمارت کے داخلی دروازے پر پہنچ گیا۔

جیسے ہی وہ وہاں پہنچا اس نے جوزف کو تیزی سے عمارت کے اندر سے باہر نکلتے دیکھا۔ اس کا رخ پارکنگ کی طرف تھا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ جوزف ضرور مجرموں کے پیچھے ہوگا۔ چنانچہ وہ بھی جوزف کے پیچھے دوڑ پڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ جوزف کی کار کے قریب پہنچتا۔ جوزف نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اس کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ کر سڑک پر پہنچ گئی۔ جوزف سے پہلے دو کاریں اسٹارٹ ہو کر سڑک پر پہنچ چکی تھیں۔ جوزف کی کار کا رخ بھی اسی طرف تھا جدھر وہ کاریں گئی تھیں۔

ٹائیگر نے جوزف کی کار جاتے دیکھ کر تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اس کی نظر پارکنگ کے قریب کھڑی ایک موٹر سائیکل پر پڑ گئی۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا موٹر سائیکل کی طرف بڑھا۔ اُس نے اُسے زور سے دھکا دے کر نیچے گرا دیا۔ اور پھر جھٹکے سے سیدھا کر دیا۔ اس کا ہینڈل لاک جھٹکا کھانے سے ٹوٹ گیا۔

ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ایک چابی نکالی اور پھر اگنیشن میں ڈال کر زور سے کک لگائی۔ دوسرے لمحے موٹر سائیکل سٹارٹ ہو گیا پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی طرف متوجہ ہوتا اس کا موٹر سائیکل بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھا اور سڑک پر دوڑتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے موٹر سائیکل کا رخ ادھر موڑ دیا جدھر اس نے جوزف کی کار کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ ایک طویل سڑک تھی جو کافی فاصلے کے بعد مین روڈ سے جا ملتی تھی۔ ٹائیگر لمحہ بہ لمحہ سپیڈ بڑھاتا چلا جا رہا تھا تاکہ جلد از جلد جوزف کی کار کے پیچھے پہنچ جائے۔ اب وہ موٹر سائیکل کو اس کی انتہائی رفتار پر چلا

رہا تھا۔ جلد ہی وہ مین روڈ کے چوک پر پہنچ گیا۔ یہاں سے تین طرف کو سڑکیں بنی تھیں۔ ایک سڑک سُپر مارکیٹ کو جاتی تھی اور ایک دوسرے شہر کی طرف جبکہ تیسری مضافات کی طرف نکلتی تھی۔ جہاں نئی کالونیاں بن رہی تھیں۔

ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے چوک پر رُک کر کچھ سوچا اور پھر اس نے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر موٹر سائیکل ڈال دیا۔ کیونکہ اس کا اب تک کا تجربہ یہی کہتا تھا کہ مجرم ہمیشہ شہر کے مضافات میں اڈہ بناتے ہیں۔ شہر کی گنجان آبادی میں چونکہ ان کی نقل و حرکت ہمسایوں کے لئے پراسرار ہو جاتی ہے اس لئے نئی کالونیوں میں رہنے پر ترجیح دی جاتی ہے۔

بہر حال یہ ایک رسک تھا۔ کافی دور جا کر جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑا دور سے اس کے کانوں میں فائرنگ کی آواز آئی اور اس نے موٹر سائیکل کی سپیڈ اور بڑھا دی۔ فائرنگ کی آواز بے حد ہلکی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ مجرم اور جوزف کا ٹکراؤ اس سے کافی فاصلے پر ہوا ہے۔ مگر اس کا موٹر سائیکل جس رفتار سے دوڑا چلا جا رہا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ چند لمحوں میں ہی مطلوبہ مقام پر پہنچ جائے گا۔

پھر جیسے ہی اس نے ایک اور موڑ کاٹا۔ اُسے دور سے تین کاریں سڑک پر کھڑی نظر آ گئیں۔ وہ لمحہ بہ لمحہ نزدیک ہوتا چلا جا رہا تھا۔ پھر اس نے واضح طور پر سب کچھ دیکھ لیا۔ ایک مرد اور عورت جوزف کو گھسیٹ کر ایک کار میں ڈال رہے تھے۔ ابھی ٹائیگر کافی فاصلے پر تھا۔ مگر اب وہ مطمئن تھا کہ جلد ہی مجرموں کو پکڑ لے گا۔

مگر دوسرے لمحے اس کے موٹر سائیکل کو جھٹکا لگا اور اس کا انجن بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی موٹر سائیکل کی رفتار یکدم کم ہوتی چلی گئی۔

ٹائیگر نے چونک کر ڈائل پر نظر ڈالی اور اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ موٹر سائیکل کا پٹرول ختم ہو چکا تھا۔ سپیڈ میٹر پر موجود پٹرول کی مقدار دکھانے والی سوئی صفر پر پہنچ گئی تھی۔

ٹائیگر ابھی مجرموں سے قریباً پانچ سو گز دور تھا کہ اس کا موٹر سائیکل رک گیا۔ وہ اچھل کر موٹر سائیکل سے نیچے اترا اور پھر اس نے موٹر سائیکل کو سٹینڈ پر کھڑا کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔ مجرم اس وقت ایک کار کو دھکیل کو ایک طرف کر رہے تھے۔ ٹائیگر نے پیدل ہی ان کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔

جہاں مجرم موجود تھے وہاں قریب سے سڑک ہلکا سا خم کھا جاتی تھی۔ اس لئے ابھی تک مجرموں کی نظر ٹائیگر پر نہ پڑی تھی اور شاید وہ جلدی میں بھی تھے اس لئے ٹائیگر کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کار میں بیٹھ کر آگے بڑھ گئے۔

جب ٹائیگر دوڑتا ہوا ان کاروں کے پاس پہنچا تو مجرموں کی کار کافی سے زیادہ فاصلہ طے کر چکی تھی۔

ٹائیگر نے جھپٹ کر جوزف کی سپورٹس کار کا دروازہ کھولا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے موٹر سٹارٹ کر دی۔ چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ اس لئے اُسے کوئی دقت پیش نہ آئی اور سپورٹس کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھ گئی۔ ٹائیگر نے ایک نظر پٹرول کی مقدار دکھانے والی سوئی پر ڈالی تو یہ

دیکھ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا کہ اس کی ٹینکی بھری ہوئی تھی۔ وہ سپورٹس کار کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے مجرموں کی کار کو چیک کر لیا۔ مگر اب اس نے کار کی رفتار ہلکی کر دی کیونکہ وہ ان سے فوری طور پر ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔

اسے عمران کا دیا ہوا سبق اچھی طرح یاد تھا کہ پہلے مجرموں کے ٹھکانے کا پتا لگایا جائے پھر ان سے ٹکرایا جائے تاکہ اگر مجرم نکل بھی جائیں تب بھی ان کے ٹھکانے پر انہیں دوبارہ پکڑا جاسکے۔

مجرموں کی کار تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی ایک نئی کالونی کی طرف مڑنے والی سڑک پر گھوم گئی۔ اور ٹائیگر نے بھی کار ان کے پیچھے اُسی سڑک پر گھما دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ایک سپورٹ کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے۔" اینڈریا نے جو گردن گھمائے جوزف اور بلیک زیرو کو چیک کر رہی تھی۔ پچھلے شیشے سے سپورٹس کار کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔۔۔ میں دیکھ رہا ہوں اور مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی کار ہے جس میں سے یہ حبشی اترا تھا۔ باگوپ نے دانت بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ بالکل وہی کار ہے۔ مگر حبشی تو کار میں اکیلا تھا۔ پھر یہ کار چلانے والا کہاں سے آگیا۔" اینڈریا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں۔۔۔ بہر حال ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے یا نہیں۔" باگوپ نے کہا اور پھر اس نے کار ایک کالونی کی طرف مڑنے والی سڑک پر ڈال دی۔

پیچھے آنے والی سپورٹس کار بھی اسی سڑک پر مڑ آئی تو باگوپ نے ایک طویل سانس لیا۔

"واقعی ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔" اس نے کہا۔

"پھر۔۔۔" اینڈریا نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں یہ کار ان دونوں سمیت کہیں چھوڑنی پڑے گی۔ میں جلد از جلد فائل کسی محفوظ جگہ منتقل کرنا چاہتا ہوں۔" باگوپ نے جواب دیا۔

اب وہ کالونی کے اندر داخل ہو چکے تھے۔ یہاں آباد کوٹھیوں کی نسبت زیرِ تعمیر کوٹھیوں کی تعداد زیادہ تھی۔

باگوپ نے تیزی سے ایک موڑ مڑتے ہی کار ایک زیرِ تعمیر کوٹھی کے پھاٹک سے اندر موڑ لی۔ اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اینڈریا بھی بجلی کی سی تیزی سے باہر آگئی۔

وہ دونوں ایک دیوار کی آڑ لیتے ہوئے تیزی سے کوٹھی کی پچھلی سمت آئے اور پھر باگوپ کو ایک گٹر کا کھلا دھانہ نظر آگیا۔ یہ گٹر ابھی زیر تعمیر تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ خشک ہی ہوگا۔ وہ اینڈریا کا ہاتھ تھامے اس میں اترتا چلا گیا اور پھر پائپ لائن میں سے ہوتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔

کافی دور آنے کے بعد باگوپ کو ایک اور دھانہ نظر آیا تو وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آگیا۔ اس نے دھانے سے جب سر نکالا تو اپنے آپ کو کالونی سے کافی دور ایک کھیت کے کنارے پر پایا۔ وہ اچھل کر باہر آگیا اور اس کے بعد اینڈریا بھی باہر آگئی۔

پھر وہ دونوں کھیتوں کی آڑ لیتے ہوئے کالونی سے ہٹ کر دوبارہ مین روڈ پر آگئے۔ چونکہ اس وقت وہاں کسی ٹریفک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے وہ سڑک سے ہٹ کر چلتے رہے اور تقریباً صبح کے قریب وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ پھر جلد ہی انہیں ایک ہوٹل کا بورڈ نظر آگیا اور باگوپ اینڈریا کو لئے ہوٹل میں گھستا چلا گیا۔

چونکہ وہ دونوں غیر ملکی تھے۔ اس لئے کاؤنٹر مین نے ان کے سامان کے متعلق بھی کچھ دریافت نہ کیا اور انہیں فوری طور پر ایک کمرہ الاٹ کر دیا۔

کمرے میں داخل ہو کر باگوپ نے اطمینان کی طویل سانس لی اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا کیمرہ باہر نکالا۔ یہ آٹومیٹک کیمرہ تھا جس میں خود بخود فلم ڈویلپ ہو جاتی تھی۔ اس نے کیمرہ کی پشت پر لگے ہوئے چند ننھے منے بٹن دبائے تو فلم کا رول باہر آگیا۔

اینڈریا کمرے میں داخل ہوتے ہی سیدھی باتھ روم میں گھس گئی تھی۔ جب منہ ہاتھ دھو کر اور بالوں کو کنگھی کر کے وہ باہر نکلی تو اس نے باگوپ کو سر پکڑے بیٹھے دیکھا۔ فلم رول سامنے میز پر پڑا ہوا تھا۔

"کیا ہوا؟" اینڈریا نے چونک کر پوچھا۔

"چوٹ ہوگئی۔" باگوپ نے زبان کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا ہوا؟" اینڈریا نے تشویش سے پُر لہجے میں پوچھا۔ وہ حیران تھی کہ جب وہ سب کو دھوکا دے کر اور فلم حاصل کر کے اس کمرے تک پہنچ گئے ہیں تو پھر چوٹ کیسے ہوگئی۔

"اس فلم کو دیکھو۔" باگوپ نے فلم کا رول اٹھا کر اینڈریا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور خود اٹھ کر پریشانی کے عالم میں کمرے میں ٹہلنے لگا۔

اینڈریا نے فلم رول سیدھا کر کے روشنی میں دیکھا۔ وہ چند لمحے بغور فلم کو دیکھتی رہی۔

"مورس کوڈ میں تحریر ہے۔" باگوپ نے کہا۔

اور پھر اینڈریا بھی بری طرح چونک پڑی۔ اس کے ہاتھ سے فلم رول چھوٹ کر نیچے قالین پر گر گیا تھا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ علی عمران کا کیا مطلب؟" اینڈریا کی آنکھوں سے حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے آثار بھی نمایاں تھے۔

"مطلب صاف ہے کہ علی عمران نے وہ فائل پہلے ہی تبدیل کر لی ہے۔ اور موجودہ فائل میں مورس کوڈ میں اس کا پیغام درج ہے۔" باگوپ نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر رول اٹھا کر اُسے پڑھنے لگا۔

"علی عمران کی طرف سے باگوپ اور اینڈریا کو سلام ہو۔ مجھے افسوس ہے کہ تمہارا مشن ناکام ہو گیا ہے اور ہونا بھی تھا کیونکہ یہ میرا ملک ہے۔ یہاں تم

جیسے مجرم صرف فٹ پاتھوں پر بیٹھ کر چنے بیچ سکتے ہیں۔ جرم کرنا تمہارے بس سے باہر ہے۔ ویسے مطمئن رہو میں تم سے معافی لینے ضرور آؤں گا۔"

"اوہ۔۔۔ یہ علی عمران تو انتہائی خطرناک آدمی ثابت ہوا ہے۔" اینڈریا نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اب اس کا خاتمہ لازمی ہو گیا ہے۔" باگوپ نے سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باتھ روم میں چلا گیا۔ اور اینڈریا سر پکڑے صوفے پر بیٹھی رہ گئی۔ میز پر پڑا ہوا فلم رول اس کا منہ چڑا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹائیگر مجرموں کی کار کا تعاقب کرتا ہوا کالونی کے اندر داخل ہو گیا۔ مگر ایک موڑ مڑ کر جیسے ہی اس نے کار سیدھی کی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ سڑک خالی تھی۔ پھر اس نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کار کی ہیڈ لائٹس میں اُسے ٹائروں کے نشان ایک کوٹھی کے اندر جاتے ہوئے دکھائی دیے۔ یہ کوٹھی ابھی زیرِ تعمیر تھی اس نے کوٹھی کے پھاٹک کے قریب کار روکی اور اتر کر تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ہی مجرموں کی کار موجود تھی۔ اس کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔

ٹائیگر دوڑتا ہوا کار تک پہنچا اور اس نے اندر نظر ڈالی تو اسے جوزف اور ایک اور شخص پچھلی نشستوں پر بے ہوش پڑے دکھائی دیے۔ مجرم غائب تھے۔

ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر بغل میں لٹکا ہوا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور دیوار کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا کوٹھی کی پچھلی سمت کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ بے حد محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ مجرم کہیں اندھیرے میں چھپے ہوئے اس کی تاڑ میں نہ بیٹھے ہوں اور وہ اندھیرے سے نکلنے والی کسی گولی کا شکار نہ ہو جائے۔

مگر آہستہ آہستہ اس نے پوری کوٹھی چھان ماری۔ مجرموں کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ آخر مجرم کہاں سے فرار ہوئے ہوں گے کیونکہ کوٹھی کی بیرونی چار دیواری کافی اونچی تھی اور اس کا ایک ہی پھاٹک تھا۔ جس میں وہ کار لے کر اندر داخل ہوئے تھے اور کار اس کی نظروں سے زیادہ سے زیادہ تین چار منٹ کے لئے اوجھل ہوئی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر مجرم واپس پھاٹک کی طرف گئے ہوتے تو یقیناً اس کی نظروں میں آ جاتے۔ مجرم یقیناً کوٹھی کے اندر سے غائب ہوئے تھے۔

چنانچہ اس نے ایک بار پھر تلاشی کا آغاز کیا اور پھر اُسے کوٹھی کی پچھلی سمت گٹر کا کھلا ہوا دھانہ نظر آ گیا۔ اس نے دھانے کی زمین کے ساتھ کان لگا دیے مگر ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے چند لمحوں تک آواز سننے کی کوشش کی مگر ناکام ہونے کی صورت میں وہ ایک طویل سانس لے کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

مجرم ہاتھ سے نکل چکے تھے۔ اس لئے وہ واپس اس کار کی طرف بڑھا جس میں جوزف اور اس کا ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ان دونوں کا گھسیٹ کر کار سے باہر نکالا اور انہیں ہوش میں لے آنے کی کوششوں میں مصروف ہو گیا۔

چند لمحوں بعد جوزف کے ساتھی نے آنکھیں کھول دیں۔ ایک لمحے تک وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتا رہا پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اُسی لمحے جوزف بھی ہوش میں آ گیا۔

"کک۔۔۔ کیا ہوا؟" جوزف نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں ٹائیگر پر جم گئیں۔

"مجرم نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔" ٹائیگر نے کہا اور پھر اس کی آواز سُن کر بلیک زیرو چونک پڑا۔ وہ آواز سے پہچان گیا تھا کہ بولنے والا ٹائیگر ہے۔

"ٹائیگر تم یہاں کیسے آ گئے؟ تمہاری ڈیوٹی تو اسٹرانگ روم پر تھی۔ بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

اور ٹائیگر اپنا نام سن کر چونک پڑا۔ اُسے تو یہی معلوم تھا کہ عمران کے علاوہ اُسے اور کوئی نہیں جانتا اور اسٹرانگ روم پر چہرے کی ہدایات بھی عمران نے ہی دی تھیں۔ پھر اس آدمی کو کیسے پتہ چلا۔

"میں مجرموں کا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک چلا آیا ہوں۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تفصیل سے بتلاؤ۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مم۔۔۔ مگر۔۔۔" ٹائیگر ہچکچا کر بولا۔

"جس طرح تم عمران کے ساتھی ہو اسی طرح میں بھی عمران کا ہی ساتھی ہوں سیکرٹ سروس سے ہٹ کر۔ اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔"

بلیک زیرو اسے ہچکچاتا دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کی شخصیت کے متعلق جاننا چاہتا ہے۔

ٹائیگر کی ہچکچاہٹ ختم ہو گئی اور اس نے تفصیل سے تمام حالات بتا دیے۔

"جوزف۔۔۔! تم ٹائیگر سمیت واپس اسٹرانگ روم جاؤ۔ میں مجرموں کا پتا چلاتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں ان کا سراغ نکال لوں گا۔ وہ ضرور گٹر کے ذریعے بھاگے ہوں گے۔" بلیک زیرو نے کہا اور پھر جیب سے ٹارچ نکال لی۔

"ہاں۔۔۔ ٹارچ کے ذریعے ان کے قدموں کے نشانات معلوم کئے جا سکتے ہیں۔" ٹائیگر نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

پھر بلیک زیرو نے ان دونوں کو سپورٹس کار میں واپس بھیج دیا اور خود مجرموں کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پہلے تو کار کی اچھی طرح سے تلاشی لی مگر وہاں اُسے کوئی کلیو نہ مل سکا۔ پھر وہ ٹارچ کے ذریعے ان کے قدموں کے نشانات دیکھتا ہوا گٹر کے دھانے پر پہنچ گیا۔ چونکہ کوٹھی کی زمین ابھی ناپختہ تھی اس لئے قدموں کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے۔

وہ گٹر کے اندر اتر گیا۔ خشک گٹر میں اُسے ایک مرد اور ایک عورت کے قدموں کے نشانات آگے بڑھتے ہوئے صاف دکھائی دیے اور وہ ٹارچ کی روشنی میں قدموں کے نشانات کے سہارے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر جب وہ ایک گٹر کے دھانے سے باہر نکلا تو اس نے اپنے آپ کو کھیتوں کے درمیان

پایا۔ قدموں کے نشانات یہاں بھی موجود تھے۔ انہیں دیکھتا ہوا وہ مین روڈ پر آ گیا۔

یہاں اُس نے سڑک سے ہٹ کر ان کے قدموں کا سراغ لگا لیا۔ ان کا رخ شہر کی طرف تھا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک مسلسل چلنے کے بعد وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ یہاں آ کر قدموں کے نشانات پختہ سڑک پر غائب ہو گئے تھے۔

وہ سوچنے لگا کہ مجرم اب کہاں گئے ہوں گے وہ سوچتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر اُسے قریب ہی ایک ہوٹل کا بورڈ نظر آ گیا۔ اس نے ہوٹل کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ مجرموں کے لئے اس ہوٹل سے زیادہ اچھی پناہ گاہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ خاصا دن نکل آیا تھا اور اب سڑکوں پر چہل پہل ہو گئی تھی۔

ہوٹل میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"فرمایئے۔" کاؤنٹر مین نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ نکالا اور ایک لمحے کے لئے کاؤنٹر مین کے سامنے کر کے اسے تہہ کرتے ہوئے کہا۔

"خفیہ پولیس۔" بلیک زیرو کا لہجہ بھی پولیس والا ہی تھا۔

"جج۔۔۔ جی فرمایئے۔" کاؤنٹر مین خفیہ پولیس کا لفظ سن کر ہی گھبرا گیا تھا۔

"کچھ دیر پہلے ایک غیر ملکی مرد اور عورت تمہارے ہوٹل میں آئے ہیں وہ کون سے کمرے میں ہیں؟" بلیک زیرو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ افریقی مرد اور یورپین عورت؟" کاؤنٹر مین نے پوچھا۔

"ہاں ہاں وہی۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"روم نمبر ۱۵ اور دوسری منزل۔" کاؤنٹر مین نے گھبراہٹ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ابھی تک وہ کمرے میں ہی ہیں؟" بلیک زیرو نے دوسرا سوال کیا۔

"جی ہاں جناب۔" کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ یہ خیال رکھنا کہ اگر میرے متعلق انہیں تم سے یا ہوٹل کے کسی آدمی سے پتا چلا تو تم جانتے ہو کہ تم سب کا کیا حشر ہو گا۔" بلیک زیرو نے اسے سرد نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ پولیس سے تعاون ہمارا فرض ہے۔" کاؤنٹر مین نے جواب دیا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

سیڑھیاں چڑھ کر وہ دوسری منزل پر پہنچا تو پوری منزل خالی پڑی ہوئی تھی۔ ابھی تک کمروں میں رہنے والے بیدار نہیں ہوئے تھے۔ وہ محتاط انداز میں قدم بڑھاتا ہوا کمرہ نمبر پندرہ کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے جھک کر کی ہول سے اندر نظر ڈالی مگر اندر اندھیرا تھا۔ اور کی ہول کے سامنے ایک پردہ لہرا رہا تھا۔ وہ ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑا اور پھر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے دروازے پر دستک دینی شروع کر دی۔

"کون ہے؟" دوسری دستک پر اندر سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"ویٹر۔" بلیک زیرو نے گھبراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا بات ہے؟ کیوں آئے ہو؟" نسوانی آواز میں سختی آ گئی۔

"نیچے پولیس آئی ہے اور آپ کے متعلق پوچھ گچھ کر رہی ہے۔ میں آپ کو مطلع کرنے آیا ہوں۔" بلیک زیرو نے بدستور گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ سامنے ایک نوجوان دیسی عورت کھڑی تھی۔

بلیک زیرو دروازہ کھلتے ہی اُسے دھکیلتے ہوئے اندر لے گیا۔ اس نے ریوالور کی نال اس کی گردن سے لگا دی۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کون ہو تم؟" عورت کی خوف زدہ آواز سنائی دی۔

"تمہارا ساتھی کہاں ہے؟" بلیک زیرو نے خالی کمرے میں نظریں گھماتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا ساتھی۔۔۔ میرا ساتھی تو کوئی نہیں ہے۔ میں تو اکیلی ہوں۔" عورت کا لہجہ ابھی تک خوف زدہ تھا۔

بلیک زیرو اُسے ریوالور کی زد پر لیے باتھ روم کی طرف بڑھا اور پھر اس نے لات مار کر دروازہ کھول دیا مگر باتھ روم بھی خالی پڑا ہوا تھا۔ اب تو بلیک زیرو چکرا گیا۔

"تمہارا وہ افریقی ساتھی کہاں گیا جس کے ساتھ تم ہوٹل میں آئی تھیں؟" بلیک زیرو نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ میرا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ میں اکیلی ہوں۔" عورت کا لہجہ اس بار سنبھلا ہوا تھا۔

"دیکھو! سب کچھ شرافت سے بتلا دو ورنہ۔۔۔" بلیک زیرو کا لہجہ تند ہو گیا تھا۔

"مم۔۔۔ مگر۔۔۔" عورت نے کچھ کہنا چاہا۔

اسی لمحے بلیک زیرو کا زوردار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا اور وہ چیخ مار کر قالین پر الٹ گئی۔

"خبردار اگر چیخنے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا۔ اپنے ساتھی کا پتہ بتاؤ۔ وہ کہاں گیا ہے؟" بلیک زیرو نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔

لڑکی چند لمحوں تک خوفزدہ نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھتی رہی پھر اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی لہرائی۔

بلیک زیرو چمک دیکھتے ہی چوکنا ہوا۔ مگر عورت نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی لات پکڑ کر مروڑ دی اور بلیک زیرو الٹ کر منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ اسی لمحے عورت نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ لیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو سنبھلتا اس کی کنپٹی پر بھرپور لات لگی۔ ایک لمحے کے لئے اس کے دماغ میں اندھیرا پھیلا مگر بلیک زیرو نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر اس کی لات انتہائی تیزی سے حرکت میں آئی اور عورت کی پنڈلی پر زوردار ضرب لگی۔ وہ چیختی ہوئی منہ کے بل صوفے پر جا گری۔ بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے اُچھل کر اُسے چھاپ لیا۔ اس نے ایک ہاتھ اس کے ریوالور والے ہاتھ پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کی گردن کے گرد جما دیا۔

بلیک زیرو نے جیسے ہی اس کی گردن کو جھٹکا دیا عورت کے منہ سے بھینچی بھینچی آواز نکلی اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا۔

بلیک زیرو نے اس کی گردن کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور عورت کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہوتے چلے گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

بلیک زیرو نے اُسے سیدھا کر کے قالین پر ڈال دیا۔ وہ چند لمحے بغور اس کی نبض دیکھتا رہا۔ پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ عورت واقعی بے ہوش ہو چکی ہے تو وہ طویل سانس لے کر سیدھا ہوا۔ اس نے ایک بار پھر پورے کمرے کی تلاشی لی اور پھر اُسے پلنگ کے نیچے ایک فلم رول پڑا نظر آ گیا۔ اس نے تیزی سے فلم رول اٹھایا اور اُسے کھول کر روشنی میں دیکھنے لگا۔

دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ فلم رول میں موجود علی عمران کا پیغام اس نے پڑھ لیا تھا۔

"ہوں۔ تو مجرم چوٹ کھا گئے۔" بلیک زیرو نے فلم رول جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ عورت اینڈریا ہی ہے اور باگوپ اس سے پہلے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اُسے چونکہ معلوم تھا کہ باگوپ میک اَپ کا ماہر ہے اس لئے ہوٹل والے اُسے پہچان نہیں سکے ہوں گے۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور دروازے سے نکلا ہو۔ بہر حال اینڈریا اس کے ہتھے چڑھ چکی تھی۔ اور اُسے یقین تھا کہ اس کے ذریعے وہ بآسانی باگوپ تک پہنچ سکتا ہے۔

چنانچہ اس نے اُسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر لادا اور پھر کمرے سے باہر نکل کر سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دارالحکومت کے سپیشل ملٹری ہسپتال کے ایک بڑے سے کمرے میں اس وقت موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ جبکہ اس کمرے میں ملک کے اعلیٰ ترین حکام موجود تھے۔

سر سلطان اور سر رحمان بھی اپنی اپنی کرسیوں پر سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔ سر سلطان کے چہرے پر شدید پریشانی اور غم کے آثار نمایاں تھے۔ جبکہ سر رحمان کا چہرہ تو سپاٹ تھا مگر آنکھوں میں پھیلی ہوئی سرخی بتا رہی تھی کہ وہ اندر ہی اندر کوئی صدمہ برداشت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

ڈاکٹر خاموشی سے چلتا ہوا سر سلطان کے قریب آیا اور پھر کہنے لگا۔

"مجھے افسوس ہے جناب۔ علی عمران کی حالت انتہائی نازک ہے۔ اُسے خطرناک دماغی ضرب پہنچی ہے۔ اس کے زندہ بچنے کا چانس صرف ایک فیصد ہے۔ اور اگر زندہ بچ بھی گیا تو یا تو ہمیشہ کے لئے اس کی یادداشت غائب ہو جائے گی یا پھر اس کا دماغ الٹ جائے گا۔" ڈاکٹر نے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

سر رحمان نے یہ سن کر سر جھکا لیا۔ مگر سر سلطان ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ڈاکٹر! اُسے کسی بھی صورت میں ٹھیک کر دو۔ وہ ہمارے ملک کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ ڈاکٹر یقین کرو۔ اگر اُسے کچھ ہو گیا تو یہ ملک ختم ہو جائے گا۔" سر سُلطان کی آواز پھٹ گئی تھی۔

"مجھے افسوس ہے سر سلطان! میں اس سلسلے میں آپ کو کوئی جھوٹی امید نہیں دلا سکتا۔ مریض کی حالت انتہائی نازک ہے۔ اس کے دماغ کا آپریشن کرنا پڑے گا۔ اور اس صورت میں بھی اس کے زندہ بچنے کے چانسز صرف ایک فیصد ہیں۔ اور طبّی نقطہ نظر سے اگر وہ بچ بھی گیا تب بھی وہی صورت پیش آ سکتی ہے جس کا ذکر میں نے ابھی کیا ہے۔ ہاں قدرت کا کوئی معجزہ ہو جائے تو دوسری بات ہے۔" ڈاکٹر نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا دنیا میں کوئی ایسا قابل ڈاکٹر نہیں ہے جو کچھ امید دلا سکے؟" سر سلطان نے دانت ہونٹوں پر جماتے ہوئے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ ڈاکٹر شوالا کو جرمنی سے بلا لیا جائے تو ہو سکتا ہے وہ امید دلا دے۔ وہ اس وقت دماغی امراض کا دنیا کا سب سے قابل ڈاکٹر ہے۔ اور اُس نے بعض اوقات ناممکن کو بھی ممکن کر دکھایا ہے۔ مگر اس کا یہاں فوری پہنچنا ضروری ہے۔ زیادہ سے زیادہ دس گھنٹے بعد مریض کا آپریشن ہو جانا ضروری ہے۔ اس کے بعد ایک لمحے کی دیر بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ مریض کا خیال رکھیں۔ میں ڈاکٹر شوالا کو فوری طور پر بلانے کا بندوبست کرتا ہوں۔" سر سلطان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ٹیلی فون کی طرف جھپٹے اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تقریباً دس منٹ تک بات کرنے کے بعد انہوں نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ڈاکٹر شوالا دس گھنٹوں کے اندر اندر یہاں پہنچ جائے گا۔" سر سلطان نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر جناب! ہم پوری کوشش کریں گے کہ مریض کی ان کے آنے تک حالت ٹھیک رہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر! کیا میں عمران کو دیکھ سکتا ہوں؟" سر رحمان نے جواب تک خاموش بیٹھے تھے اچانک ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اب کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اندر سے بُری طرح ٹوٹ چکے ہیں۔

"ہاں۔ آپ انہیں دیکھ سکتے ہیں۔ آیئے میرے ساتھ۔" ڈاکٹر نے کہا۔

پھر سر سلطان اور سر رحمان کو اپنے ہمراہ لیے وہ مختلف برآمدوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔

کمرے کے درمیاں میں آکسیجن ٹینٹ کے اندر عمران لیٹا ہوا تھا۔اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی آنکھیں کھول کر کوئی مزاحیہ فقرہ کسے گا۔

سر رحمان خاموشی سے ایک لمحے تک عمران کو دیکھتے رہے اور پھر انہوں نے منہ موڑ لیا۔ان کی آنکھوں سے دو آنسو ٹپک کر فرش پر گرے اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ سر سُلطان انہیں واپس جاتا دیکھتے رہے اور پھر انہوں نے بھی رومال نکال کر آنکھوں پر رکھ لیا۔ان کا دل غم سے پھٹا جا رہا تھا۔عمران کو اس حالت میں دیکھنے کا تو انہوں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔

"دوسرے زخمی کہاں ہیں؟" انہوں نے زند لمحوں تک خاموش رہنے کے بعد قریب کھڑے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ساتھ والے ہال میں ہیں۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"چلو میں انہیں بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔وہ بھی عمران سے کم قیمتی نہیں ہیں۔" سر سلطان نے کہا۔اور پھر وہ ڈاکٹر کے ہمراہ عمران کے کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہو گئے۔

یہاں سیکرٹ سروس کے ممبران بستروں پر زخمی پڑے تھے۔وہ بھی عمران کے ساتھ ہی زخمی ہوئے تھے مگر اب ان کی حالت خطرے سے باہر تھی۔

"انہیں خواب آور انجکشن لگائے گئے ہیں تاکہ یہ سکون میں رہیں۔" ڈاکٹر نے کہا۔

"ہوں۔ویسے ان کی حالت۔۔۔" سر سلطان نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔مگر یہ کم سے کم پندرہ بیس دن تک بستر سے نہیں اٹھ سکیں گے۔" ڈاکٹر نے سر سلطان کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔بہر حال ڈاکٹر! میں ایک بار پھر کہہ دوں کہ عمران کا خیال رکھنا۔" سر سلطان نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ہم اپنا فرض اچھی طرح سمجھتے ہیں۔" ڈاکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر سر سلطان واپس اُسی ہال میں آ گئے جہاں دیگر اعلیٰ حکام موجود تھے۔سر رحمان وہاں موجود نہ تھے۔

سر سلطان نے حکام کو صورتِ حال بتا کر انہیں جانے کے لیے کہا اور پھر ڈاکٹر کو عمران کی حفاظت کی ہدایت کرتے ہوئے وہ سب واپس چلے گئے۔

سر سلطان ہسپتال سے جا کر ایک لمحے کے لیے بھی اطمینان سے نہ بیٹھے۔وہ ٹیلی فون پر مسلسل بیٹھے رہے اور پھر جب انہیں اطلاع ملی کہ ڈاکٹر شوالا ایک سپیشل جہاز کے ذریعے اپنے ملک سے چل پڑے ہیں اور ایک گھنٹے کے اندر اندر ہسپتال پہنچ جائیں گے، تو انہوں نے اطمینان کی سانس لی اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر عمران کے متعلق ہی سوچنے لگے۔ان کا دل کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور کرم کرے گا اور عمران ٹھیک ہو جائے گا۔مگر ساتھ ہی انہیں ڈاکٹر کی بات یاد آ جاتی اور ان کا دل بیٹھ جاتا۔

ابھی وہ صوفے کی پشت پر سر رکھے عمران کے متعلق ہی سوچ رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔انہوں نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"غضب ہو گیا جناب۔" دوسری طرف سے ڈاکٹر کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی اور سر سلطان کے دماغ میں اندھیرا پھیلتا چلا گیا۔

"کک۔۔۔کک۔۔۔کیا ہوا؟" انہوں نے ڈوبتی ہوئی آواز میں بمشکل پوچھا۔

"عمران صاحب کمرے سے غائب ہیں۔ان کا بیڈ خالی پڑا ہے۔" ڈاکٹر نے بتایا اور سر سلطان کے ہاتھ سے رسیور چھوٹ کر نیچے گر پڑا۔ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔دماغ پر اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔عمران کی موت کے اندھیرے۔وہ تو اچھی طرح جانتے تھے کہ عمران کا اس حالت میں ہلنا بھی اس کی زندگی کے لیے خطرناک تھا۔اور اب تو وہ غائب تھا۔اب تو ایک فیصد چانس بھی باقی نہ رہا تھا جس کے سہارے سر سلطان اپنے دل کو تسلی دے رہے تھے۔

سر سلطان چند لمحے سکتے کے عالم میں بیٹھے رہے۔پھر ان کی گردن ڈھلک گئی اور شدید صدمہ کے باعث وہ بے ہوش ہو کر صوفے پر ہی گر گئے۔

ختم شد

ڈیتھ مشن

مظہر کلیم، ایم اے

باگوپ کے ذہن میں پتنگے ناچ رہے تھے۔ خون کا دباؤ درجہ کھولاؤ تک پہنچ گیا تھا۔اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کے اندر ایک بھٹی جل اُٹھی ہو۔ عمران سے نفرت کی بھٹی۔ عمران نے اسے جس طرح زک پہنچائی تھی اس نے اس کی دماغی کیفیت کو پاگل پن کے قریب پہنچا دیا تھا۔

باگوپ کو جرائم کی دنیا میں آئے ہوئے بیس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔اس نے آج تک جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا تھا اُسے ہمیشہ کامیابی ہوئی تھی کیونکہ وہ جہاں حد درجہ چُستی اور تیزی سے کام کرتا تھا وہاں وہ اپنا ذہن بھی استعمال کرنا جانتا تھا اس کے ساتھ ساتھ اس کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ اس کا اکیلا کام کرنا تھا۔اس نے کبھی اپنا گروپ نہیں بنایا تھا۔انتہائی ضرورت کے وقت وہ کرائے کے آدمی سے کام چلا لیتا اور پھر مومی میک اپ کے فن میں پوری دنیا میں اس کا کوئی مقابل نہیں تھا۔اس نے اس فن کو درجہ کمال تک پہنچا دیا تھا۔وہ ایک لمحے میں صرف اپنے چہرے پر موجود مومی میک اپ کو ہاتھوں سے چند تھپکیاں دے کر اپنے چہرے کی ساخت اس حد تک بدل لیتا تھا کہ اچھے سے اچھے نظر باز اسے نہیں پہچان سکتے تھے۔

وہ مجرموں کی بین الاقوامی تنظیم کی مجلس عاملہ کا رکن تھا۔اس نے دنیا کی مایہ ناز سیکرٹ سروسز کو ہمیشہ تگنی

کا ناچ نچایا تھا۔ مگر یہاں پاکیشیا میں جسے وہ انتہائی پسماندہ ملک سمجھتا تھا۔ جس کی سیکرٹ سروس کو وہ ذہنی طور پر احمقوں کا ٹولہ قرار دیتا تھا۔

یہاں اس کو دوبار زک پہنچائی گئی تھی۔ پہلی بار تو اس نے پرواہ نہ کی تھی مگر دوسری بار جب وزارتِ دفاع کے اسٹرانگ روم پر زبردست حملے کے بعد وہ فائل کی فلم حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو فلم میں اصل راز کی بجائے عمران کا پیغام پڑھ کر اس کو ذہنی طور پر زبردست دھچکا پہنچا تھا۔اور عمران کے خلاف اس کے جسم میں نفرت کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ عمران کو ایسا سبق دے گا کہ اس کی روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی۔

اس ملک میں آنے کے بعد اس نے درحقیقت اپنے مخصوص انداز میں کام ہی نہیں کیا تھا۔اس کا اصل کام تو اس فائل کے حصول کے بعد شروع ہونا تھا۔ مگر فائل کے حصول میں اسے جس انداز میں شکست اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا تھا اس سے اس کا ذہن کھول اٹھا تھا۔اور پھر اسی حالت میں اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب وہ اس ملک کو بتا دے گا کہ باگوپ دراصل کیا ہے۔

اُسے یقین تھا کہ جب وہ اس ملک سے اپنا مشن پورا کر کے واپس جائے گا تو اس ملک کی مائیں آئندہ چند صدیوں تک اپنے بچوں کو باگوپ کا نام لے لے کر ڈراتی رہیں گی۔

اس نے سب سے پہلے عمران سے نپٹنے کا فیصلہ کر کے اپنا میک اپ تبدیل کیا اور ایک مقامی آدمی کے روپ میں وہ اینڈریا کو اُسی ہوٹل میں ٹھہرنے کی ہدایت دے کر خود ہوٹل کے عقبی دروازے سے باہر آ گیا۔

ہوٹل سے باہر آ کر اس نے ایک ٹیکسی پکڑی اور پھر سید حامہاشیر کے پاس پہنچ گیا وہ اس سے تازہ ترین

معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چونکہ وہ مہاشیر سے پہلے مل چکا تھا اور اسے اس کے اڈے کا علم تھا اس لئے اس بار اُس نے اسے پہلے فون کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ مہاشیر کے دفتر کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ دستک کے جواب میں دروازہ کھلا تو مہاشیر کی سیکرٹری دروازے میں نظر آئی۔

"اسٹون ڈاگ"۔۔۔۔۔۔۔۔ باگوپ نے سرد لہجے میں سیکرٹری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ آپ۔۔۔۔ سیکرٹری ایک طویل سانس لیتے ہوئے ایک طرف ہٹ گئی اور باگوپ تیز تیز قدم اٹھاتا سید حامہاشیر کے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"فرمائیے۔۔۔۔؟"مہاشیر نے اس کے اندر داخل ہوتے ہی چونک کر پوچھا۔

"اسٹون ڈاگ۔۔۔۔ باگوپ نے اطمینان سے اس کے مقابل بیٹھتے ہوئے کہا۔اور مہاشیر بھی چونک پڑا۔

"اوہ۔۔۔۔آپ نے میک اپ کی تبدیلی میں کمال کر دیا ہے۔۔۔۔ اگر آپ یہ کوڈ نہ دہراتے تو میں قیامت تک آپ پر یقین نہ کر سکتا تھا۔ آپ ہر لحاظ سے ایک مقامی آدمی معلوم ہو رہے ہیں۔"۔۔۔۔مہاشیر نے تعریفی لہجے میں کہا۔

"میں یہاں باتیں کرنے نہیں آیا اس لئے فضول باتوں سے گریز کرو۔"۔۔۔۔ باگوپ کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"سوری سر۔۔۔۔آئی ایم ویری سوری"۔۔۔۔مہاشیر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے وزارتِ دفاع کے اسٹرانگ روم کے متعلق تازہ ترین معلومات چاہئیں۔۔۔۔۔۔۔ میرے حملے کے بعد اس پر کیا گزری ہے اور اس وقت کیا پوزیشن ہے۔۔۔۔؟ مجھے یہ پوری تفصیل بتلاؤ"۔۔۔۔۔۔ باگوپ کا لہجہ

بدستور سرد تھا۔

"یس سر۔۔۔ میرے پاس اس کی مکمل رپورٹ پہنچ چکی ہے۔۔۔ میں اس سلسلے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جو کام آج تک کسی سے نہیں ہو سکا وہ آپ نے کر دکھایا ہے۔۔۔ درحقیقت آپ نے ایک کارنامہ انجام دیا ہے"۔۔۔۔ مہاشیر نے کہا۔

"مہاشیر۔۔۔! تم پھر فضول باتوں میں الجھ گئے۔۔ کیا تمہارا مقصد ہے کہ اسٹرانگ روم پر حملہ کوئی عجیب وغریب کارنامہ ہے۔۔۔ حالانکہ میری نظر میں یہ ایک معمولی بات ہے"۔۔۔۔۔ باگوپ نے اندر ہی اندر کھولتے ہوئے کہا۔ اُسے دراصل یوں محسوس ہوا تھا کہ جیسے مہاشیر اس کی تعریف نہ کر رہا ہو بلکہ اس پر طنز کر رہا ہو کیونکہ فلم میں موجود عمران کا پیغام ابھی تک اس کی نظروں کے سامنے گھوم رہا تھا۔

"سوری سر۔۔۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ اسٹرانگ روم پر حملے کی بات نہیں بلکہ آپ نے سیکرٹ سروس کا جو حشر کیا ہے میں اس کی بات کر رہا تھا"۔۔۔۔۔ مہاشیر نے جواب دیا۔

"سیکرٹ سروس کا حشر۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ میں سمجھا نہیں۔۔۔ پوری تفصیل بتلاؤ"۔۔۔۔۔ باگوپ اس بار بُری طرح چونک پڑا۔ کیانکہ اس کے علم میں ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ جس سے وہ سمجھ سکے کہ وہ سیکرٹ سروس سے ٹکرایا ہے۔

"سر۔۔۔ اس عمارت میں رات کے وقت پوری سیکرٹ سروس موجود تھی۔۔۔ کمپاؤنڈ وال کے اڑنے سے وہ سب کے سب شدید زخمی ہوئے ہیں اور اس وقت وہ تمام ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ خاص طور اس ملک کا ھوا علی عمران تو کسی طور پر نہیں بچ سکتا اور علی عمران اس حالت تک پہنچانا آپ کا ایسا کارنامہ ہے کہ

جس پر جرائم کی دنیا ہمیشہ آپ پر فخر کرتی رہے گی"۔۔۔۔۔۔ مہاشیر نے کہا۔

اور مہاشیر کی بات سن کر باگوپ کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ دنیا کا سب سے بڑا احمق ہو۔۔۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے مہاشیر کو دیکھتا رہ گیا۔ اس کے تصور میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی کہ اس کے اسٹرانگ روم پر حملہ کی خبر سیکرٹ سروس تک پہنچ چکی ہو گی اور وہ لوگ اس کے حملے کی انتظار میں عمارت کے اندر موجود ہوں گے۔ یہ تو باگوپ کی خوش قسمتی تھی کہ اس نے حملے کا منفرد انداز اپنایا۔ اگر وہ تمام مجرموں کی طرح عمارت کے اندر داخل ہونے کا پروگرام بناتا تو یقیناً اس وقت سیکرٹ سروس کے قبضہ میں ہوتا۔

اس کا ذہن تیزی سے سوچنے میں مصروف تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسٹرانگ روم حملے کے بارے میں مہاشیر، اینڈریا اور خود۔۔۔ اس کے علاوہ چوتھے کسی آدمی کو علم نہیں تھا پھر یہ بات سیکرٹ سروس تک کیسے پہنچی۔۔۔ ظاہر ہے وہ خود تو بتانے سے رہا۔۔۔ اینڈریا کے متعلق بھی وہ ایسی بات نہیں سوچ سکتا تھا۔۔۔ اب رہ گیا مہاشیر تو مہاشیر کے متعلق بھی وہ ایک لمحے کے لیے ایسا سوچنے پر تیار نہیں تھا کیونکہ مہاشیر مجرموں کی بین الاقوامی کا خصوصی نمائندہ تھا اور اس کی زندگی اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ ہر لحاظ سے قابل اعتبار ہے۔ پھر آخر یہ راز سیکرٹ سروس تک کیسے پہچا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بلیک زیرو اور جوزف ابھر آئے جنہوں نے اسے سڑک پر روک لیا تھا۔

اس نے دانت بھینچ لیے کیونکہ اب یہ بات ثابت ہو چکی تھی کہ اس کے میک اپ کے تبدیل کرنے کے باوجود سیکرٹ سروس اس کے لمحہ لمحہ سے باخبر تھی۔ یہ ایک ایسا حیرت انگیز انکشاف تھا جس پر باگوپ بس پاگل ہوتے ہوتے بچا۔

"آپ کسی گہری سوچ میں پڑ گئے باس"۔۔۔۔۔۔ مہاشیر جو خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا آخر بول پڑا۔

"اوہ"۔۔۔۔ باگوپ نے چونکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ "دراصل میں سوچ رہا ہوں کہ میرے اسٹرانگ روم پر حملے کی خبر سیکرٹ سروس تک کیسے پہنچی۔ کیونکہ میرے اور تمہارے علاوہ اور کسی تیسرے فرد کو اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ پھر"۔۔۔۔۔۔ باگوپ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"آپ کی حیرت بجا ہے باس۔۔۔۔ گستاخی معاف۔۔۔۔۔ آپ نے شاید یہاں آنے سے پہلے یہاں کی سیکرٹ سروس کی کارکردگی کا ریکارڈ چیک نہیں کیا ورنہ آپ کو اس طرح حیرت نہ ہوتی۔۔۔۔ اس ملک کی سیکرٹ سروس۔۔۔۔۔ بس یوں سمجھیے جنوں اور بھوتوں کے ٹولے پر مشتمل ہے جسے خودبخود ہر بات کا علم ہو جاتا ہے اور جو چالاک سے چالاک اور عیار سے عیار مجرم کی گردن یوں پکڑ لیتا ہے جیسے وہ اس ملک میں آیا ہی گرفتاری کی غرض سے ہو۔۔۔۔ مجھے اس ملک میں کام کرتے ہوئے دس سال گزر چکے ہیں۔۔۔۔ میں نے تو آج تک یہاں سے کسی بھی بین الاقوامی مجرم کو کامیاب ہو کر نہیں جاتے دیکھا۔۔۔۔ البتہ آپ پہلے فرد ہیں جنہوں نے سیکرٹ سروس اور علی عمران کو ہسپتال تک اس حالت میں پہنچا دیا ہے۔۔۔۔ اس لئے تو میں آپ کے کارنامے کی تعریف کر رہا تھا"۔۔۔۔۔۔ مہاشیر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"علی عمران کے متعلق مجھے یہی معلوم تھا کہ وہ ایک چالاک اور عیار آدمی ہے جس نے اپنے آپ پر معصومیت اور حماقت کا خول چڑھایا ہوا ہے۔ مگر تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہے۔۔۔ کیا وہ سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے"۔۔۔۔۔؟ باگوپ نے کہا۔

"وہ سیکرٹ سروس کا سربراہ نہیں ہے اور نہ ہی سیکرٹ سروس کا ممبر ہے۔۔۔۔ البتہ وہ سیکرٹ سروس کے

سربراہ ایکسٹو کے لیے کام ضرور کرتا ہے۔۔۔۔ بس یوں سمجھیے وہ ایک عجوب روزگار شخص ہے۔ اس نے بڑے بڑے جفادری مجرموں کی گردنیں توڑی ہیں اور آج تک جتنے بھی مجرم اس سے ٹکرائے ہیں بس اس کی موت کی حسرت لیے انجام کو پہنچ گئے ہیں۔"مہاشیر نے جواب دیا۔

"تم اس کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہے ہو۔۔۔۔ کیا تم واقعی اس سے اس حد تک متاثر ہو"۔۔۔۔؟ باگوپ کا لہجہ یکدم سرد ہو گیا۔

"معافی چاہتا ہوں باس۔۔۔۔ یہ خالی خولی بات نہیں اٹل حقیقت ہے اور اس ملک میں کام کرتے ہوئے آپ کو جلد یا بدیر بہر حال اس حقیقت کا اعتراف کرنا ہی پڑے گا۔۔۔۔ شرط یہ کہ اگر علی عمران مر نہ گیا تو"۔۔۔۔۔ مہاشیر نے جواب دیا۔

"تم کہہ رہے تھے کہ عمران ہسپتال میں ہے اور اس کا بچنا محال ہے"۔۔۔۔۔ باگوپ نے کہا۔

"باس۔۔۔۔ بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔۔۔۔۔ مگر اس شخص کے متعلق کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔۔ اس کے سلسلے میں سب کچھ ہی ممکن ہے"۔۔۔۔ مہاشیر نے جواب دیا۔

"مجھے پوری تفصیل بتلاؤ"۔۔۔۔ باگوپ نے پوچھا۔

"اور مہاشیر نے اسے تفصیل سے بتلایا کہ کس طرح عمران کو شدید ذہنی چوٹ پہنچی ہے سپیشل ملٹری ہسپتال میں پڑا ہے اور اس کے دماغی آپریشن کے لیے جرمنی ڈاکٹر شوالا خصوصی طیارے پر آ رہا ہے"۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ڈاکٹر شوالا یہاں کس وقت تک پہنچ جائے گا۔۔۔۔؟ باگوپ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔وہ ایک چارٹرڈ طیارے سے آرہا ہے۔۔۔اور زیادہ سے زیادہ پانچ گھنٹوں میں یہاں پہنچ جائے گا"۔۔۔مہاشیر نے جواب دیا۔

"کافی وقفہ ہے۔"۔۔۔باگوپ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

پھر چند لمحوں تک کمرے میں خاموشی طاری رہی۔

"ڈاکٹر شوالا کی بجائے عمران کا آپریشن میں خود کروں گا"۔۔۔باگوپ نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

اور مہاشیر اس کی بات سن کر اُسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب۔۔کیا آپ ڈاکٹر شوالا کی جگہ لینے کا پروگرام بنا رہے ہیں"۔۔۔؟مہاشیر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں"۔۔۔۔باگوپ نے جواب دیا۔

"ایسا ہونا ناممکن ہے۔۔۔ڈاکٹر شوالا ایک خصوصی طیارے سے آرہا ہے۔اس کے ہمراہ جرمنی میں اس ملک کا سفیر بھی ہے۔۔۔۔ ان کا طیارہ کسی نامعلوم فوجی ہوائی اڈے پر اترے گا اور وہاں سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہ براہِ راست ہسپتال پہنچے گا اور اس کے ہسپتال پہنچتے ہی آپریشن شروع ہو جائے گا۔۔ اب آپ سوچیئے کہ آپ کس طرح ڈاکٹر شوالا کی جگہ لے سکیں گے"۔۔۔مہاشیر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اس لحاظ سے تو واقعی ناممکن ہے۔۔۔مگر اس کے لیے دوسری صورت موجود ہے۔۔۔ڈاکٹر شوالا کی بجائے عمران کو ہسپتال سے اغوا کر لیا جائے"۔۔۔باگوپ نے کہا۔

"مگر عمران کی حالت انتہائی نازک ہے۔وہ آکسیجن ٹینٹ میں پڑا ہے اور ڈاکٹر کے مطابق اس کا ہلنا بھی اس کی ہلاکت کا باعث ہو سکتا ہے۔۔۔اور دوسری بات آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ہسپتال کی کس طرح کڑی نگرانی کی جارہی ہو گی"۔۔۔مہاشیر نے جواب دیا۔

"وہ سب ٹھیک ہے۔۔۔۔بہر حال میرا نام بھی باگوپ ہے۔۔۔عمران جسے تم ھوا بنائے بیٹھے ہو، کا انجام میرے ہاتھوں ہی ہو گا۔۔۔اگر اغوا کے دوران وہ مر گیا تب بھی ٹھیک اور اگر نہ مرا تو تم دیکھنا کہ باگوپ کے ہاتھوں میں آکر اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔۔۔میں نے ایک منصوبہ بنا لیا ہے اور میں اس پر ضرور عمل کروں گا"۔۔۔باگوپ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔۔میرے لیے کیا حکم ہے"۔۔۔؟مہاشیر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔وہ بھلا اس کے علاوہ اسے اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

"مجھے ہیڈ کوارٹر کے لیے ایک کوٹھی۔۔۔دو کاریں۔۔۔اور دس ایسے آدمی چاہئیں جو انتہائی ہوشیار۔۔۔لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر اور انتہائی قابل اعتماد ہوں۔۔۔میں اب باقاعدہ کام کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔باگوپ نے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی باس۔۔۔مہاشیر نے کہا اور پھر اس نے دروازہ کھول کر ایک چابی نکالی اور باگوپ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ کوٹھی کی چابی لیجیے۔۔۔یہ کوٹھی آپ کے مطلب کے لیے انتہائی مناسب رہے گی۔۔۔یونٹ کالونی کوٹھی نمبر بارہ۔۔۔۔ اس میں تہہ خانے بھی موجود ہیں اور باہر نکلنے کے لیے خفیہ راستے بھی۔۔۔اس کا

تفصیلی نقشہ آپ کو ڈرائنگ روم کی میز پر رکھا ہوا مل جائے گا۔۔۔ باقی کاریں اور آدمی آپ کے پاس دو گھنٹے کے اندر پہنچ جائیں گے۔"

"آدمی کام کے ہونے چاہئیں۔۔۔ ورنہ میں ان کی موت کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔۔۔ میں اس سلسلے میں سخت اصولوں کا پابند ہوں"۔۔۔ باگوپ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔۔۔ مہاشیر اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اس کے علاوہ جس چیز کی بھی جس وقت بھی ضرورت ہو۔۔۔ آپ مجھے ہر لمحہ مستعد پائیں گے"۔۔۔ مہاشیر نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"بہت خوب۔۔۔ میں اس بار مجلس عامہ کے اجلاس میں تمہاری کارکردگی کی تعریف کروں گا۔"۔۔۔ باگوپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ باس"۔۔۔ مہاشیر نے کہا۔

اور پھر باگوپ اس سے ہاتھ ملا کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سُرخ رنگ کی کار تیزی سے موڑ پر سے گھومتی ہوئی سپیشل ملٹری ہسپتال کی عمارت کی عقبی سڑک پر آئی اور پھر دیوار کے ساتھ آکر رک گئی۔

کار میں دو افراد سوار تھے جن میں سے ایک نے سُرخ رنگ کی بُوشرٹ پہنی ہوئی تھی جبکہ دوسرے کے جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس تھا۔ سُرخ رنگ کی بُوشرٹ والا ڈرائیونگ کر رہا تھا اور دوسرا پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا

تھا۔ کار رکتے ہی سُرخ بُوشرٹ والا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور پھر اس نے کار کا بونٹ اٹھا کر انجن کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات تھے جیسے وہ کار کی خرابی کو سمجھ نہ پا رہا ہو۔

عمارت کی عقبی دیوار کے ساتھ ایک فوجی سپاہی کاندھے سے مشین گن لٹکائے خاموش کھڑا تھا۔ کار کے رکتے ہی وہ چونکا۔ چند لمحے خاموش کھڑا دیکھتا رہا پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف بڑھنے لگا۔

"کیا بات ہے۔۔۔ کیا ہو گیا ہے کار کو۔۔۔؟" سپاہی نے قدرے سخت لہجے میں سُرخ بُوشرٹ والے سے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔۔۔ چلتے چلتے انجن بند ہو گیا ہے"۔۔۔ سرخ بوشرٹ والے نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اسے جلدی ٹھیک کر کے یہاں سے چل دو۔۔۔ یہاں رُکنا منع ہے"۔۔۔ سپاہی نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ سرخ بوشرٹ والا سپاہی کو کوئی جواب دیتا پچھلی نشست پر بیٹھا ہوا چست لباس میں ملبوس شخص نیچے اتر آیا۔

سپاہی نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ کار چلانے والے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"جناب۔۔۔ اگر آپ کار کے بارے میں کچھ جانتے ہوں تو۔۔۔" چست لباس والے نے سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔۔۔ مجھے معلوم نہیں۔۔۔ بہر حال تم گاڑی یہاں سے جلدی لے جاؤ۔۔۔ چاہے دھکے مار کر لے

جاؤ یا چلا کر"۔۔۔۔ سپاہی نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا جناب اچھا۔۔۔۔ میں نے سُن لیا ہے"۔۔۔۔ سرخ بوشرٹ والے نے اس بار جھنجلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور سپاہی اسے گھورتا ہوا واپس مڑ گیا۔

جیسے ہی سپاہی کی پشت کار کی طرف ہوئی چست لباس والا تیزی سے اچھلا اس کا ایک پیر کار کے کھلے دروازے پر پڑا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر دیوار پر چڑھ گیا۔ ایک لمحے کے لیے وہ دیوار پر نظر آیا دوسرے لمحے وہ غائب ہو چکا تھا۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی اور پھرتی سے ہوا کہ سپاہی کو احساس تک نہ ہو سکا۔

دوسرے آدمی کے اندر کودتے ہی سرخ بوشرٹ والے نے پھرتی سے بونٹ بند کیا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے کار کا انجن سٹارٹ کر دیا۔

سپاہی نے کار کے انجن سٹارٹ ہونے کی آواز سنی تو وہ چونک کر مڑا۔ مگر اسی لمحے کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح اس کے پاس سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی اور چند لمحوں میں وہ موڑ مڑ کر اس کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ سپاہی غریب کو اس بات کے چیک کرنے کا موقع ہی نہ ملا کہ پچھلی نشست پر موجود آدمی جب کار میں موجود نہیں ہے تو کہاں پہنچ گیا۔ وہ اسی طرح اطمینان سے مشین گن کندھے سے لٹکائے پہرہ دینے میں مصروف ہو گیا۔

چست لباس والا ایک ہلکے سے دھماکے سے دیوار پر ہاتھ رکھ کر نیچے کود گیا اور پھر اسی لمحے وہ دیوار کے ساتھ ساتھ گھنی جھاڑیوں میں دبک گیا۔

ہسپتال کی عمارت سامنے نظر آ رہی تھی۔ اس کی تیز نظر نے اس عمارت کا بھرپور جائزہ لیا۔ عمارت کی پشت کی طرف چونکہ کمروں کی صرف کھڑکیاں ہی تھیں اس لیے اس طرف کوئی محافظ یا نگران موجود نہیں تھا۔

چست لباس والا جھاڑی سے نکل کر سانپ کی طرح رینگتا ہوا تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمارت کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لیے رکا اور پھر وہ ایک پائپ کے قریب پہنچ گیا جو چھت تک چلا گیا تھا۔ اور دوسری منزل کی ایک کھڑکی کے قریب سے گزرتا تھا۔ چست لباس والے نے ایک لمحے کے لیے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر وہ بندر کی طرح اچک کر پائپ پر چڑھنے لگا۔ اس کی رفتار انتہائی تیز تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی تمام عمر انہی پائپوں پر چڑھتے گزر گئی ہو۔

چند ہی لمحوں میں وہ اس کھڑکی کے قریب پہنچ گیا۔ کھڑکی کا فریم لوہے کا تھا اور اس میں شیشے جڑے ہوئے تھے جن کے اندر کی طرف نیلے رنگ کے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ کھڑکی کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا۔

چست لباس والا ایک لمحے کے لیے کھڑکی کے قریب رکا اور پھر اس نے ایک پیر کھڑکی کے فریم پر رکھا اور بلی کی طرح کھڑکی کے فریم اور پردے کے درمیان دبک گیا۔ چند لمحوں تک وہ آہٹ لیتا رہا مگر کمرے میں کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ اس نے آہستہ سے پردہ ہٹایا اور کمرے میں ایک لمحے کے لیے جھانکنے کے بعد وہ کھڑکی سے اندر اتر گیا کمرے کے درمیان میں آکسیجن ٹینٹ کے اندر عمران بے حس و حرکت لیٹا ہوا تھا۔ چُست لباس والا دبے قدموں آگے بڑھتا چلا گیا۔

پھر جیسے ہی وہ عمران کے بیڈ کے قریب پہنچا اچانک اسے آواز سے باہر کسی کی آہٹ محسوس ہوئی وہ انتہائی تیزی سے پلنگ کی پچھلی طرف دبک گیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نرس اندر داخل ہوئی۔ اس نے ایک لمحے کے لیے کمرے پر طائرانہ نظر ڈالی اور پھر عمران کو دیکھ کر وہ واپس مڑ گئی۔ دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔

جب نرس کے قدموں کی آواز دور چلی گئی تو چُست لباس والا اوٹ سے باہر آیا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے بغور عمران کو دیکھا اور پھر اس نے تیزی سے اپنی جیکٹ کے بٹن کھولنے شروع کر دیئے۔ جیکٹ کے اندر سینے کے ساتھ ایک ایک چھوٹا سا آلہ ٹیپ کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ اس نے وہ آلہ کھولا اور اس آلے کے ساتھ چھوٹی سی نلکی تھی جس کے پیچھے ایک غبارہ سا لٹکا ہوا تھا۔

چُست لباس والے نے نلکی کے ایک بٹن کو ذرا سا گھمایا تو غبارہ پھولنے لگا۔ جب غبارہ کافی حد تک پھول گیا تو اس نے آکسیجن ٹینٹ کا بٹن آف کر دیا اور ٹینٹ کو تیزی سے ہٹا کر اس نے اس آلے کو عمران کی ناک کے ساتھ لگا کر اس کے سر کے گرد تسمے کس دیئے۔ آکسیجن ٹینٹ کا بٹن آف ہونے سے عمران کے چہرے پر ہلکی سی نیلاہٹ دوڑنے لگی تھی مگر وہ آلہ ناک کے ساتھ لگتے ہی اس کا رنگ دوبارہ نکھرنے لگا۔

آلے کو اچھی طرح باندھنے کے بعد اس نوجوان نے عمران کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر فرش پر رکھ دیا۔ پھر بستر کی چادر اٹھا کر اُسے نیچے بچھایا اور عمران کو اس کے اوپر لٹا کر چادر کو یوں باندھنے لگا جیسے گٹھڑی باندھی جاتی ہے۔ اس کے ہاتھ انتہائی پھرتی سے چل رہے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ عمران کو گٹھڑی کی صورت باندھنے میں کامیاب ہو گیا اس نے اس گٹھڑی کو اٹھا کر کمر پر باندھا اور اپنی گردن کے ساتھ اچھی طرح اس کے سرے باندھ لیے۔

اور پھر تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے کھڑکی کے دونوں پٹ کھول دیئے اور پھر

کھڑکی پر چڑھ گیا۔ اس نے ایک نظر باہر ڈالی اور دوسرے لمحے پائپ پکڑے انتہائی تیزی سے نیچے کھسکتا چلا گیا۔

عمران گٹھڑی کی صورت میں اس کی کمر پر بندھا ہوا تھا گو عمران کا وزن کافی تھا مگر اس چُست لباس والے کے چہرے سے قطعی محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کوئی وزن اٹھائے ہوئے ہے۔

زیادہ سے زیادہ دس سیکنڈ میں وہ پائپ پر سے کھسکتا ہوا عمران سمیت زمین پر پہنچ گیا۔ زمین پر پہنچتے ہی وہ انتہائی تیزی سے دوبارہ اسی دیوار کی طرف بھاگنے لگا جدھر سے اتر کر وہ اندر داخل ہوا تھا۔

دیوار کے قریب پہنچ کر وہ جھاڑیوں میں دبک گیا۔ اور پھر اس نے دیوار کو ذرا سا کھٹکھٹایا تھا اُسی لمحے دوسری طرف سے کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی۔

نوجوان نے جیب سے رسی کا گچھا نکالا۔ اس کے ایک سرے پر ہک لگا ہوا تھا اس نے وہ ہک دیوار کے اوپر پھینک دیا۔ رسی کو زور سے جھٹکا دیا۔ ہک دیوار کی دوسری طرف کی دیوار میں پھنس گیا تھا۔ اور رسی تن سی گئی تھی۔ نوجوان نے رسی کو ہلکا سا جھٹکا دیا اور پھر وہ اس رسی کے سہارے دیوار پر چڑھتا چلا گیا۔

دیوار پر پہنچ کر اس نے دوسری طرف جھانکا تو دیوار کے ساتھ ہی وہی سُرخ رنگ کی کار موجود تھی۔ اس کا دروازہ کھل کر دیوار کے ساتھ ٹکا ہوا تھا۔ نوجوان عمران کو کمر پر لادے دروازے پر پیر رکھتا پھرتی سے نیچے اتر آیا۔ اور پھر عمران کو لیے پچھلی نشست پر گھستا چلا گیا۔ سرخ بوشرٹ والا ڈرائیونگ سیٹ کے دروازے کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے پھرتی سے دروازہ بند کیا اور پھر سٹیئرنگ پر بیٹھ گیا۔

"سپاہی کہاں ہے"۔۔۔۔۔؟ چُست لباس والے نے عمران کو کمر سے کھول کر پچھلی نشستوں کے درمیان

آرام سے لٹاتے ہوئے پوچھا۔

"بے ہوش پڑا ہے"۔۔۔۔۔ سرخ بوشرٹ والے نے جواب دیا۔اس کے ساتھ ہی اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

چُست لباس والے نے شیشے کے باہر نظر ڈالی تو اسے کار کی آڑ میں دیوار کی جڑ کے ساتھ سپاہی لیٹا ہوا نظر آگیا۔اس کی مشین گن غائب تھی۔

کار تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

"اس کی مشین گن لے لی"۔۔۔۔؟ چست لباس والے نے سوال کیا۔

"یس باس۔۔۔۔ میرے پاس سیٹ پر پڑی ہوئی ہے"۔۔۔۔۔ سرخ بوشرٹ والے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔۔۔اب تیزی سے ہیڈکوارٹر چلو"۔۔۔۔ چست لباس والے نے جو باس تھا اسے حکم دیتے ہوئے کہا اور کار تیز رفتاری سے ایک موڑ کاٹتی ہوئی مین روڈ پر پہنچ گئی۔اس کا رُخ مضافات میں بنی ہوئی یونٹ کالونی کی طرف تھا۔

☆☆☆

بلیک زیرو بیہوش اینڈریا کو کاندھے پر اٹھائے ہوٹل کے کمرے سے باہر نکلا اور پھر اس نے جان بوجھ کر ہال کا راستہ اپنانے کی بجائے عقبی راستے کا سہارا لیا اور کافی تیز جلدی سے سیڑھیاں اتر کر وہ اس دروازے تک پہنچ گیا جس پر ایمرجنسی لکھا ہوا تھا۔اس نے ہاتھ سے دروازے کا بولٹ کھولا اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ

گیا۔اب وہ ایک چھوٹی سڑک پر موجود تھا۔

اس نے اینڈریا کو ایک طرف لٹایا اور خود سڑک کے کنارے کھڑا ہو گیا چند لمحوں بعد ایک خالی ٹیکسی اسے آتی دکھائی دی۔اس نے ہاتھ دے کر اسے روکا اور پھر اینڈریا کو ٹیکسی کی پچھلی نشست پر لٹا دیا۔

"کیا ہوا جناب"۔۔۔۔؟ ڈرائیور نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"یہ میری بیوی ہے۔۔۔۔اسے اکثر بے ہوشی کے دورے پڑ جاتے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا ہسپتال لے چلوں"۔۔۔۔۔؟ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں سالار روڈ پر لے چلو۔۔۔وہاں ایک لیڈی ڈاکٹر کو دکھانا ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ جب ٹیکسی سالار روڈ پر پہنچی تو بلیک زیرو نے دانش منزل سے تھوڑے فاصلے پر اسے روک دیا اور پھر ایک نوٹ ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھتا ہوا باہر نکل آیا۔اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور اینڈرا کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔اور مڑ کر ایک اور عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی۔

جب ٹیکسی ایک موڑ گھوم گئی تو بلیک زیرو تیزی سے پلٹا اور پھر دوڑتا ہوا دانش منزل کے دروازے پر پہنچ گیا۔

اس نے چابی نکال کر آٹومیٹک لاک کھولا اور پھر اینڈریا کو لیے اندر داخل ہو گیا۔

اینڈریا کو اس نے قیدیوں کے لیے مخصوص کمرے میں صوفے پر لٹا دیا اور پھر دروازہ بند کرتا ہوا آپریشن روم

کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی فکر تھی جو عمارت کی تباہی کے وقت اندر تھے۔ آپریشن روم میں آکر اس نے ٹیلیفون کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر سر سلطان کے نمبر گھمانے لگا۔

جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا مگر دوسری طرف سے سر سلطان کا پی اے بول رہا تھا۔

"یس۔۔۔ پی اے سیکرٹری وزارتِ خارجہ"۔۔۔ پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو اسپیکنگ۔۔۔ سر سلطان سے بات کراؤ"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر سلطان سپیشل ملٹری ہسپتال میں ہیں۔ آپ وہاں رنگ کر لیں۔ نمبر الیون زیرو۔"پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور کریڈل دبا کر رابطہ منقطع کر دیا مگر پی اے کی بات سن کر اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے تھے۔ کیونکہ سر سلطان کی ہسپتال میں موجودگی اس بات کی دلیل تھی کہ کوئی خاص واقعہ پیش آگیا ہے۔

چند لمحوں تک خاموش رہ کر اس نے اپنی ذہنی کیفیت پر قابو پایا اور پھر ہسپتال کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس سپیشل ملٹری ہسپتال"۔۔۔ دوسری طرف سے ہسپتال ایکسچینج کے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو سپیکنگ۔۔۔ سر سلطان سیکرٹری وزارتِ خارجہ سے بات کراؤ"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوکے سر۔۔۔ ون سیکنڈ ہولڈ کیجیے"۔۔۔ آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔۔۔

بلیک زیرو خاموش رہا مگر وہ لاشعوری طور پر اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹ رہا تھا۔ چند سیکنڈ بعد دوسری طرف سر سلطان کی آواز ابھری۔

"یس۔۔۔ سر سلطان سپیکنگ"۔

"بلیک زیرو سپیکنگ سر"۔۔۔ بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ بیٹے طاہر۔۔ غضب ہو گیا۔۔ عمران کی حالت بیحد نازک ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی پریشان کن لہجے میں کہا۔ ان کی آواز بھرائی ہوئی اور گلوگیر تھی۔

"کک۔۔ کیا ہوا سر"۔۔۔؟ بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔

"عمران کو اندرونی دماغی چوٹ لگی ہے۔۔ اس کی حالت شدید نازک ہے اس کے دماغ کا آپریشن ہو گا۔۔ ڈاکٹروں کا فیصلہ ہے کہ ننانوے فیصد عمران کے بچنے کی امید نہیں ہے۔ اگر وہ بچ بھی گیا تو اس کی یادداشت غائب ہو جائے گی یا پھر دماغ الٹ سکتا ہے" ۔۔۔ سر سلطان کی آواز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے آپ کو بمشکل دھاڑیں مار مار کر رونے سے روک رہے ہیں۔

"اوہ۔۔ یہ بہت برا ہوا سر۔۔ خدا کے لیے کچھ کیجیے۔۔۔ عمران صاحب کی زندگی بے حد قیمتی ہے"۔۔۔ طاہر کی اپنی آواز پھٹ گئی تھی۔

ہاں بیٹے۔۔۔ میں سمجھتا ہوں۔۔۔ ہم نے دماغی آپریشن کے مشہور جرمن ڈاکٹر شوالا کو آپریشن کے لیے بلایا ہے۔ وہ چند گھنٹوں تک پہنچ جائے گا۔۔۔ ہو سکتا ہے اس کی مہارت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ

جائے"۔۔۔ سر سلطان نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ میں آجاؤں سر۔۔۔ عمران صاحب کو دیکھنے"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"دیکھنے سے کیا فائدہ۔۔۔ اس کی صحت کے لئے دعا کرو اوران مجرموں کا کھوج لگاؤ جن کی وجہ سے عمران اس حالت تک پہنچا ہے۔۔۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بھی ہسپتال میں ہیں مگران کی حالت خطرے سے باہر ہے"۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔۔۔ مگر آپریشن کے وقت میں ضرور وہاں آؤں گا۔ آپ مجھے ضرور اطلاع دیں۔ مہربانی ہو گی"۔۔۔ بلیک زیرو نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا۔۔۔ میں اطلاع دے دونگا۔۔۔ بس دعا کرو"۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

بلیک زیرو نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی اس کا دماغ کسی بم کی طرح پھٹ جائے گا۔ وہ اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کی شدید جدوجہد کر رہا تھا۔ ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اٹھ کر دیوار سے سر کو ٹکرا دے۔ اتنے زور سے ٹکرائے کہ اس کے سر کے پرخچے اڑ جائیں مگر وہ اپنے جذبات اور ذہنی اُبال کو قابو میں رکھنے کی سر توڑ کوشش کر رہا تھا۔

آہستہ آہستہ اس کے حواس بجا ہو گئے۔ اس نے سوچا کہ جذباتی پن سے نہ ہی عمران کی زندگی بچ سکتی ہے اور نہ ہی عمران کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ عمران ناقابل شکست ہے۔ وہ موت سے بھی

شکست قبول نہیں کرے گا اور آخر کار صحت یاب ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں باگوپ کا خیال آگیا جس کی وجہ سے عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبر اس حال تک پہنچے تھے۔

اس کے ذہن میں باگوپ کے خلاف ایک آگ بھڑک اٹھی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور تقریباً دوڑتا ہوا وہ آپریشن روم سے نکلا اور اس کمرے کی طرف جانے لگا جس میں اینڈریا قید تھی۔ اُسے خیال آگیا کہ اینڈریا اب تک ہوش میں آچکی ہو گی اور فی الحال باگوپ تک پہنچنے کے لیے اینڈریا سے زیادہ اچھا کلیو اور نہیں مل سکتا۔ اس لئے کمرے کا دروازہ کھولنے تک وہ دل ہی دل میں فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ اینڈریا سے سب کچھ اگلوا لے گا چاہے اس کے لئے اسے کسی بھی حد تک کیوں نہ جانا پڑے۔

اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا اس کی توقع کے عین مطابق اینڈریا ہوش میں آچکی تھی اور سامنے دیوار کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی نظریں دروازے پر لگی ہوئی تھیں۔

بلیک زیرو نے بڑے اطمینان سے دروازہ بند کیا اور پھر ایک مخصوص بٹن دبا دیا اب یہ دروازہ اینڈریا سے کسی بھی حالت میں نہیں کھل سکتا تھا۔

بلیک زیرو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اینڈریا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اینڈریا بظاہر بڑے اطمینان سے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی مگر اس کی آنکھوں سے جارحانہ پن نمایاں تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی جنگلی بلی اپنے شکار پر جھپٹنے کے لئے دبکی بیٹھی ہو۔

اینڈریا سے دو قدم کے فاصلے پر بلیک زیرو رک گیا۔

"تمہیں ہوش آگیا اینڈریا"۔۔۔؟ بلیک زیرو کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مگر میں اینڈریا نہیں ہوں"۔۔۔اینڈریا نے بھی سرد لہجے میں جواب دیا۔

"اس فلم کی موجودگی میں تمہیں جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔بلیک زیرو نے کہا اور پھر جیب سے وہی فلم نکال کر اس کی طرف پھینک دی جس پر عمران کا پیغام موجود تھا اور جو اسے ہوٹل کے کمرے کے پلنگ کے نیچے سے ملی تھی۔

اینڈریا نے چونک کر فلم کو دیکھا اور پھر سر جھٹک کر خاموش ہو گئی۔البتہ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات ابھرنے لگے تھے۔

"اب بولو۔۔۔کیا تم اینڈریا نہیں ہو"۔۔۔۔؟بلیک زیرو زہریلے لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔

اینڈریا خاموش رہی۔اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"دیکھو اینڈریا مجھے باگوپ کا پتہ چاہیے۔۔۔میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ میں ہر قیمت پر باگوپ کا پتہ تم سے پوچھ کر جاؤں گا چاہے اس کے لیے مجھے کسی بھی حد تک کیوں نہ جانا پڑے"۔۔۔بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مگر تم کون ہو۔۔۔اور کیوں باگوپ کا پتہ چلانا چاہتے ہو"۔۔۔۔؟اینڈریا نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"میں جو کوئی بھی ہوں تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے۔تم میرے سوالوں کا جواب دو"۔۔۔بلیک زیرو نے کہا۔

"تم جو بھی چاہے کر لو۔۔۔میں اس وقت تک تمہارے کسی بھی سوال کا جواب نہیں دوں گی جب تک تم اپنا

تفصیلی تعارف نہیں کراؤ گے"۔۔۔اینڈریا نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔جب تم اپنی شامت کو خود آواز دے رہی ہو تو کوئی کیا کر سکتا ہے"۔۔۔بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کر پاتا اینڈریا بھوکی شیرنی کی طرح اچانک جھپٹ پڑی۔اس نے بلیک زیرو پر کراٹے کا خطرناک وار کرنے کی کوشش کی۔مگر بلیک زیرو پہلے سے ہی چوکنا تھا۔اس لئے وہ پھرتی سے ایک طرف ہٹا اور اس کی لات پوری قوت سے اینڈریا کے پہلو پر پڑی اور وہ چیخ مار کر سامنے کی دیوار سے جا ٹکرائی۔

بلیک زیرو جانتا تھا کہ اتنی بھرپور لات کھانے کے بعد اُسے اٹھنے کے لیے کم از کم دس پندرہ سیکنڈ ضرور چاہئیں اس لیے وہ تیزی سے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ کی طرف مڑا۔مگر اینڈریا اس کی توقع سے زیادہ جاندار ثابت ہوئی۔

ابھی بلیک زیرو سوئچ بورڈ کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اس کی کمر پر ایک بھرپور لات لگی اور وہ اچھل کر منہ کے بل دیوار سے جا ٹکرایا۔اس نے پھرتی سے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر لئے تھے اس لیئے اس کا چہرہ بچ گیا ورنہ جتنی قوت سے وہ دیوار کے ساتھ ٹکرایا تھا اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا۔

بلیک زیرو دیوار سے ٹکراتے ہی بجلی کی سی تیزی سے مڑا مگر اسی لمحے اس کی پسلیوں پر اینڈریا کی داہنی ہتھیلی پڑی اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی دو چار پسلیاں تڑخ گئی ہوں۔وہ بے اختیار نیچے جھک گیا اور پھر اس کی گردن پر ہتھیلی کی ایک اور ضرب پڑی اور وہ منہ کے بل قالین پر گرتا چلا گیا۔

اس کے گرتے ہی اینڈریا اچھل کر دروازے کی طرف بھاگی اور جنون کے عالم میں اُسے کھولنے کے لیے زور

لگانے لگی۔ مگر دروازہ کھولنا ظاہر ہے اس کے بس سے باہر تھا۔

اسی اثنا میں بلیک زیرو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اس نے دانت ہونٹوں پر جمار کھے تھے۔

"بے سود کوشش کر رہی ہو۔۔۔ دروازہ تم سے نہیں کھلے گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

اس کی آواز سن کر اینڈریا بجلی کی سی تیزی سے مڑی اور پھر بلیک زیرو کو سامنے دیکھ کر وہ جوڈو کے سے انداز میں دونوں ہتھیلیاں آگے بڑھا کر کھڑی ہو گئی۔

"تم مجھ سے لڑائی میں نہیں جیت سکتے۔۔۔ میں مارشل آرٹ کی چیمپئن ہوں"۔۔۔ اینڈریا نے طنزیہ لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے تم صحیح کہہ رہی ہو۔۔۔ مگر مجھ سے مقابلے کے بعد تم اپنی چمپئن شپ کا فیصلہ کرنا"۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ قدم بقدم آگے بڑھنے لگا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے پہلوؤں کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے اور انداز میں لاپرواہی کا عنصر نمایاں تھا۔

اینڈریا کے دونوں ہاتھ تیزی سے اوپر نیچے ہونے لگے اور اس کے انداز میں بے چینی جھلکنے لگی۔

جیسے ہی بلیک زیرو اس سے دو قدموں کے فاصلے پر پہنچا اینڈریا نے اچانک اچھل کر اس پر دائیں ہتھیلی کا وار کیا۔ بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے بائیں طرف ہٹا اور اسی لمحے اینڈریا کی بائیں لات گھومی۔ بلیک زیرو براہِ راست اس کی لات کی زد میں تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ اینڈریا کی لات بلیک زیرو کے جسم کو چھوتی بلیک زیرو ایک جھٹکے سے پشت کے بل قالین پر گر گیا اور اس کی لات پوری قوت سے اینڈریا کے جسم کے نازک حصے پر

پڑی اور اینڈریا کربیہہ انداز میں چیخ کر منہ کے بل بلیک زیرو پر گری۔ بلیک زیرو تیزی سے کروٹ بدل گیا اور پھر وہ یوں اٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے قالین میں سپرنگ لگے ہوئے ہوں۔

اینڈریا نے بھی پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اُسی لمحے بلیک زیرو کی لات پوری قوت سے اس کے پہلو پر پڑی اور وہ ایک اور چیخ مار کر پشت کے بل دوبارہ گر پڑی۔ بلیک زیرو نے دوسری لات گھمائی مگر اس بار اینڈریا نے انتہائی پھرتی سے اس کی لات پکڑ کر مروڑ دی اور بلیک زیرو توازن کھو کر فرش پر آ گرا۔ اینڈریا کسی خونخوار بلی کی طرح اس پر جھپٹ پڑی۔ اس کی ہتھیلی پوری قوت سے بلیک زیرو کے سینے پر پڑی مگر بلیک زیرو فرش پر لیٹے ہی لیٹے تیزی سے گھوم گیا اور اس کی دونوں ٹانگیں ایک قوس بناتی ہوئیں اینڈریا کی کمر پر پڑیں اور اینڈریا ایک بار پھر منہ کے بل فرش پر گر گئی۔

بلیک زیرو نے اس بار اٹھکر کھڑا ہونے کی بجائے لیٹے ہی لیٹے اپنے بائیں ہاتھ کو حرکت دی اور اس کی ہتھیلی پوری قوت سے اینڈریا کی گردن پر پڑی۔ اینڈریا کا جسم یوں پھڑکنے لگا جیسے اُسے ذبح کر دیا گیا ہو۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ سر کو زور زور سے ادھر اُدھر جھٹکنے لگی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی جان نکل رہی ہو۔

بلیک زیرو اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے اینڈریا کو ایک جھٹکا دے کر اٹھایا اور یوں دیوار کے ساتھ لگے ہوئے صوفے پر پھینک دیا جیسے کوئی بچہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی گیند کو دیوار سے مارتا ہے۔

اینڈریا صوفے پر گر کر اچھلی اور پھر نیچے فرش پر آ رہی۔ اس کے ہاتھ پیر اکڑ رہے تھے۔ بلیک زیرو تیزی سے

پیچھے ہٹتا ہوا سوئچ بورڈ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

اینڑریا کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور پھر بلیک زیرو کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے اینڈریا کو ایک بار پھر اچھل کر سیدھا کھڑے ہوتے دیکھا۔ وہ دل ہی دل میں اینڈریا کی قوتِ برداشت کی داد دینے لگا۔

اینڈریا اب خونخوار نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھ رہی تھی۔ اور پھر اس نے ایڑیاں فرش سے اٹھائیں۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ وہ ایک بار پھر اس پر حملہ کرنے کے لیے پر تول رہی ہے۔ اور اسی لمحے اس نے سوئچ بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ اور سرر کی آواز سے چھت سے شیشے کی دیوار نیچے گرتی چلی گئی۔

اس لمحے اینڈریا چھلانگ لگا چکی تھی مگر اب اس کے اور بلیک زیرو کے درمیان مضبوط شیشے کی دیوار حائل ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر گئی۔ شیشے کی دیوار چھت سے زمین تک اور پورے کمرے کی لمبائی کو گھیر چکی تھی۔

اینڈریا نیچے گرتے ہی ایک بار پھر اٹھی مگر اب وہ بے بس تھی۔ اس کے سامنے شیشے کی دیوار تھی مگر تینوں اطراف میں پتھر کی دیواریں تھیں اور وہ اس قید خانے میں یوں پھڑ پھڑا رہی تھی جیسے زخمی شیر کو پنجرے میں قید کر دیا گیا ہو۔

"اب بھی وقت ہے اینڈریا۔۔۔ باگوپ کے بارے میں سب کچھ بتا دو۔۔۔ ورنہ تمہارا حشر ایسا عبرتناک ہو گا کہ تم مرتے دم تک اس لمحہ کو کوستی رہو گی"۔۔۔ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ مخصوص سپیکروں کے ذریعے اس کی آواز اینڈریا تک پہنچ گئی۔

"تم بزدل ہو۔۔۔ انتہائی بزدل جو مقابلہ کرنے کی بجائے شیشے کی دیواروں کا سہارا لے رہے

ہو"۔۔۔ اینڈریا نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں فی الحال تمہیں مارنا نہیں چاہتا۔۔۔ اس لئے قید کر دیا ہے۔۔۔ اگر میں قید نہ کرتا تو تم جو اپنے آپ کو لڑائی کے فن میں ماہر ثابت کرنے پر تلی ہوئی ہو۔۔۔ ہو سکتا تھا میرے ہاتھوں انجام کو پہنچ جاتیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوں۔۔۔ بزدل کہیں کا"۔۔۔ اینڈریا نے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور پھر فرش پر تھوک دیا۔

ایک لمحے کے لیے بلیک زیرو کی کھوپڑی گھوم گئی اور اس کا ہاتھ شیشے کی دیوار ہٹانے والے بٹن کی طرف لپکا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ جذباتی پن کا وہ لمحہ جتنی تیزی سے آیا تھا اتنی ہی تیزی سے گزر گیا۔ کیونکہ بلیک زیرو جانتا تھا کہ جذبات میں آنے کا نقصان اُسے ہی پہنچ سکتا تھا اسے اینڈریا کو لڑائی میں شکست دینے سے سوائے وقت کے ضیاع کے اور کچھ حاصل نہ ہوتا۔ اور ہو سکتا تھا کہ کسی بھی لمحے ہاتھ ذرا سخت پڑ جاتا تو وہ بتانے وتانے کے دھندے سے بھی چھوٹ جاتی۔

چنانچہ اس نے اپنی کھوپڑی ٹھنڈی کی اور پھر اس نے سوئچ بورڈ پر موجود ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دباتے ہی شیشے کے کمرے کی چھت کے ایک حصے سے ایک تختہ سا ہٹ گیا اور حصے میں موجود ایک پنکھا پوری تیزی سے چلنے لگا اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ ہوا کا ایک ریلا چھت سے زمین کی طرف بڑھتا صاف نظر آتا تھا۔

اینڈریا بڑی حیرت سے اس پنکھے کو دیکھنے لگی اور عین اسی لمحے بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبا دیا اور پنکھے سے نکلنے والے ہوا کے ریلے میں تیزی سے سرخ رنگ کے ذرات شامل ہونے لگے لمحہ بہ لمحہ اس کی مقدار میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

اینڈریا سرخ ذرات کی زد میں آگئی۔ پہلے تو وہ ایک لمحے بت بنی کھڑی رہی پھر اس نے بری طرح کھانسنا شروع کر دیا۔ وہ کھانسنے کے ساتھ ساتھ بار بار اپنے کپڑے نوچ رہی تھی۔ جیسے اس کے جسم پر شدید خارش ہو رہی ہو۔ مسلسل کھانسنے سے اس کی حالت چند لمحوں میں تباہ ہو گئی۔ آنکھیں ابل کر باہر آگئیں اور وہ پورے کمرے میں یوں تڑپ تڑپ کر کھانس رہی تھی جیسے ذبح کی ہوئی مرغی ٹھنڈی ہونے سے پہلے پھڑ پھڑاتی ہو۔ اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی اور پھر اس نے اپنے کپڑے پھاڑنے شروع کر دیئے۔

"بولو۔۔۔ کیا تم میرے سوالوں کے جواب دینے کو تیار ہو"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ خدا کے لیے مجھے بچا لو۔۔۔ میں مر جاؤنگی"۔۔۔ اینڈریا نے پھٹی پھٹی آواز میں جواب دیا۔

اور بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے سوئچ بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دباتے ہی پنکھا فوری طور پر الٹا چلنے لگا اور کمرے میں موجود ہوا اسی طرح ریلے کی صورت میں باہر چلی گئی۔ کمرے میں تیرتے ہوئے سرخ ذرات کی تعداد تیزی سے کم ہونے لگی۔ اور چند لمحوں بعد کمرہ بالکل صاف ہو گیا۔

بلیک زیرو نے شیشے کی دیوار ہٹا دی اور تیزی سے اینڈریا کی طرف بڑھا۔

اینڈریا اب فرش پر بے سدھ پڑی ہوئی تھی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

بلیک زیرو نے اسے اٹھا کر ایک صوفے پر ڈالا اور الماری میں سے ایک سیال نکال کر اس کا انجکشن اس کے بازو میں لگا دیا۔

انجکشن لگتے ہی اینڈریا کی سانس نارمل ہونے لگ گئی اور چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھلتے ہی وہ چند لمحے تو لاشعوری طور پر لیٹی رہی پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"یہ سرخ ذرات کیسے تھے۔۔۔ خدا کی پناہ۔۔۔ اتنی دردناک اذیت کا میں نے زندگی میں کبھی تصور نہیں کیا تھا"۔۔۔ اینڈریا نے خوفزدہ نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارا دیسی نسخہ ہے۔۔۔ میں نے صرف باریک پسی ہوئی مرچیں استعمال کی تھیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم کون ہو۔۔۔ مجھے بتاؤ۔۔۔ کیا تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے"۔۔۔؟ اینڈریا نے بلیک زیرو سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"میں جو پوچھوں صرف اس کا جواب دو۔۔۔ تمہیں سوال کرنے کی اجازت نہیں ہے اس بات کا خیال رکھنا کہ میں صرف سچ سننے کا عادی ہوں۔۔۔ اگر تم نے ایک فیصد بھی جھوٹ بولا تو میں چاقو سے تمہارے جسم کی کھال اتارنے سے بھی دریغ نہیں کرونگا"۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"؟ اینڈریا نے ہونٹوں پر دانت جماتے ہوئے کہا۔

"باگوپ اس وقت کہاں ملے گا"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تم یقین کرو مجھے قطعاً علم نہیں ہے۔۔۔ وہ کبھی بھی اپنے آئندہ اقدام کے متعلق کسی بھی حالت میں نہیں بتاتا"۔۔۔۔ اینڈریا نے جواب دیا۔

بلیک زیرو براہِ راست اینڈریا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔وہ سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ باگوپ تمہارے ساتھ رابطہ کیسے قائم کرے گا"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے دوسرا سوال کیا۔

"وہ خود ہی مجھے ڈھونڈلے گا"۔۔۔اینڈریا نے جواب دیا۔

"باگوپ کس مشن پر اس ملک میں آیا ہے۔۔۔"؟ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مجھے علم نہیں ہے۔۔۔ایسی باتیں وہ کسی کو نہیں بتاتا"۔۔۔اینڈریا نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کہتا کمرے میں سرخ رنگ کا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

بلیک زیرو نے چونک کر اس بلب کی طرف دیکھا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ باہر سے اس نے دروازے کو مخصوص انداز میں بند کر دیا۔اب اس کے قدم تیزی کے ساتھ آپریشن روم کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

"آپریشن روم میں پہنچ کر اس نے میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔یہ مخصوص ٹیلیفون تھا۔ جس کا نمبر صرف صدرِ مملکت کے پاس تھا۔اور انتہائی ایمر جنسی میں استعمال کیا جاتا تھا۔

"ہیلو"۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پریذیڈنٹ سے بات کریں سر"۔۔۔دوسری طرف صدرِ مملکت کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ بات کراؤ"۔۔۔ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ویسے وہ پریشان ضرور ہو گیا تھا کہ صدرِ مملکت کو اس سے فوری رابطے کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔

"مسٹر ایکسٹو"۔۔۔دوسری طرف سے صدرِ مملکت کی باوقار آواز سنائی دی البتہ لہجے میں الجھن اور پریشانی کا

عنصر نمایاں تھا۔

"یس سر۔۔۔ایکسٹو سپیکنگ"۔۔۔بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مسٹر ایکسٹو۔۔۔ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ ہسپتال سے عمران کو اغوا کر لیا گیا ہے۔اور یہ خبر سن کر سر سلطان کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے اور وہ ہسپتال میں پڑے ہیں۔ان کی حالت خطرناک ہے"۔۔۔صدرِ مملکت نے کہا۔

"کیا کہا سر۔۔۔ عمران کو اغوا کر لیا گیا ہے"۔۔۔۔؟ بلیک زیرو کے لیے بھی یہ خبر اتنی ہی دھماکہ خیز ثابت ہوئی جتنی سر سلطان کے لیے ہوئی تھی۔۔۔اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل ڈوبتا چلا جا رہا ہو۔

"ہیلو مسٹر ایکسٹو۔۔۔پلیز اپنے آپکو سنبھالئے۔۔۔اب تمام تر امیدیں آپ کے ساتھ وابستہ ہیں"۔۔۔صدر، مملکت نے کہا۔ان کے لہجے سے صاف محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بلیک زیرو کی حالت سے واقف ہو گئے ہوں۔

"ٹھیک ہے سر۔۔۔یہ اغوا کب ہوا ہے اور کیسے ہوا۔۔۔ عمران کی حالت تو انتہائی خطرناک تھی۔اس کے لیے تو معمولی سی حرکت بھی موت کا باعث بن سکتی تھی"۔۔۔بلیک زیرو نے اپنے آپ کو فوری طور پر سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ابھی چند لمحے پہلے رپورٹ ملی ہے۔۔۔میں نے سر سلطان سے بات کرنی چاہی تو ہسپتال پہنچ چکے ہیں۔اس لئے آپ سے رابطہ کیا ہے۔آپ فوراً عمران کا کھوج لگائیں۔۔۔اور مجرموں کا بھی"۔۔صدرِ مملکت نے جواب دیا۔

"اوکے سر"۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ اور مجھے وقتاً فوقتاً رپورٹ دیتے رہیں"۔۔۔۔۔ صدرِ مملکت نے کہااور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے رسیور رکھااور خود بھی سر پکڑے کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ عمران کی حالت کے پیشِ نظر اغوا کے بعد اس کی موت یقینی تھی۔ اس کے دماغ میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ اُسے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے بس قیامت آگئی ہو یا اس کی بینائی چلی گئی ہو۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ کافی دیر یوں ہی سر پکڑے بیٹھا رہا۔ آہستہ آہستہ اس کی ذہنی کیفیت نارمل ہوتی چلی گئی۔ اب اس کے ذہن میں صرف ایک ہی خیال تھااور وہ تھا عمران کی موت کا انتقام۔۔۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ مجرموں کو ایسی موت مارے گا جو پوری دنیا کے لیے ہمیشہ کے لیے عبرت کا موضوع بنی رہے گی۔ اس نے سوچا کہ عمران کا اغوا باگوپ نے ہی کیا ہو گا۔ اس لیے اب باگوپ کی تلاش لازمی ہو گئی تھی۔

وہ کافی دیر بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور ٹیلیفون کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"جولیا سپیکنگ۔" دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ قدرتی طور پر اس بار کچھ زیادہ ہی سخت تھا۔

"یس۔ یس سر"۔ جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"فوراً دانش منزل پہنچو۔ وہاں گیسٹ روم میں ایک غیر ملکی لڑکی اینڈریا موجود ہے۔ تم کچھ دیر اس کے ساتھ

رہو۔ مگر خیال رکھنا کہ وہ انتہائی خطرناک لڑکی ہے۔ تم نے چونکہ آئندہ مسلسل اس کے میک اپ میں رہنا ہے اس لئے آواز، لہجہ، چال ڈھال۔۔۔ اس کی مخصوص فطری حرکات۔ ہر چیز کا بغور جائزہ لو اور اسکے بعد تم آپریشن روم نمبر فور میں چلی جانا۔ وہاں میں نے ایک خصوصی میک اپ کا ماہر طلب کیا ہوا ہے وہ تم پر اس لڑکی کا میک اپ بھی کر دے گا اور تمہیں مزید ہدایات بھی دے گا۔ تفصیلی ہدایات اسی کے پاس ہوں گی۔"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے خلاف معمول تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر۔۔۔ میں ابھی پہنچ رہی ہوں"۔۔۔۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہااور رسیور رکھ دیا۔ اب وہ جولیا کا انتظار کر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹائیگر اور جوزف جب وزارتِ خارجہ کے اسٹرانگ روم کی عمارت کے قریب پہنچے تو انہوں نے وہاں ہر طرف پولیس ہی پولیس دیکھی۔ ایمبولینس گاڑیاں انتہائی تیز رفتاری سے آجا رہی تھیں۔ پولیس نے پورے علاقے کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔

ٹائیگر نے کار ایک طرف روکی اور پھر ایک سپاہی سے مخاطب ہوا۔

"کانسٹیبل۔۔۔ یہاں کیا ہوا ہے"۔۔۔؟ ٹائیگر کے لہجے میں کچھ ایسا دبدبہ اور وقار تھا کہ کانسٹیبل کی تیز نظریں مؤدبانہ انداز میں جھک گئیں۔

"عمارت پر حملہ ہوا ہے۔۔۔ کافی لوگ زخمی ہو گئے ہیں۔۔" کانسٹیبل نے جواب دیا۔۔

"زخمی کس ہسپتال میں لے جائے جا رہے ہیں"۔۔۔؟ٹائیگر نے چونک کر پوچھا

"اسپیشل ملٹری ہسپتال میں"۔۔۔کانسٹیبل نے جواب دیا۔

"شکریہ"۔۔۔ٹائیگر نے کہا اور پھر واپس کار میں آبیٹھا۔

"جوزف۔۔ سپیشل ملٹری ہسپتال چلو۔ وہاں پتہ کرتے ہیں کہ زخمیوں میں کون کون ہے"۔۔۔ٹائیگر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو اس وقت سٹیئرنگ پر بیٹھا تھا اور جوزف نے بغیر کچھ کہے کار موڑ دی۔

جلد ہی وہ سپیشل ملٹری ہسپتال کے دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ وہاں ملٹری پولیس کا پہرہ تھا۔

ٹائیگر کو روک لیا گیا۔ٹائیگر نے اندر جا کر حالات معلوم کرنے کی بے حد کوشش کی مگر پہرہ اس قدر سخت تھا کہ اس کا کوئی بہانہ نہ چل سکا اور اسے مایوس واپس لوٹنا پڑا۔

آخر اس نے سوچا کہ وہ واپس اپنے فلیٹ چلا جائے۔ عمران خود ہی اس سے رابطہ قائم کرے گا۔ چنانچہ اس نے جوزف کو زیرو ہاوس پر ڈراپ کر کے کار کا رخ اپنے فلیٹ کی طرف موڑ دیا۔

اور پھر جیسے ہی اس نے نارتھ ایسٹ مارکیٹ کے سامنے اپنی کار روکی۔ ایک ٹیکسی بھی وہاں آکر رکی اور اس میں سے ایک مقامی آدمی باہر نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا مارکیٹ کے اندر گھستا چلا گیا۔ٹائیگر کا فلیٹ بھی اسی مارکیٹ کی سب سے آخری منزل پر تھا۔اس لئے ٹائیگر نے یہاں کار روکی تھی۔

مارکیٹ کے گراؤنڈ فلور پر دکانیں تھیں اوپر کی چار منزلوں میں مختلف کمپنیوں کے دفاتر تھے جبکہ آخری منزل پر رہائشی فلیٹ تھے۔اور ان میں سے ایک فلیٹ ٹائیگر نے لے رکھا تھا۔

ٹیکسی سے اترنے والا مقامی آدمی بظاہر ایک عام سا آدمی تھا اور مارکیٹ میں ہزاروں لوگوں کی مسلسل آمد و رفت رہتی تھی۔ اس لئے اس آدمی کی آمد کوئی خاص واقعہ نہ تھی مگر اس کے باوجود ٹائیگر اسے ایک نظر دیکھ کر چونک پڑا۔اس نے آنے والے کے چہرے پر اچٹتی سی نظر ڈالی تھی مگر اس کی چھٹی حس اور مخصوص انداز تربیت نے اسے چونکا دیا تھا۔

مقامی آدمی کی آنکھوں کا رنگ اسے چونکا گیا تھا۔ایسا رنگ اس نے آج تک صرف غیر ملکیوں کی آنکھوں کا دیکھا تھا۔ مقامی آدمیوں میں اور خصوصی طور پر اس ملک کی آب و ہوا کے لحاظ سے آنکھوں کا یہ رنگ ناممکن تھا۔ اگر ٹیکسی سے اترنے والا نوجوان غیر ملکی ہوتا تو وہ قطعاً نہ چونکتا۔ مگر آنے والا ہر لحاظ سے ایک مقامی شخص تھا۔اس لحاظ سے اس کی آنکھوں کا رنگ اس قدر مختلف تھا کہ ٹائیگر کھٹک گیا۔اور پھر اپنی عادت کے مطابق اس نے اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ ایک دوسرے کے پیچھے پانچویں منزل پر پہنچے تو مقامی آدمی ایک دفتر کے دروازے پر رک گیا جس پر اس انٹرنیشنل گولف ایسوسی ایشن کا بورڈ لگا ہوا ہے۔

مقامی آدمی نے دروازے پر دستک دینی شروع کر دی۔

ٹائیگر ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ اسے دروازے کے اوپر لگی ہوئی کال بیل کا بٹن صاف دکھائی دے رہا تھا اور مقامی آدمی کال بیل بجائے دستک دے رہا تھا۔

ٹائیگر چند قدم آگے بڑھا اور پھر ایک ستون کی آڑ میں رک گیا۔ مقامی آدمی نے ادھر ادھر دیکھنے کی تکلیف گوارہ نہیں کی تھی۔ اس لئے اس نے ٹائیگر کی حرکات کو چیک ہی نہ کیا۔

مقامی آدمی نے جیسے ہی دروازے پر دستک دی دروازہ کھلا اور ایک غیر ملکی لڑکی دروازے میں آئی۔

"اسٹون ڈاگ"۔۔۔ مقامی آدمی نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں تحکم کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"اوہ آپ"۔۔۔ غیر ملکی لڑکی ایک طویل سانس لیتے ہوئے ایک طرف ہٹ گئی اور مقامی آدمی تیزی سے اندر چلا گیا۔ لڑکی نے دروازہ بند کر لیا۔

اب ٹائیگر کو سو فیصد یقین ہو گیا کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے کیونکہ مقامی آدمی کے اسٹون ڈاگ کہنے سے پہلے لڑکی کی نظروں میں اجنبیت اس نے صاف دیکھ لی تھی۔ مگر اسٹون ڈاگ کا لفظ ادا کرتے ہی وہ نہ صرف مؤدب ہو گئی بلکہ اس کی نظروں کا انداز ہی بدل گیا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہ مقامی آدمی میک اپ میں ہے۔۔

کمرے کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ ٹائیگر اب اپنی فطرت کے مطابق اس کرید میں لگ گیا کہ یہ مقامی آدمی کے میک اپ میں کون ہے۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے اس کا تعلق مجرموں کے گروپ سے ہو۔ یا یہ کسی اور کیس کا آغاز ہو۔ بہر حال اس نے تفصیلات معلوم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

چونکہ وہ کافی عرصے سے اس عمارت میں رہتا تھا اس لئے اُسے یہاں کے چپے چپے کا بخوبی علم تھا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا آخری کونے میں بنے ہوئے باتھ روم میں گھستا چلا گیا۔ باتھ روم کا دروازہ عمارت کی پشت پر موجود بالکونی میں کھلتا تھا۔

باتھ روم سے گزر کر وہ بالکونی میں آ گیا۔ یہ بالکونی پوری منزل کی مشترکہ تھی اس لئے وہ تیزی سے بالکونی میں سے ہوتا ہوا اس کمرے کی پشت پر آ گیا جس میں وہ مقامی آدمی داخل ہوا تھا۔ بالکونی میں اس کمرے کے ساتھ اٹیچ باتھ روم کا دروازہ کھلتا تھا۔ وہ اس دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ باتھ روم کا دروازہ اندر سے بند تھا۔

ٹائیگر نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک چھوٹا سا بٹن نما آلہ نکالا۔ اس کے درمیانی حصے کو دبا کر اسے دروازے کے اوپر حصے میں لگے ہوئے شیشے کے ساتھ لگا دیا۔ آلے میں سے نکلنے والی ایک باریک سوئی شیشے میں گھستی چلی گئی۔ اور آلہ شیشے کے ساتھ چپک گیا۔ اب یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی چھوٹا بٹن شیشے کے ساتھ چپکا ہوا ہو۔

ٹائیگر واپس پلٹا اور پھر باتھ روم میں سے ہو کر وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا آخری منزل پر اپنے کمرے میں آگیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر ایک الماری کھول کر اس نے ایک ٹرانسسٹر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ اور اس کے پچھلے حصے میں لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو آن کر دیا۔

ٹرانسسٹر میں سے فوراً ہی انسانی آوازیں نکلنے لگیں۔ یہ ٹرانسسٹر دراصل ایک محدود ایریئے میں کام کرنے والا ٹرانسسٹر تھا اور اس کا تعلق اس بٹن کے ساتھ تھا۔ بٹن کے درمیاں میں سے نکلنے والی سوئی وہاں ہونے والی تمام گفتگو اس ٹرانسمیٹر کے زریعے نشر کر رہی تھی۔

جب ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا تو ایک مردانہ آواز ابھری۔

"وہ سب ٹھیک ہے۔۔ بہر حال میرا نام ہی باگوپ ہے۔ عمران جسے تم ہوا بنائے بیٹھے ہو، کا انجام میرے ہاتھوں ہی ہوگا۔۔ اگر اغواء کے دوران وہ مر گیا تب بھی ٹھیک اور اگر نہ مرا تو پھر تم دیکھنا کہ باگوپ کے ہاتھوں میں آکر اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ میں نے ایک منصوبہ بنالیا ہے اور میں اس پر ضرور عمل کروں گا۔"

پھر دوسری آواز ابھری۔

ٹھیک ہے باس۔۔۔ میرے لئے کیا حکم ہے۔۔۔؟

"مجھے ہیڈ کوارٹر کے لئے ایک کوٹھی۔۔۔ دو کاریں۔۔۔ اور دس ایسے آدمی چاہیئں جو انتہائی ہوشیار۔۔ لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر اور انتہائی قابل اعتماد ہوں۔" پہلی آواز سنائی دی۔

"آپ کے حکم کی تکمیل ہو گی باس"۔۔۔ دوسری آواز نے جواب دیا۔ پھر کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد وہی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

"یہ کوٹھی کی چابی لیجیئے۔۔ یہ کوٹھی آپ کے مطلب کے لئے انتہائی مناسب رہے گی۔ یونٹ کالونی کوٹھی نمبر بارہ۔۔۔ اس میں تہہ خانے بھی موجود ہیں اور باہر نکلنے کے لئے خفیہ راستے بھی۔"

ٹائیگر کی آنکھوں میں یہ گفتگو سن کر تیز چمک ابھر آئی تھی۔ اس کے سان و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ اس طرح اچانک مجرم تک پہنچ جائے گا۔ اسے نہ صرف مجرم کے آئندہ منصوبے کا علم ہو گیا تھا بلکہ اس کا ٹھکانہ بھی معلوم ہو گیا تھا۔

چونکہ اسے عمران کی حالت کا صحیح علم نہیں تھا اس لئے اس نے یہی سوچا کہ اول تو عمران کو اغواء کرنا ناممکن ہے۔ اگر فرض کیا کہ اُسے اغواء کرنا ممکن ہے۔ اگر فرض کیا کہ اُسے کر بھی لیا جائے تو مجرم یقیناً اسے اپنے ہیڈ کوارٹر لے جائے گا جس کا پتہ اُسے معلوم ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ مجرم کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اطمیناں سے اسے کے ہیڈ کوارٹر کو چیک کرے۔

ابھی آوازیں ٹرانسمیٹر سے سنائی دے رہی تھیں۔ دونوں آوازیں ایک دوسرے کا شکریہ ادا کر رہی تھیں۔

ٹائیگر کے ذہن میں اچانک ایک بجلی سی کوندی۔ اس سوچا کہ کیوں نہ مجرم کو یہیں کور کر لیا جائے۔ اس نے مجرم کو اندر جاتے دیکھا تھا۔ اس لئے وہ آسانی سے اسے پہچان سکتا تھا۔

چنانچہ یہ سوچتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور پھر اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نچلی منزل پر آ گیا۔ جس وقت وہ انٹر نیشنل گولف کلب کے دروازے کے قریب پہنچا۔ اس نے دروازہ کھلتا دیکھا اور وہ چوکنا ہو گیا۔ مگر دروازے میں سے نکلنے والا ایک غیر ملکی نوجوان تھا۔ اور اس کا لباس بھی وہ نہیں تھا جو اندر جانے والے مقامی آدمی نے پہنا ہوا تھا۔ ٹائیگر اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا اور وہ غیر ملکی سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے چلا گیا۔

ٹائیگر نے منزل کا ایک اور چکر لگایا۔ وہ باگوپ کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ کافی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہ غیر ملکی لڑکی اور ایک اور غیر ملکی نوجوان جو شکل و صورت سے ہی تاجر لگتا تھا، باہر نکلے۔ لڑکی نے دروازے کو تالا لگایا اور پھر وہ دونوں اطمینان سے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے چلے گئے۔ ٹائیگر ہونقوں کی طرح کھڑا دیکھتا رہا۔

لڑکی کے تالا لگانے کا مطلب صاف تھا کہ اب کمرے میں کوئی موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجرم اس کے پہنچنے سے پہلے ہی نکل گیا ہے۔ مگر اس کا ذہن اس بات کو تسلیم نہیں کر رہا تھا۔ کیونکہ ابھی وہ واپس میں ایک دوسرے کا شکریہ ادا کر رہے تھے کہ ٹائیگر نیچے آ گیا تھا۔ اور اسے نچلی منزل تک پہنچنے میں زیادہ سے زیادہ چند سیکنڈ لگے ہوں گے اور اتنے قلیل وقفہ میں مجرم باہر کیسے جا سکتا ہے اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا اور اُسے یاد آ گیا کہ باہر نکلنے والے پہلے غیر ملکی کی آنکھوں کا رنگ وہی تھا جو اندر جانے والے مقامی آدمی کا تھا۔ اور ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ مجر۔ نے حیرت انگیز طور پر چند ہی لمحوں میں نہ صرف اپنا میک اپ بدل لیا تھا بلکہ لباس بھی تبدیل کر لیا تھا۔

ٹائیگر سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا دوبارہ پانچویں منزل کی بالکونی میں آیا اور اس نے دروازے کے شیشے سے چپکا ہوا بٹن اتار کر جیب میں رکھا اور پھر واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ مجرم کے ہیڈ کوارٹر کو ہی چیک کرے۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی صورت بھی باقی نہ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے گھومتی ہوئی یونٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کے گیٹ پر ایک دھچکے سے رک گئی۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ ڈرائیور نے مخصوص انداز تین بار ہارن دیا اور اُس کے ساتھ ہی پھاٹک کھلتا چلا گیا۔ ڈرائیور کار اندر لیتا چلا گیا۔ اس نے کار پورچ میں جا کر روک دی۔

کار رکتے ہی پچھلا دروازہ کھول کر چست لباس والا شخص باہر نکل آیا اور پھر اس نے جھک کر سیٹوں کے درمیان گٹھڑی کی صورت میں پڑے ہوئے عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے کوٹھی کے اندر گھستا چلا گیا۔ مختلف کمروں سے گزر کر وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا۔

بٹن دبتے ہی کمرے کی شمالی دیوار درمیان سے پھٹ کر ایک طرف ہٹتی چلی گئی۔ اب وہیں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا جس میں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ اس نے لات مار کر دروازہ کھولا اور پھر ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔

یہ کمرہ آپریشن تھیٹر کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی۔ چست لباس والے نے عمران کو اس میز پر لٹا دیا اور پھر اس کی نبض کو پکڑ کر چیک کرنے لگا۔

انتہائی حیرت انگیز۔۔۔اس شخص کی قوت مدافعت حیرت انگیز ہے۔۔"اس حالت میں اتنے دھچکے لگنے کے باوجود یہ ابھی زندہ ہے۔" چست لباس والے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے قریب موجود ڈرپ سٹینڈ کو کھینچ کر اور زیادہ قریب کیا اور اس اسٹینڈ کے ساتھ گلوکوز کی بوتل ہوتی تھی۔ اس نے سوئی عمران کے ہاتھ کی رگ میں اتار دی اور پھر چیک کرنے آیا گلوکوز صحیح چل رہا ہے یا نہیں۔ جب اسے اطمینان ہو گیا تو اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے آپریشن کا سامان نکال کر میز کے قریب موجود ایک چھوٹی سی تپائی پر رکھنے لگا۔

اس نے ڈاکٹروں کی طرح سفید گون پہنا اور ہاتھوں پر دستانے چڑھا لئے۔ اب میں دیکھوں گا یہ عمران کس طرح میرا آلہ کار نہیں بنتا۔۔۔؟ چست لباس والے نے جو باگوپ تھا، بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اس نے ایک بار پھر عمران کی نبض چیک کی۔ اس کے دل پر ہاتھ رکھ کر کافی دیر وہ عمران کے چہرے کو بغور دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ٹرے میں سے ایک اُسترا اٹھا کر اس کی دھار چیک کی اور بڑی احتیاط سے اس نے عمران کے سر کی بائیں جانب اس کے بال کے اُسترے سے اتار دیئے۔ پھر اس نے ٹرے میں پڑی ہوئی لمبی سی سوئی اٹھائی جس کے پیچھے ایک چھوٹا سا میٹر لگا ہوا تھا۔

میٹر پر سرخ رنگ کے نمبر موجود تھے اور ایک سیاہ رنگ کی سوئی موجود تھی اس نے میٹر کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبایا اور سوئی کو بڑی احتیاط سے اس کے سر میں اتارنے لگا۔

جیسے ہی سوئی عمران کے سر میں داخل ہوئی میٹر پر موجود سوئی تیزی اترنے لگی۔

باگوپ بڑی احتیاط سے سوئی عمران کی کھوپڑی میں اتارتا چلا گیا اور میٹر پر موجود سوئی تیزی سے مختلف ہندسے پھلانگتی چلی گئی۔

پھر جیسے ہی سوئی ایک سیاہ رنگ میں لکھے ہوئے نمبر پر پہنچی۔ باگوپ نے ہاتھ روک لیا اور پھر اس نے سوئی کے سرے پر موجود میٹر کو گھما کر اتار لیا۔

اب عمران کی کھوپڑی میں خالی سوئی رہ گئی۔۔ میٹر اس نے ٹرے میں رکھا اور پھر ٹرے میں موجود ایک چھوٹی سی شیشی کے اوپر سے پیتل کا ڈھکن ہٹا کر اس نے سرنج کی سوئی اس کے ربڑ کے ڈھکن میں اتار دی اور پھر شیشی میں موجود زرد رنگ کا سیال سرنج میں بھرنے لگا۔ تقریباً ایک سی سی دوا سرنج میں بھر کر اس نے سوئی باہر نکال لی۔ اور پیتل کا ڈھکن دوبارہ شیشی پر چڑھا دیا۔ اور شیشی کو الماری میں رکھ کر وہ واپس میز کی طرف آ گیا۔

اس نے سرنج پر لگی ہوئی سوئی اتار کر ٹرے میں رکھ دی اور پھر عمران کی کھوپڑی میں اتری ہوئی سوئی کے سرے سے سرنج کا سرا جوڑنے لگا اور پھر اس نے سرنج کو دبایا۔ اور زرد رنگ کا سیال سوئی کے ذریعے عمران کے دماغ میں انجکٹ ہوتا چلا گیا۔

ایک سی سی سیال عمران کے دماغ میں انجکٹ کرنے کے بعد اس نے سرنج علیحدہ کی اور اسے ٹرے میں رکھ کر دوبارہ میٹر کو سوئی کے ساتھ جوڑ دیا اور بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی میٹر پر موجود سوئی تیزی سے تھر تھرائی اور پھر وہ تمام نمبر پھلانگتی ہوئی آخری نمبر پر جا کر رک گئی۔

باگوپ نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی اور پھر عمران کی کھوپڑی میں موجود سوئی کو بڑی احتیاط سے واپس کھینچنا شروع کر دیا۔ سوئی باہر نکال کر اس نے عمران کی نبض ایک بار پھر چیک کی اور پھر ٹرے میں پڑے ہوئے عمران کے بال اٹھا کر انہیں ہاتھ سی سیٹ کیا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک بوتل میں سے چند قطرے سے سیال نکال کر ان بالوں کی جڑوں میں لگایا اور بالوں کو عمران کے سر پر اس جگہ سیٹ کرنے لگا جہاں سے اس نے بال استرے سے اتارے تھے۔ بال عمران کی کھال سے چپک گئے۔ باگوپ نے اس طرح انہیں سیٹ کر رہا تھا کہ اب محسوس بھی نہ ہوتا تھا کہ یہاں سے کبھی بال اترے بھی ہیں۔

یہاں سے فارغ ہو کر اس نے ٹرے میں سے ایک اور سرنج اٹھائی اور الماری میں سے ایک اور دوا سرنج میں بھر کر اس نے عمران کے بازو میں انجکٹ کر دی۔ اس دوا کے انجکٹ ہوتے ہی عمران کے چہرے کا رنگ بدلنے اور اس کے چہرے پر چھائی ہوئی زردی تیزی سرخی میں بدلنے لگی۔

باگوپ نے گلوکوز کی بوتل والی سوئی بھی باہر نکال لی اور سٹینڈ کو پیچھے ہٹا دیا۔ ایک بار پھر عمران کی نبض کو چیک کیا اور پھر مطمئن انداز میں پیچھے ہٹ کر اس نے ٹرے اٹھا کر دوبارہ الماری میں رکھا اور عمران کو میز پر سے اٹھا کر کمرے سے باہر نکل آیا۔

سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ اوپر کمرے میں آیا اور عمران کو لا کر اس نے ایک کمرے میں لا کر پلنگ پر لٹا دیا اور خود دروازہ بند کرتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان چھایا ہوا تھا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک اور کمرے میں آیا۔ یہاں ایک میز اور چند کُرسیاں موجود تھیں۔ وہ میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور اس میں مخصوص فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔ فریکونسی سیٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر پر موجود سُرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ٹرانسمیٹر میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔۔ چند لمحوں بعد بلب کا رنگ سبز ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی زوں زوں کی آواز ایک گھنٹی کی آواز میں بدل گئی۔

باگوپ نے تیزی سے ایک اور بٹن دبایا اور کہنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔۔ باگوپ سپیکنگ۔۔۔۔۔ ہیلو اوور"۔۔۔ باگوپ نے بٹن آف کرتے ہوئے کہا۔

"یس اینڈریا سپیکنگ دس اینڈ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے اینڈریا کی آواز سنائی دی،

اینڈریا۔۔ کیا تم ابھی تک اسی ہوٹل میں ہو اوور۔۔؟ باگوپ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔۔ میں اُسی ہوٹل کے کمرے میں موجود ہوں۔۔ تم نے کال کرنے میں بڑی دیر لگا دی۔ میں تو سخت گھبراہٹ محسوس کر رہی تھی اوور"۔۔ اینڈریا نے جواب دیا۔

"میں نے اس دوران ایک بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے ڈرالنگ۔۔ تم سنو گی تو حیران رہ جاؤ گی۔۔۔ تم ایسا کرو کہ کمرہ چھوڑ کر یونٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ پر آجاؤ۔ میں وہیں موجود ہوں گا۔۔۔ دروازے پر کوڈ باگوپ ہو گا۔۔ تمہیں میرے پاس پہنچا دیا جائے گا اوور"۔۔ باگوپ نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔۔ میں ابھی آرہی ہوں اوور"۔۔ اینڈریان جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔ باگوپ نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا مین بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر کو دوبارہ میز کی دراز میں ڈال رکھ دیا۔اس کے بعد اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں جھک کر اُسے سلام کیا۔

نارٹن۔۔۔ کوٹھی کے گیٹ پر ابھی ایک نوجوان لڑکی آئے گی۔۔ کوڈ باگوپ ہو گا۔۔۔ اسے فوراً میرے پاس پہنچا دینا۔اور روم نمبر فائیو میں ایک نوجوان بے ہوش پڑا ہوا ہے۔۔ اس کی سخت نگرانی ہونی چاہیئے۔۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آئے مجھے فوراً اطلاع دینا۔ باگوپ نے اسے مخاطب ہو کر بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"او کے باس"۔۔۔ مارٹن نے کہا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جولیا ایکسٹو کا فون ملتے ہی ہر ممکن تیزی سے دانش منزل پہنچ گئی۔ دانش منزل کے گیٹ پر موجود کال بیل کا مخصوص بٹن دباتے ہی پھاٹک کی ذیلی کھڑکی خود بخود کھلتی چلی گئی۔اور جولیا نے داخل ہو کر کھڑکی دوبارہ بند کر دی۔

اب اس کے قدم گیسٹ روم کی طرف بڑھ رہے تھے۔ گیسٹ روم کے دروازے پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

جولیا نے ایک نظر بلب پر ڈالی اور پھر اس کے ہینڈل کو مخصوص انداز میں پہلے دو بار دائیں طرف اور پھر دو بار بائیں طرف گھما کر ہلکا سا دھچکا دیا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ جولیا پھرتی سے اندر داخل ہوئی اور اس نے ہر ممکن تیزی سے دروازہ واپس بند کر دیا۔اب دروازہ سوائے مخصوص انداز میں کھولنے کے کسی سے نہیں کھل سکتا تھا۔

کمرے کے اندر صوفے پر اینڈریا بیٹھی ہوئی تھی۔اس کی نظریں جولیا پر لگی ہوئی تھیں۔

"ہیلو انڈریا"۔۔۔ جولیا نے چہرے پر مخصوص دوستانہ مسکراہٹ لا کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہیلو"۔۔۔ اینڈریا نے قدرے بجھے بجھے لہجے میں جواب دیا مگر اس کی آنکھوں میں اجنبیت کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا تم یہاں بوریت محسوس کر رہی ہو"۔۔؟ جولیا نے اس کے قریب ہی ایک صوفے پر اطمینان سے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو۔۔۔اور کیا چاہتی ہو۔۔۔صاف صاف بات کرو۔۔۔؟اینڈریا نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"میرا نام صوفیہ ہے۔۔مجھے باس نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے تاکہ اگر تم بوریت محسوس کر رہی ہو تو میں تم سے باتیں کروں"۔۔۔جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بے ڈھنگا بہانہ ہے۔۔بھلا تمہارے باس کو میری بوریت سے کیا پریشانی ہو سکتی ہے۔۔۔تم صاف بات کرو کہ کیوں آئی ہو"۔۔؟اینڈریا نے ہونٹوں پر دانت جماتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ ناراض ہو رہی ہو۔۔۔میں جو کہہ رہی ہوں درست کہہ رہی ہوں"۔۔۔جولیا نے جواب دیا اور اطمینان سے پیر پھیلا دیئے جیسے وہ کچھ دیر آرام کرنے کے لئے یہاں آئی ہو۔

وہ دراصل اپنی حرکات وسکنات سے ماحول میں موجود کشیدگی دور کرنا چاہتی تھی تاکہ اینڈریا اس سے گھل مل جائے اور پھر وہ اپنی مرضی کی باتیں اس سے پوچھ سکے۔

"میں جانتی ہوں کہ تم کس لئے آئی ہو۔۔مجھے ڈاج دینے کی کوشش فضول ہو گی"۔۔اینڈریا نے اٹھ کر ٹہلتے ہوئے کہا۔اس کا رخ دروازے کی طرف تھا۔

"دروازہ کھولنے کی کوشش فضول ہو گی اینڈریا۔۔۔یہ بغیر مخصوص سسٹم کے نہیں کھل سکتا"۔۔۔جولیا نے اسے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اور یہ سسٹم تم بتاؤ گی"۔۔اینڈریا نے کہا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑی اور اس نے جولیا پر چھلانگ لگا دی۔اس کا خیال تھا کہ جولیا ڈھیلے انداز میں بیٹھی ہے۔اس لئے وہ فوری طور پر اپنا دفاع نہ کر سکے گی۔مگر اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ بلیک زیرو نے پہلے ہی اُسے ہوشیار کر دیا تھا۔اس لئے جولیا اچھی طرح چوکنا تھی۔

چنانچہ جیسے ہی اینڈریا نے اس پر چھلانگ لگائی جولیا انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گئی اور اینڈریا اپنے ہی زور میں صوفے پر جا گری۔

"مجھ پر حملہ فضول ثابت ہو گا اینڈریا۔۔۔میں نے ایسے کھیل بہت دیکھے ہیں"۔۔۔

جولیا نے کھڑے ہوتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا وہ چیخ مار کر زمین پر الٹ گئی۔اینڈریا نے صوفے پر گرتے ہی پوری قوت سے پیر مارا اور پیر کی ضرب جولیا کی پنڈلی پر لگی۔

جولیا کے نیچے گرتے ہی اینڈریا اچھل کر اس پر آ گری۔جولیا نے ایک طرف ہٹنے کی کوشش کی مگر اینڈریا کے سر پر جنون سوار تھا اس نے پوری قوت سے کھڑی ہتھیلی کا وار جولیا کی گردن پر کیا مگر جولیا نے انتہائی پھرتی سے اس کا وار ہاتھوں پر روک لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں پیر پوری قوت سے اینڈریا کے پشتی حصے پر مارے۔اینڈریا ضرب کھا کر الٹ گئی۔

جولیا بجلی کی تیزی سے اٹھی مگر اینڈریا نے اٹھتے اٹھتے بھی لات لگائی اور جولیا پسلی پر ضرب کھا کر ایک طرف لڑھک گئی۔

اینڈریا تیزی سے گھومی اور پھر اس نے دونوں ٹانگیں جولیا کی گردن کے گرد قینچی کی طرح جم گئیں اور اس کے ساتھ ہی اینڈریا نے فرش پر تیزی سے پٹخیاں بدلنی شروع کر دیں۔ جولیا بھی اس کے ساتھ ساتھ پٹخیاں کھا رہی تھی۔ پھر جولیا کو اور تو کچھ نہ سوجھی اس نے کھڑی ہتھیلی کا وار اینڈریا کی پنڈلی پر کیا۔ ضرب زوردار لگی اور اینڈریا کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ اپنی پنڈلی پکڑ کر دوہری ہو گئی۔ اس کے گرفت جولیا کی گردن پر سے ہٹ گئی۔

جولیا گرفت ختم ہوتے ہی تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہوئی مگر اینڈریا اسی طرح پنڈلی پکڑے بیٹھی رہی۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اس کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔

اب اگر میں چاہوں تو ایک ہی وار میں تمہاری گردن کی ہڈی توڑ سکتی ہوں۔۔۔ مگر میں ایسا نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ میں تو صرف تم سے باتیں کرنے آئی تھی۔" جولیا نے ایک بار پھر اطمینان سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اینڈریا نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اُسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ساتھ حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ اُسے اس بات پر شدید حیرت تھی کہ جولیا نے موقع ہونے کے باوجود اس پر آخری حملہ کیوں نہیں کیا۔

"مم۔۔۔ مگر تم مجھ سے باتیں کیوں کرنا چاہتی ہو۔۔ آخر تمہارا مقصد کیا ہے۔۔؟ اینڈریا نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی نہیں۔۔۔ جب میرے باس نے مجھے بتایا کہ اس نے ایک غیر ملکی لڑکی کو قید کر لیا ہے تو غیر ملکی ہونے کے ناطے سے مجھے تم سے ہمدردی پیدا ہو گئی اور میں نے باس سے درخواست کی کہ وہ مجھے تم سے ملنے اور باتیں کرنے کی اجازت دے۔۔ پہلے تو اس نے انکار کر دیا مگر میرے پُرزور اصرار پر آخر کار اس نے مجھے تم سے ملنے کی اجازت دے دی۔۔" جولیا نے بڑے معصوم سے سادہ لہجے میں جواب دیا۔

غیر ملکی ناطے کا حوالہ بے حد کامیاب رہا اور اینڈریا کی آنکھوں میں موجود شک وشبہ کی پرچھائیاں یکدم غائب ہو گئیں۔

"اوہ۔۔ ہاں۔۔۔ یہ بات میرے ذہن میں بھی نہیں آئی کہ تم مقامی نہیں غیر ملکی ہو۔۔۔ مگر کیا یہاں کی سیکرٹ سروس میں غیر ملکی بھی ہیں۔"۔۔؟ اینڈریا نے اٹھ کر قدرے لنگڑاتے ہوئے کہا اور پھر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"پہلے تو تم اپنے ذہن سے یہ غلط فہمی یکسر نکال دو کہ ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔۔۔ سیکرٹ سروس تو خود ہماری تلاش میں ہے۔۔ دراصل ہمارا گروپ جسے ہم اے گروپ کہتے ہیں ایک ایسا گروپ ہے جو بین الاقوامی مجرموں کو بلیک میل کر کے ان سے رقم اینٹھتا ہے اور اگر مجرم ہم سے مالی تعاون کرے تو ہم اس کے جرم کی کامیابی میں اس سے تعاون کرتے ہیں اور اگر مجرم تعاون نہ کرے تو ہم اس کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کر دیتے ہیں اور اس طرح اس مجرم کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ اپنے مشن کی باقی کامیابی کے لئے ہمیں رقم دے۔۔۔ ہمارا باس مسٹر اے کہلاتا ہے اور باقی ممبران اے ون اے ٹو وغیرہ کہلاتے ہیں۔۔

ہمارے گروپ میں تمام ممبر مقامی ہیں۔ صرف میں غیر ملکی ہوں۔اور اگر تم سیکرٹری کا صحیح مطلب سمجھتی ہو تو پھر خود ہی سمجھ لو کہ میں مسٹر اے ون کی پرسنل سکرٹری بھی ہوں اور گروپ کی ممبر بھی۔ میرا نمبر اے ون ہے"۔۔جولیا نے اُسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔اسی لئے تمہارے باس کو باگوپ کی تلاش تھی"۔۔۔اینڈریا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بالکل"۔۔جولیا نے جواب تو دے دیا مگر اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ باگوپ کون ہے۔ابھی تک وہ اس کیس میں براہ راست ملوث نہیں ہوئی تھی۔اس لئے اس کچھ خبر نہ تھی۔

"اگر باگوپ تمہیں مل جائے تو کیا تم اُسے گرفتار کر لو گے"۔۔؟اینڈریا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"قطعاً نہیں۔۔کیونکہ اس طرح ہمیں کیا فائدہ ملے گا۔۔؟"ہم باگوپ سے بات کریں گے اگر اس نے ہمارا مطالبہ تسلیم کر لیا تو ہم باگوپ کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے ورنہ دوسری صورت میں ہم اس کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کریں گے۔یہاں تک کہ وہ ہمارا مطالبہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے۔۔ہم چونکہ یہاں کے تمام حالات سے اچھی طرح واقف ہیں اس لئے اس کے راستے میں ناقابل عبور رکاوٹیں بھی کھڑی کر سکتے ہیں اور اس کے مشن کی کامیابی میں واضح اور بھرپور امداد بھی کر سکتے ہیں"۔۔جولیا نے جواب دیا۔

اس نے اپنی ذہانت کا زبردست استعمال کیا تھا اور اس طرح اب وہ اینڈریا کو اپنے جال میں جکڑنے میں پوری طرح کامیاب ہو گئی۔

"کاش۔۔۔مجھے اس بات کا علم پہلے ہو جاتا یا تمہارا باس یہی بات پہلے مجھ سے کر دیتا تو میں باگوپ سے تمہارے باس کی بات کرا دیتی۔وہ فوراً تمہارا مطالبہ منظور کر لیتا"۔۔اینڈریا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

'اب بھی کچھ نہیں گیا۔۔۔تم 'باگوپ سے ہماری بات کرا کر ہمارا مطالبہ منظور کراؤ تو ہمارا گروپ تمہارے مشن کی کامیابی کے لئے تمہارے ساتھ بھرپور تعاون کرے گا"۔۔جولیا نے جواب دیا۔

یہی تو مصیبت ہے۔۔۔باگوپ اکیلے کام کرنے کا عادی ہے۔۔وہ نہ تو مشن کے متعلق کسی کو کچھ بتاتا ہے اور نہ کسی کو اپنے ساتھ شامل کرتا ہے حتیٰ کہ اس سلسلے میں مجھ سے بھی بات نہیں کرتا جبکہ میں اس کی سیکرٹری بھی ہوں۔ محبوبہ بھی ہوں اور اس کی شریک کار بھی"۔۔اینڈریا نے پنڈلی کو ہتھیلی سے ملتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے ہماری بات تو کرا سکتی ہو۔۔اپنے ڈھب پر اُسے لے آنا ہمارا کام ہے"۔۔جولیا نے لوہا گرم دیکھتے ہوئے فیصلہ کن چوٹ لگائی۔

"ہاں۔۔یہ تو البتہ میں کر سکتی ہوں۔۔مگر اسی صورت میں جبکہ وہ مجھ سے رابطہ قائم کرے۔۔مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ اب باگوپ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔"اینڈریا نے جواب دیا۔

"میرے پاس رسیونگ سیٹ موجود ہے۔۔۔وہ جب بھی مجھ سے بات کرنا چاہے گا،کر لے گا"۔۔۔اینڈریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے تو تمہارے پاس کوئی رسیونگ سیٹ نظر نہیں آرہا"۔۔جولیانے یوں اُسے دیکھتے ہوئے کہا جیسے اس کی بات سے مرعوب نظر آرہی ہو۔۔وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہی تھی۔۔تاکہ وہ جوش میں آکر سب کچھ بتلادے۔

"تمہیں تمام عمر نہیں معلوم ہو سکتا۔۔۔یہ رسیونگ سیٹ نظر نہیں آتا۔ مگر اس کے باوجود موجود ہے"۔۔اینڈریانے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

دیکھو اینڈریا۔۔مجھے خواہ مخواہ ڈاج دینے کی کوشش نہ کرو۔۔۔۔میں تمہاری ہمدرد ہوں۔۔ہمارا باس عورتوں کے حق میں بے حد ظالم واقع ہوا ہے۔۔ہو سکتا ہے کہ وہ تمارے قتل کا فیصلہ کر لے۔۔اس عمارت میں بے شمار خفیہ قبریں ایسی موجود ہیں۔ جہاں تم جیسی لڑکیوں کی روحیں قید ہیں۔۔اگر تم مقامی ہوتیں تو مجھے تم سے قطعاً کوئی ہمدردی نہ ہوتی"۔۔جولیانے دھمکاتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں ڈاج نہیں دے رہی، سچ کہہ رہی ہوں۔ یہ دیکھو۔ میرے کان کی لو تمہیں پھولی ہوئی نظر نہیں آرہی"۔۔۔؟اینڈریانے دائیں کان کی لو کو چھوتے ہوئے کہا۔

"دکھاؤ"۔۔جولیانے حیرت بھرے انداز میں اس کی کان کی لو کو چھوتے ہوئے کہا۔

ارے ہاں واقعی"۔۔۔جولیا کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ مرعوبیت کا عنصر نمایاں تھا۔

"بس تو سمجھ لو کہ میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔تم اپنے باس سے کہہ کر مجھے یہاں سے نکالو، میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں باگوپ کو تمہارے حق میں ضرور کر دوں گی۔"۔۔۔اینڈریانے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔میں باس سے بات کرتی ہوں۔"جولیانے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔اس نے اینڈریا کی نظروں کے سامنے اپنا جسم رکھ کر لاک کھولنے کا خفیہ بٹن کھولا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

باہر سے اس نے لاک دوبارہ لگادیا۔اب اسے اندر سے کسی صورت میں بھی نہ کھولا جا سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گیسٹ روم سے نکل کر جولیا تیز تیز قدم اُٹھاتی روم نمبر فور کی طرف بڑھتی چلی گئی۔روم نمبر فور خالی پڑا ہوا تھا۔وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور وہاں پر موجود ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گئی۔اس کے وہاں بیٹھتے ہی میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس جولیا اسپیکنگ"۔۔۔جولیانے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"میں نے اینڈریا سے ضروری معلومات حاصل کر لی ہیں جناب"۔۔۔جولیانے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔۔میں گیسٹ روم میں ہونے والی باتوں اور جھڑپ سے پوری طرح واقف ہوں۔اب تم نے اینڈریا کا روپ دھار کر باگوپ سے ملنا ہے۔"۔۔۔ایکسٹو نے اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"مگر جناب۔۔۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اینڈریا کو آزاد کر دیا جائے اور پھر اس کی نگرانی کر کے باگوپ کو کور کر لیا جائے"۔۔۔؟ جولیا نے ڈرتے ڈرتے تجویز پیش کی۔

"جولیا۔۔۔ تم اپنی حد سے باہر نہ نکلا کرو۔۔۔ تمہیں باگوپ کی اور اینڈریا کے متعلق مکمل طور پر معلوم نہیں۔۔۔ یہ دونوں دنیا کے شاطر ترین مجرم ہیں۔۔ اور یہیں باگوپ کے اہم مہرے اینڈریا کو کھونے کا رسک نہیں لے سکتا۔۔۔ تمہیں اینڈریا کا روپ دھار کر باگوپ کے پاس جانا ہو گا اور اس طرح ہم اس سے صحیح مفاد اُٹھا سکتے ہیں"۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں کرختگی کا عنصر نمایاں تھا۔"

"جج جیسے آپ مناسب سمجھیں۔۔۔ میں نے تو ایک تجویز پیش کی تھی"۔۔۔ جولیا نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں شائد معلوم نہیں کہ اس وقت تمہارے سوا تمام سیکرٹ سروس ہسپتال میں پڑی ہے۔۔۔ عمران باگوپ کے ہاتھوں شدید زخمی ہو چکا ہے۔۔ عمران کی حالت انتہائی نازک ہے۔۔ اس کے دماغ کے آپریشن کے لئے غیر ملک سے ایک بہت بڑا سرجن بلا لیا گیا ہے۔ مگر اس سے پہلے کہ سرجن یہاں پہنچتا۔ باگوپ نے عمران کو اس نازک حالت میں اغواء کر لیا ہے۔ اب عمران کی کیا حالت ہے آیا وہ مر گیا ہے یا زندہ ہے۔۔ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں جانتے۔۔۔ اب عمران کا پتہ کرنے اور باگوپ تک پہنچنے کے لئے صرف یہی ایک ذریعہ رہ گیا ہے۔۔ اور وہ ہے اینڈریا۔۔۔ وہ اس صورت میں جلد یا بدیر اینڈریا سے رابطہ ضرور قائم کرے گا

اور اس طرح ہم اس تک پہنچ سکتے ہیں۔۔ اگر ہم اینڈریا کو ہاتھ سے کھو بیٹھیں تو پھر ہم مکمل اندھیرے میں ہوں گے"۔۔۔ ایکسٹو نے اُسے پس منظر بتلاتے ہوئے کہا۔

اور جولیا کی یہ حالت تھی جیسے اس کے بدن میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ رہا ہو۔ اس کے لئے شائد یہ زندگی کا سب سے بڑا دھماکہ تھا کہ پوری سیکرٹ سروس شدید زخمی حالت میں ہسپتال میں پڑی ہے اور عمران۔۔ نجانے اس کا کیا بنا۔۔۔ مر گیا یا زندہ ہے۔۔۔ اور اگر زندہ ہے تو کس حالت میں ہے۔۔۔؟ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔۔ اسے عمران سے جو جذباتی لگاؤ تھا اس کے پیش نظر اس کی یہ حالت بعید از قیاس نہیں تھی۔۔ ایکسٹو کو بھی علم تھا کہ یہ خبر جولیا کے لئے بھی اتنی ہی دھماکہ ثابت ہو گی جتنی خود اس کے لئے ثابت ہوئی تھی۔ مگر اس نے بہتر یہی سمجھا تھا کہ وہ جولیا کو ضروری پس منظر سے آگاہ کر دے تا کہ جولیا دشمن کے کیمپ میں جا کر خبر دار اور چوکنا رہے۔

"ہیلو جولیا۔۔۔ کیا تم میری بات سن رہی ہو"۔۔۔؟ جولیا کی طرف سے خاموشی محسوس کر کے ایکسٹو نے نرم لہجے میں کہا۔

"یس یس۔۔ سر میں سُن رہی ہوں۔۔۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ سیکرٹ سروس اور عمران پر یہ قیامت خیز حادثہ گزر گیا اور مجھے علم تک نہ ہو سکا"۔۔۔ جولیا کے لہجے میں ہلکی سی کڑواہٹ شامل تھی۔

ہر شخص وقت پر اپنا رول نبھاتا ہے۔۔۔ اب تک مشن میں تمہارا حصہ نہیں رہا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم ناکارہ یا زائد ہو۔۔ اگر اس وقت تمہیں بچا کر نہ رکھا جاتا تو آج تم بھی ہسپتال میں پڑی ہوتیں۔۔ اب وقت آگیا

ہے تم آگے بڑھو اور اپنا رول اس خوبی سے نبھاؤ کہ سیکرٹ سروس کے زخم مندمل ہو سکیں"۔۔۔ایکسٹو نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔۔۔! میں باگوپ سے ایسا عبرتناک انتقام لوں گی کہ اس کی نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی"۔۔۔جولیا کے لہجے میں انتقام کروٹیں لیتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"جولیا۔۔! جذباتی بننے کی ضرورت نہیں۔۔۔ملک کے مفاد کی خاطر ہم اس جیسی دس سیکرٹ سروسز اور اس جیسے دس عمران بھی قربان کر سکتے ہیں مگر ملک کی عزت۔۔۔سلامتی اور وقار پر آنچ نہیں آنی چاہیئے۔۔۔اگر تم جذباتی ہو گئیں تو تم بھی باگوپ کی بھینٹ چڑھ جاؤ گی اور یہ اس وقت ملک کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہو گا"۔۔۔ایکسٹو کا لہجہ یکدم کرخت ہو گیا۔

"بب۔۔بہتر جناب۔۔۔مم۔۔خیال رکھوں گی"۔۔۔جولیا نے دل میں اُمڈنے والے شدید غصے کو اور جذباتی ابال کو بڑی مشکل سے دباتے ہوئے کہا۔

ابھی چند منٹوں بعد میں میک اپ کا ایک خصوصی ماہر تمہارے پاس بھیج رہا ہوں وہ تم پر اینڈریا کا میک اپ کردے گا اور اینڈریا کی کان کی لو سے رسیونگ سیٹ بھی نکال لیا گیا ہے وہ بھی تمہارے کان کی لو میں فٹ کردیا جائے گا۔ آج کے بعد تم نے کامیابی سے اینڈریا کا رول نبھانا ہے۔۔مزید تفصیلات اور ہدایات تم اس میک اپ کے ماہر سے پوچھ سکتی ہو۔۔وہ اس سلسلے میں پوری طرح باخبر ہے"۔۔۔ایکسٹو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

جولیا نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے ابل پڑے۔

"تم پتھر ہو۔۔۔ایکسٹو پتھر ہو۔۔۔تمہیں کسی کے جذبات کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔۔۔؟ مگر میں انسان ہوں۔۔یہ میرا فیصلہ ہے کہ چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ میں عمران اور سیکرٹ سروس کا بھرپور انتقام لوں گی'۔۔جولیا نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ اپنے آپ کو سنبھالنے میں لگی کیونکہ وہ میک اپ والے کے سامنے جذباتی کمزوری ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا خوبصورت نوجوان اندر داخل ہوا اس کے ایک ہاتھ میں ایک بڑا سا بکس تھا اور دوسرے ہاتھ میں اس نے اینڈریا کے کپڑے تھامے ہوئے تھے۔

"مس جولیا"۔۔آنیوالے نے جو دراصل بلیک زیرو خود تھا' بڑے احترام سے جولیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔میں جولیا ہوں۔۔کیا میک اپ تم کرو گے۔۔۔؟ جولیا نے بڑے باوقار لہجے میں جواب دیا۔

"جی ہاں مس جولیا۔۔ایکسٹو نے مجھے کہا ہے کہ میں اینڈریا کا میک اپ آپ پر کردوں"""

بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا تم نے اینڈریا کو دیکھا ہے"۔۔۔جولیا نے پوچھا

"جی ہاں مس جولیا۔۔ میں ابھی ابھی وہاں گیا تھا۔۔اس کے کپڑے اُتار کر اُسے دوسرے کپڑے پہنا آیا ہوں اور اس کے کان سے ٹرانسمیٹر بھی نکال لایا ہوں'۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"آج سے پہلے تمہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا۔۔ کیا تم باقاعدہ طور پر سیکرٹ سروس سے متعلق ہو"۔۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"مس جولیا۔۔ سیکرٹ سروس ایک وسیع و عریض ادارہ ہے۔۔۔ ضروری نہیں کہ اس کا ہر ممبر دوسرے سے متعارف ہو۔ نجانے اس سروس کے ہزاروں ممبر ہیں یا لاکھوں۔ ہر ممبر صرف اپنے دائرہ کار تک محدود رہتا ہے اس لئے آپ ایسا سوال نہ کریں تو بہتر ہو گا۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔۔ ویری سوری۔۔۔ آپ اپنا کام کریں"۔۔ جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ اُسے بلیک زیرو کا لہجہ بے حد بُرا لگا تھا اس کے خیالوں میں وہ سیکرٹ سروس کی ایسی کارکن تھی جس کے سامنے میک اپ کرنے والے کی کیا حیثیت ہو سکتی تھی۔ اب اُسے کیا معلوم کہ وہ دراصل ایکسٹو سے بات چیت کر رہی ہے۔

"آپ پہلے یہ کپڑے پہن لیں"۔۔ بلیک زیرو نے اینڈریا کے کپڑے جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور خود کمرے سے باہر نکل گیا۔

جولیا نے کپڑے تبدیل کر لئے اور پھر دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر واپس کرسی پر آ کر بیٹھ گئی۔

بلیک زیرو کمرے میں آیا اور پھر اس نے میک اپ باکس کھول کر جولیا پر اینڈریا کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

وہ جولیا پر میک اپ کی نئی تکنیک آزما رہا تھا۔۔ یہ آئیوڈین میک اپ تھا۔ عمران کی تازہ ترین ایجاد۔ اس میک اپ کے خاتمے کا صرف ایک ہی ذریعہ تھا کہ اسے آئیوڈین کے محلول سے صاف کیا جائے۔ اس کے علاوہ کسی بھی طریقے سے نہ ہی اس میک اپ کو ختم کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اسے پہچانا جا سکتا تھا۔

اس میک اپ میں دیر کافی لگتی تھی مگر یہ اتنا پائیدار تھا کہ سالوں ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ کیس کے آغاز سے پہلے عمران نے کئی دنوں کی لگاتار ریسرچ کے بعد میک اپ کی یہ نئی ایجاد کی تھی۔ اور بعد میں اس نے بلیک زیرو کو اس کی خصوصی ٹریننگ بھی دے تھی تاکہ وہ بھی اسے کام میں لا سکے۔

بلیک زیرو جانتا تھا کہ باگوپ اپنے سائے سے بھی بھڑکنے والا انسان ہے۔ اس لئے جولیا پر یہ میک اپ آزمانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس میک اپ میں یہ خصوصیت تھی کہ اس سے چہرے کے اوریجنل تاثرات پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا اور اس پر دوسرا میک اپ چڑھایا جا سکتا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ چونکہ باگوپ بار بار میک اپ کروانے کا عادی ہے اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ جولیا پر بھی دوسرا میک اپ کرنے کا فیصلہ کر لے اور اگر جولیا عام میک اپ میں ہوئی تو اس کا بھانڈا پھوٹ سکتا ہے۔ جبکہ اس آئیوڈین میک اپ پر کوئی بھی میک اپ کیا جا سکتا تھا۔

بلیک زیرو تقریباً دو گھنٹے مسلسل جولیا کے میک اپ میں مصروف رہا۔۔ دو گھنٹے بعد اس نے جولیا کے سامنے آئینہ رکھا تو ایک بار تو جولیا بھی چونک پڑی کیونکہ بالوں کا اسٹائل۔۔۔ ان کے رنگ۔۔۔ چہرے کے خدوخال۔۔ رنگ۔۔ حتیٰ کہ آنکھوں کا رنگ سب کچھ اینڈریا کی طرح تھا۔ اب اس میں اور اینڈریا میں بال برابر بھی فرق نہیں محسوس ہوتا تھا۔

"بہت خوب۔۔۔واقعی تم اس فن کے ماہر ہو"۔۔جولیا کے منہ سے بے اختیار تعریفی کلمات نکل گئے۔

شکریہ مس جولیا۔اب آپ ایسا کریں کہ اس شیشی میں موجود سیال کو اپنے اوپر اچھی طرح مل لیں تاکہ آپ کے جسم کے باقی حصوں کا رنگ بھی اینڈریا کی طرح ہو جائے۔بلیک زیرو نے کہا۔اور پھر وہ خود کمرے سے باہر چلا گیا۔

جولیا نے اس کی ہدایت پر پوری طرح عمل کیا اور واقعی اس کے پورے جسم کی کھال کا رنگ بھی چہرے کے مطابق ہو گیا۔۔کپڑے پہننے کے بعد اس نے ایک بار پھر دروازے پر دستک دی اور بلیک زیرو اندر آ گیا۔

"ٹھیک ہے مس جولیا۔اب آپ آپریشن تھیٹر میں چلیں تاکہ آپ کے کان میں رسیونگ سیٹ لگایا جا سکے"۔۔بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ اسے لئے ہوئے آپریشن تھیٹر میں آ گیا۔وہاں اس نے جولیا کو میز پر لٹا کر پہلے اس کے کان کو سن کرنے والا انجکشن لگایا اور پھر کسی ماہر ڈاکٹر کی طرح اس نے اس کی کھال کو کاٹ کر اس میں تیلی پتی نما رسیونگ سیٹ رکھ کر کھال کو دوبارہ سی دیا اور پھر اس پر ایک ایسی دوا مل دی جسے زخم قطعاً غائب ہو گیا۔

"آخر تم ہو کیا بلا۔۔۔؟میک اپ کے ماہر بھی ہو اور ماہر سرجن بھی"۔۔۔جولیا نے میز پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

میں ایکسٹو کا ایک ادنیٰ خادم ہوں مس جولیا۔اس کے سوا کچھ نہیں"۔۔۔بلیک زیرو نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واقعی ایکسٹو کوئی انسان نہیں ہو سکتا۔۔۔یہ یقیناً کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہے۔۔اس کے راز انسان کی سمجھ سے باہر ہیں"۔۔۔جولیا نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"واقعی محسوس تو ایسے ہی ہوتا ہے"۔۔بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کیا تم نے کبھی ایکسٹو کو دیکھا ہے'۔۔؟جولیا نے اچانک کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"جی ہاں"۔۔۔بلیک زیرو نے جواب دیا اور جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"کہاں دیکھا ہے۔۔کون ہے۔۔۔وہ کیسا ہے"۔۔؟مجھے بتاؤ خدا کے لئے مجھے بتاؤ۔۔جولیا نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"مجھے سیکرٹ سروس کا ہر ممبر ایکسٹو نظر آتا ہے مس جولیا۔۔ایکسٹو نام ہے۔۔ملک کی عزت کا۔۔ملک کے وقار کا۔۔اور جو شخص بھی ملک کی عزت، سلامتی اور وقار کی خاطر اپنی جان پر کھیل جاتا ہے وہ ایکسٹو ہے"۔۔بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔تم تو کوئی فلسفی معلوم ہوتے ہو"۔۔۔جولیا کی امید پر اوس پڑ گئی۔

"اچھا مس جولیا۔۔۔اب آپ کے لئے میرے پاس مزید ہدایات ہیں۔۔شہر کے مغربی حصے میں موجود کارزار ہوٹل کا کمرہ نمبر بیس دوسری منزل آپ کے لئے ریزرو ہے۔باگوپ آپ کو وہیں چھوڑ کر گیا تھا اور آپ ابھی تک وہیں موجود ہیں اور باگوپ کی کال کی منتظر ہیں۔جب آپ باگوپ تک پہنچ جائیں تو انتہائی

ہوشیاری اور چوکنے پن کی ضرورت ہے۔ آپ اب کے بعد جو بات کریں گی وہ ایکسٹو تک پہنچ جائیں گی۔ اس لئے آپ کی نگرانی یا تعاقب بھی نہیں کیا جائے گا تاکہ آپ کی طرف سے باگوپ مشکوک نہ ہو جائے۔ اس کے لئے اسی رسیونگ سیٹ میں تکنیکی تبدیلیاں کر دی گئی ہیں جو آپ کے کان کی لو میں موجود ہے۔ اب آپ کا کام یہ ہو گا کہ آپ باگوپ سے عمران کے متعلق معلوم کریں اس کے ساتھ ساتھ اس سے اس مشن کے متعلق بھی معلوم کریں گی مگر انتہائی ہوشیاری سے۔۔ کسی وقت بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں۔۔ ایکسٹو ہر لمحے آپ کے قریب ہے اور ایک خاص بات کا بھی خیال رکھیں کہ اینڈریا باگوپ کی محبوبہ بھی ہے اور داشتہ بھی۔ مگر ایکسٹو آپ کو انتہائی حد تک جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس لئے آپ کوشش کریں کہ ایسا کوئی موقع پیدا نہ ہو۔ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتا آپ خود سمجھدار ہیں۔۔ "بلیک زیرو نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔ میں سب کچھ سمجھتی ہوں۔۔ آپ بے فکر رہیں۔۔ میں اپنی عزت کی حفاظت کرنا جانتی ہوں"۔۔ جولیا نے بُرا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔۔ اب مجھے اجازت دیجیئے اور آپ ہوٹل چلی جائیں۔۔ بس اس بات کا خیال رکھیں کہ اس لمحے کے بعد آپ جولیا نہیں اینڈریا ہیں۔۔ خدا حافظ۔۔ "بلیک زیرو نے کہا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

جولیا چند لمحے بیٹھی رہی پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔۔ اس نے ایک لمحے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی دانش منزل کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹائیگر نے کاریونٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ سے کافی دور ایک چوک پر کار روکی۔۔ وہ اس وقت ایک نئے میک اپ اور چست لباس میں موجود تھا۔ وہ اس بار پوری طرح تیار ہو کر آیا تھا۔ باگوپ نے جس طرح اُسے میک اپ بدل کر ڈاج دی تھی اس سے وہ اُس سے بری طرح خار کھائے ہوئے تھا اور اب وہ یہ فیصلہ کر کے گھر سے نکلا تھا کہ باگوپ کو کاندھے پر لاد کر عمران کے سامنے لا پٹخے گا۔

اس وقت سورج غروب ہونے والا تھا اور چونکہ یونٹ کالونی ابھی تک زیر تعمیر تھی اس لئے اتنی آبادی بھی نہ تھی۔ کوٹھی نمبر بارہ کے ارد گرد ابھی خالی پلاٹ پڑے ہوئے تھے۔ جن میں جنگلی گھاس اگا ہوا تھا۔

ٹائیگر کوٹھی نمبر بارہ کی پشت پر آگیا اور پھر ادھر اُدھر دیکھتا ہوا وہ کوٹھی کی بیرونی دیوار کے نیچے آکر رک گیا۔ اس نے جیب سے ایک پتلی سی رسی نکالی اور پھر اس کے ایک سرے پر لگے ہوئے فولادی کنڈے کو گھما کر اس نے سیٹ کیا اور ہاتھ بڑھا کر کمند دیوار پر پھینک دی۔ فولادی کنڈا دیوار کی دوسری طرف کسی درز میں اٹک گیا۔

ٹائیگر نے رسی کو اچھی طرح کھینچ کر چیک کیا اور پھر ایک بار غائر نظروں سے ماحول کا جائزہ لے کر رسی سہارے تیزی سے دیوار پر چڑھتا چلا گیا۔ وہ چند لمحے دیوار پر لیٹا رہا۔۔ پھر اس نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی اور رسی کو لپیٹ کر جیب میں رکھنے لگا۔

کوٹھی کی پشت پر باغ تھا اور ٹائیگر باڑ کی آڑ میں رکا ہوا تھا۔ رسی کو جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے رینگتا ہوا کوٹھی کی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر جیسے ہی وہ ایک باڑ سے نکل کر دوسری باڑ کی آڑ میں محسوس ہوا وہ دب گیا کیونکہ اسے عمارت کے شمالی کونے کی طرف سے کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی اور پھر ایک قوی ہیکل نوجوان ہاتھ میں مشین گن اٹھائے آتا ہوا نظر آیا۔

نوجوان کی تیز نظریں باغ کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔ اُسے شائد ٹائیگر کے نیچے گرنے کا دھماکہ سنائی دے گیا تھا اور وہ اسی آواز کو سن کر ادھر آیا تھا۔

ٹائیگر باڑ کے پیچھے بے حس و حرکت دبکا ہوا تھا۔۔ اس کا خیال تھا کہ وہ آنے والا جائزہ لے کر واپس چلا جائے گا مگر آنے والا شائد ضرورت سے زیادہ ہی ہوشیار تھا یا وہمی تھا۔ وہ چند لمحے کھڑا جائزہ لیتا رہا اور پھر اس کا رخ پچھلی دیوار کی طرف ہو گیا۔ اب وہ دیوار کے ساتھ باڑ کے پیچھے پچھلی طرف کا جائزہ لیتے ہوئے ٹھیک ٹائیگر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

جب وہ نوجوان اس جگہ پہنچا جہاں ٹائیگر گرا تھا وہ چونک کر اب سیدھا ہو گیا مشین گن اس نے سیدھی کر لی۔ اُسے ٹائیگر کے قدموں کے نشانات نظر آ گئے۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ اُسے چیک کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے بڑی آہستگی سے جیب سے سائلنسر لگا ہوا ریوالور نکالا اور پھر باڑ کی آڑ میں اس کا رخ نوجوان کی طرف کرنے لگا مگر اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا۔ نوجوان کے ہاتھوں نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور مشین گن کا قہقہہ کا گونج اُٹھا۔ اس نے شاید باڑ کی معمولی سی حرکت بھی چیک کر لی تھی۔

مشین گن کی گولیاں عین اس جگہ کی طرف لپکیں جہاں ٹائیگر موجود تھا۔ اگر ٹائیگر کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً اس کا جسم مکھیوں کے چھتے میں تبدیل ہو جاتا مگر ٹائیگر نے بروقت اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور قلابازی کھا کر باڑ کے پیچھے ہی اپنی جگہ بدل لی اور پھر اس سے پہلے کہ مشین گن کا رخ بدلتا وہ ٹریگر دبا چکا تھا۔ ٹائیگر کے ریوالور سے نکلنے والی گولی ٹھیک نوجوان کے سینے پر پڑی اور وہ چیخ مار کر باڑ کے پیچھے اُلٹ گیا۔

مشین گن چلنے کی آواز سن کر عمارت میں موجود دیگر افراد تیزی سے پائیں باغ کی طرف دوڑے مگر اس سے پہلے کہ وہ پائیں باغ میں پہنچتے۔ ٹائیگر ہر ممکن تیزی سے بھاگتا ہوا عمارت کے جنوبی کونے میں موجود گلی کی آڑ میں ہو گیا۔ کیونکہ اُسے قدموں کی آوازیں عمارت کے شمالی کونے کی طرف سے سنائی دی تھیں۔

پھر جیسے ہی اس نے چار مسلح افراد کو شمالی کونے سے برآمد ہوتے دیکھا تو وہ دبے قدموں تیزی سے جنوبی گلی سے ہوتا ہوا عمارت کے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اپنے ساتھی کو زخمی دیکھ کر مسلح افراد پوری کوٹھی کا چپہ چپہ چھان ماریں گے۔ چنانچہ وہ عمارت کے سامنے کی طرف سے جانے کا رسک لینے کی بجائے وہیں جنوبی گلی میں ہی رک گیا۔ وہاں اُسے پانی کا ایک پائپ چھت پر جاتا دکھائی دیا۔

چنانچہ اُس نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر بندر کی طرح پائپ پر چڑھتا چلا گیا۔اس نے فرش سے چھت تک پہنچنے میں زیادہ سے زیادہ تین منٹ لگائے ہوں گے۔ چھت خالی پڑی تھی۔ وہ لپک کر چھت کی منڈیر کی دوسری طرف قلا بازی کھا گیا اور اسی لمحے دو مسلح افراد جنوبی گلی میں داخل ہوئے اور دوڑتے ہوئے عمارت کے سامنے کی طرف چلے گئے۔ اگر ٹائیگر کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ یقیناً ان کی نظروں میں آ جاتا۔

چھت پر پہنچ کر ٹائیگر تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا جو نیچے جانے والی سیڑھیوں سے متعلق تھا۔ کھلی چھت پر زیادہ دیر تک رک کر وہ اپنے آپ کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

سیڑھیوں سے نیچے اترتا ہوا وہ درمیانی منزل پر پہنچا اور پھر ایک راہداری سے ہوتا ہوا کمروں کی پچھلی طرف بنی ہوئی بالکونی میں آ گیا۔ یہ بالکونی بند تھی۔ پچھلی طرف اس میں سیمنٹ کی جالیاں بنی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر دبے قدموں بالکونی میں بڑھتا چلا گیا۔

ابھی وہ بالکونی کے درمیاں میں پہنچا تھا کہ اس نے سیڑھیوں کی طرف سے کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس کی۔ بالکونی میں لکڑی کے بڑے بڑے ڈبے موجود تھے۔ وہ ان ڈبوں کی آڑ میں دبک گیا۔ آنے والے دو افراد تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں انہوں نے بالکونی کے آغاز میں کھڑے ہو کر ایک نظر بالکونی کا جائزہ لیا اور پھر واپس مڑ گئے۔

ٹائیگر چند لمحے وہیں دبکا ان کے قدموں کی آہٹ سنتا رہا اور پھر جب قدموں کی آواز معدوم ہو گئی تو وہ ڈبوں کی آڑ سے نکلا اور پھر ایک کھڑکی کی طرف بڑھا جس میں شیشے لگے ہوئے تھے۔اس نے شیشے سے جھانکا اور دوسرے لمحے وہ چونک کر پیچھے ہٹ گیا۔اُسے اپنی آنکھوں پر اعتبار نہ آ رہا تھا۔

چند لمحے سر پر ہاتھ پھیرنے کے بعد وہ دوبارہ آگے بڑھا اور شیشے سے جھانکنے لگا۔اس نے دیکھا کہ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کے درمیاں پڑے ہوئے پلنگ پر عمران بڑے اطمینان سے سویا ہوا تھا۔ ٹائیگر کافی دیر بغور عمران کو دیکھتا رہا۔ پہلے اس کے ذہن کو جھٹکا اس لئے لگا کہ کہیں یہ عمران کی لاش نہ ہو مگر بغور دیکھنے پر اُسے اطمینان ہو گیا کہ عمران زندہ ہے۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ کسی طرح نیچے جا کر سب سے پہلے عمران کو یہاں سے نکالے مگر اس سے پہلے کہ وہ پیچھے ہٹتا اچانک اس کے کانوں میں ایک کرخت آواز پڑی۔

"ہینڈز اپ۔۔ خبردار اگر حرکت کی"۔

ٹائیگر ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا دیئے۔ کیونکہ مشین گنوں کی نالیں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ یہ وہی دو مسلح افراد تھے جو اسے قبل بالکونی کا جائزہ لے کر واپس چلے گئے تھے۔ مگر شائد مطمئن نہیں ہوئے تھے۔اس لئے وہ واپس آئے تھے۔ مگر اس بار ٹائیگر ان کے قدموں کی آہٹ نہ سن سکا کیونکہ اس کا ذہن عمران کی طرف متوجہ تھا۔

"دوسری طرف منہ کر لو"۔۔ان میں سے ایک نے اُسے حکم دیا۔اور ٹائیگر نے ان کی طرف پشت کر لی۔

ان میں سے ایک مشین گن بردار تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔وہ شائد ٹائیگر کی جامہ تلاشی لینا چاہتا تھا۔مگر اس وقت ٹائیگر کے اعصاب مکمل طور پر بیدار تھے اس نے ان دونوں سے یہیں نپٹنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

چنانچہ مشین جیسے ہی مشین گن بردار اس کے قریب پہنچا۔ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مشین گن بردار سنبھلتا۔ٹائیگر نے اسے زور سے دھکا دیا اور مشین گن برادر اچھل کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے مشین گن برادر سے جا ٹکرایا پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر جا گرے۔ان دونوں سے نیچے گرتے ہی حتی الوسیع تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر ٹائیگر تو بجلی بنا ہوا تھا اس نے پلک جھپکنے میں سائلنسر لگا ہوا ریوالور نکالا اور پھر وہ ٹریگر دباتا چلا گیا اور وہ دونوں اُٹھنے کی کوشش میں ہی وہیں زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ٹائیگر کے ریوالور سے نکلنے والی چاروں گولیاں ٹھیک ان کے سینوں پر پڑی تھیں اور وہ بے چارے چیخ بھی نہ سکے۔

جب ٹائیگر کو یقین ہو گیا کہ وہ ٹھنڈے پڑ گئے ہیں تو اس نے ریوالور جیب میں ڈالا اور ان میں سے ایک کی مشین گن اٹھا کر وہ بالکونی سے ہوتا ہوا دوبارہ سیڑھیوں میں آ گیا۔

اب اس کا رخ پچھلی منزل کی طرف تھا۔نچلی منزل پر سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو اس وقت کھلا ہوا تھا۔ٹائیگر سیڑھیاں اترتا ہوا اس دروازے کے قریب آ کر رک گیا اور باہر کی آہٹ پر کان لگا دیئے مگر اسے ہر طرف خاموشی محسوس ہو رہی تھی۔

چند لمحوں کے بعد اس نے دروازے کی اوٹ سے سر باہر نکال کر دیکھا سیڑھیوں کا اختتام برآمدے میں ہو رہا تھا۔اور برآمدہ خالی تھا۔اس نے ایک لمحے کے لیے برآمدے کا جائزہ لیا اور پھر جھپٹ کر باہر آ گیا۔

مگر باہر آتے ہی وہ ایک بار چکرایا اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود۔سر پر اچانک پڑنے والی ضرب خاصی زوردار تھی اور پھر دوسری ضرب نے اُسے سنبھلنے کے قابل ہی نہ چھوڑا اور وہ وہیں فرش پر ہی ڈھیر ہو گیا۔اس کا ذہن تاریکیوں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔

باگوپ بڑے غصیلے انداز میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔اُسے کسی شخص کے کوٹھی میں داخل ہونے کی خبر مل چکی تھی اور اس بات کی رپورٹ بھی مل گئی تھی کہ اس کا ایک ساتھی اس آنے والے کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے۔مگر وہ آدمی گدھے کے سر سے سینگ کی طرح پُراسرار طور پر غائب ہو چکا تھا۔

باگوپ نے اسے ہر ممکن طریقے سے تلاش کرنے کا حکم دیا تھا اُسے غصہ اس بات پر تھا کہ اس کے آدمی ناکارہ ثابت ہو رہے ہیں جو کوٹھی میں داخل ہونے والے ایک آدمی کو بھی کور نہیں کر سکے۔

اچانک دروازہ کھلا اور وہ ٹہلتے ٹہلتے چونک کر رک گیا دو آدمی اندر داخل ہوئے ان میں سے ایک کے کندھے پر ٹائیگر لدا ہوا تھا اس نے بیہوش ٹائیگر کو باگوپ کے سامنے فرش پر پٹخ دیا۔

"یہ آدمی بالکونی میں چھپا ہوا تھا۔میں نے اس کی آہٹ سیڑھیوں پر سن لی تھی چنانچہ جیسے ہی یہ باہر نکلا میں نے اس کے سر ضرب لگا کر اسے بیہوش کر دیا اس نے بالکونی میں ہمارے دو ساتھیوں کو بھی ختم کر دیا ہے۔" ان میں سے ایک نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

باگوپ نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کو سیدھا کیا اور اس کا چہرہ دیکھنے لگا اسے حیرت اس بات پر تھی کہ اسے اس کے نئے ہیڈ کوارٹر کا پتہ کیسے چلا۔۔

ٹائیگر کا چہرہ دیکھنے کے بعد وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسے اٹھا کر کرسی پر اچھی طرح باندھ دو اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ۔ میں اس سے وہ ذریعہ پوچھنا چاہتا ہوں جس سے اسے ہیڈ کوارٹر کے متعلق علم ہوا ہے۔"

اس کے ساتھیوں نے فرش پر پڑے ٹائیگر کو اٹھا کر کرسی سے باندھ دیا۔ اور پھر ان میں سے ایک نے پانی لا کر ٹائیگر کے چہرے پر چھڑکنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"الیکٹرک کاویہ لے کر آؤ۔" باگوپ نے کہا اور پھر اس کا ساتھی تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کون ہو تم۔۔اور یہاں تمہیں کس نے بھیجا ہے"۔؟ باگوپ نے ٹائیگر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔۔

"میں چوری کرنے اندر داخل ہوا تھا مگر تمہارے آدمیوں نے مجھے پکڑ لیا۔" ٹائیگر نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔۔

"ہوں۔۔" باگوپ نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

اور پھر دروازہ کھلا مگر اس بار کاویہ لے کر آنے والے کی بجائے اینڈریا اور مارٹن نظر آئے۔۔

"باس۔۔ یہ لڑکی گیٹ پر آئی ہے اس نے کوڈ دوہرایا تھا اس لئے آپ کے حکم کے مطابق میں اسے یہاں لے آیا ہوں" مارٹن نے مودبانہ انداز میں کہا۔۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔ یہ شخص کون ہے؟" اینڈریا نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں باگوپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"ٹھیک ہے مارٹن یہ لڑکی اینڈریا ہے میری ساتھی میرے بعد یہ تمہاری باس ہو گی اس کا حکم میرا حکم ہے سب کو مطلع کر دو" باگوپ نے اینڈریا کی بات کا جواب دینے کی بجائے مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس۔" مارٹن نے مودبانہ انداز میں سر جھکائے ہوئے جواب دیا اور پھر واپس مڑ گیا۔۔

"آؤ اینڈریا یہاں بیٹھ جاؤ۔۔ یہ شخص ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا ہے اس نے میرے تین ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب میں نے اس سے اس کی اصلیت اگلوانی ہے"۔۔ باگوپ نے اینڈریا سے مخاطب ہو کر کہا۔۔

"ہوں۔۔" اینڈریا نے جواب دیا اور پھر اطمینان سے چلتی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔۔

اسی لمحے کاویہ لے کر آنے والا نوجوان بھی اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں الیکٹرک کاویہ موجود تھا۔

"اسے پلگ میں لگا دو۔۔" باگوپ نے کہا۔ اور نوجوان نے کاویے کی تار کو پلگ میں لگا دیا اور کاویہ باگوپ کے ہاتھ میں دے دیا۔۔

"دیکھو نوجوان میں تمہیں صرف ایک منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ اپنے متعلق سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ ورنہ میں یہ کاویہ تمہاری آنکھوں میں گھسیڑ دوں گا" باگوپ نے کاویہ کا سرا ٹائیگر کی آنکھ کی طرف بڑھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں میں چوری کی نیت سے کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔" ٹائیگر نے اسی طرح اطمینان سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم یوں باز نہیں آؤ گے" باگوپ نے پھنکارتے ہوئے کہا اور پھر الیکٹرک کاویہ کا سرا بندھے ہوئے ٹائیگر کی آنکھ کی طرف بڑھا دیا۔ اس کا انداز اتنا جارحانہ تھا کہ ٹائیگر نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ باگوپ جو کچھ کہہ رہا ہے وہی کرے گا۔ مگر وہ اپنی اصلیت بتانے سے مجبور تھا کیونکہ اس کی تربیت کچھ اس انداز میں ہوئی تھی کہ چاہے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے وہ اپنی اصلیت نہیں بتا سکتا تھا۔۔

ادھر اینڈریا کے روپ میں جولیا یہ سوچ رہی تھی کہ یہ نوجوان کون ہے کیونکہ اس کی قد و قامت کا کوئی آدمی سیکرٹ سروس میں نہیں تھا۔ اور پھر بقول ایکسٹو کے تمام سیکرٹ سروس ہسپتال میں پڑی ہوئی ہے اس لئے اُسے اس بات کا تو یقین تھا کہ یہ نوجوان سیکرٹ سروس سے متعلق نہیں ہے۔ پھر آخر یہ کون ہے؟ کیا واقعی یہ کوئی عام چور ہے؟ مگر وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکی تھی۔

پھر جیسے ہی کاویہ کا گرم سرا ٹائیگر کی پلکوں سے ٹکرایا ٹائیگر چیخ پڑا۔ "ٹھہرو۔۔ میں بتاتا ہوں۔" باگوپ نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

"اگر میں تمہیں سب کچھ بتا دوں تو اس بات کا کیا یقین ہے کہ تم میری بات کا اعتبار کر لو گے۔"؟ ٹائیگر نے کہا۔۔

"تم جو کہنا چاہتے ہو کہو۔۔ اس بات کا فیصلہ میں خود کرونگا کہ آیا تم سچ بول رہے ہو یا نہیں۔۔ اور سنو۔۔ میں یہ آخری تنبیہہ کر رہا ہوں کہ تم اپنی اصلیت اگل دو اگر تم نے مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی تو نتیجہ تمہارے حق میں انتہائی خطرناک نکلے گا"۔۔ باگوپ نے کہا۔۔

پھر اس سے پہلے ٹائیگر کچھ کہتا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور نوجوان نے اندر داخل ہو کر کہا۔

"سر روم نمبر فائیو میں موجود نوجوان کو ہوش آگیا ہے۔"

"عمران ہوش میں آگیا ہے۔" باگوپ نے چونکتے ہوئے کہا۔۔

"عمران وہ یہاں کہاں آگیا۔"؟ اینڈریا نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔۔

"میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ میں نے ایک کارنامہ انجام دیا ہے۔۔ آؤ پہلے عمران سے مل آئیں اس سے بعد میں بات کریں گے۔" باگوپ نے فخریہ لہجے میں کہا اور پھر اپنے آدمیوں کو ٹائیگر کی نگرانی کا حکم دے کر وہ

اینڈریا کا بازو پکڑے کمرے سے باہر آگیا۔اس کے قدم تیزی سے روم فائیو کی طرف اٹھ رہے تھے جہاں عمران موجود تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمران کو جب ہوش آیا تو وہ چند لمحے تو خالی الذہنی کی کیفیت میں بستر پر پڑا کمرے کی چھت کو گھورتا رہا۔آخر آہستہ آہستہ شعور کی دھندلی پر چھائیاں لاشعور پر چھاتی چلی گئیں اور اُسے سب کچھ یاد آگیا کہ کس طرح وزارت خارجہ کے سٹرانگ روم کی نگرانی کے دوران دھماکے سے اڑنے والی دیوار کے ٹکرانے سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

اس نے چونک اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔وہ بار بار اپنے جسم کو ٹٹول رہا تھا مگر سوائے سر میں ہلکی سی ٹیس کی موجودگی کے وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھا۔البتہ کمزوری ضرور محسوس ہو رہی تھی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے اندر جھانکا اُسے بستر پر بیٹھے دیکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور دروازہ باہر سے بند کر کے بھاگتا چلا گیا۔۔

"یہ میں کہاں آگیا ہوں۔۔کمرہ تو بالکل ہی نامانوس سا ہے۔"عمران نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔

کمزوری کی زیادتی کی بنا پر وہ ایک بار پھر بستر پر لیٹنے پر مجبور ہو گیا۔اس کا ذہن مختلف کیفیات کا شکار ہو رہا تھا۔اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن میں کوئی چیز اُلٹ پلٹ ہو رہی ہو۔

اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک لڑکی اور ایک نوجوان اندر داخل ہوئے عمران انہیں دیکھ کر ایک بار پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

"ہیلو عمران۔۔اب تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کر رہے ہو"نوجوان نے آگے بڑھ کر عمران کے نزدیک آ کر کہا۔۔

"ٹھیک ہی ہوں۔۔صرف سر میں کچھ کلبلاہٹ سی محسوس ہو رہی ہے"عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔تم شدید زخمی ہو گئے تھے اتنے کہ تمہارے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی ہسپتال والوں نے تمہارے علاج سے انکار کر کے تمہیں ہسپتال سے باہر پھینک دیا تھا۔لیکن مجھے تم سے ہمدردی تھی اس لئے میں تمہیں اٹھا کر یہاں لے آیا اور تمہارا علاج کیا اور اب دیکھو تم ٹھیک ٹھاک ہو"نوجوان نے جو باگوپ تھا ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔اس کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ۔۔۔مگر تم کون ہو؟میں تو تمہیں نہیں جانتا۔"عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔۔

"میرا نام باگوپ ہے اور یہ میری ساتھی اینڈریا ہے۔"باگوپ نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔۔

اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے باگوپ کا لفظ سنتے ہی اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہونے لگے ہوں اور پھر چند لمحوں بعد اُسے یوں محسوس ہوا جیسے دنیا میں اس کا ہمدرد صرف باگوپ ہی ہو۔۔۔

"اوہ باگوپ واقعی تم نے میری جان بچا کر مجھ پر احسان کیا ہے۔" عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔۔

باگوپ کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی جبکہ اینڈریا کی نظروں میں انتہائی حیرت کے تاثرات تھے۔۔

"تم جس ملک کی خاطر اپنی جان ہتھیلی پر لئے ہوتے ہو اس ملک نے تمہیں ناکارہ سمجھ کر پھینک دیا اس لئے اب تم میرے ساتھ ملکر اس ملک کے خلاف کام کرو گے" اس بار باگوپ کا لہجہ تحکمانہ تھا۔۔

"ٹھیک ہے اب مجھے صحیح اندازہ ہو گیا ہے کہ جسے میں دوست سمجھتا تھا وہ میرا دشمن نکلا اور جسے میں اپنا دشمن سمجھتا تھا وہ میرا حقیقی دوست ہے میں ضرور تمہارے ساتھ ملکر اس ملک کے خلاف کام کروگا" عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اُسے واقعی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دنیا میں اس کا حقیقی دوست صرف باگوپ ہو۔

"ٹھیک ہے۔۔ کیا تم اپنے آپ میں کوئی کمزوری محسوس کر رہے ہو۔۔؟" باگوپ نے کہا۔۔

"نہیں۔۔ اب میں ٹھیک ہوں۔۔ صرف ذہن میں ہلکی سی ٹیس کا احساس موجود ہے۔۔" عمران نے جواب دیا۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔ آہستہ آہستہ یہ بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ آؤ میرے ساتھ اور ہم ملکر اس دشمن ملک کے خلاف کام کرنے کا کوئی لائحہ عمل بنائیں۔" باگوپ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران فوراً ہی بستر سے اتر کر کھڑا ہو گیا۔۔

اینڈریا بھی حیرت زدہ انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ کبھی باگوپ کو دیکھتی اور کبھی عمران کو۔۔

"حیرت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں اینڈریا۔۔ اب مرتے دم تک عمران ہمارا دوست ہے ہمارا ساتھی ہے۔" باگوپ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران کا ہاتھ پکڑ کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔۔

اینڈریا خاموشی سے ان کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔۔

راہداری سے ہوتے ہوئے وہ دوبارہ اسی کمرے میں آگئے جہاں ٹائیگر کرسی سے بندھا ہوا تھا۔۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے ٹائیگر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا ادھر عمران کی نظریں جیسے ہی ٹائیگر پر پڑیں وہ چونک پڑا،

ٹائیگر گو میک اَپ میں تھا مگر ظاہر ہے کہ عمران کی باریک بین نظروں سے وہ کیسے بچ سکتا تھا۔۔

"ٹائیگر تم"۔۔؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔۔

"کیا یہ تمہارا ساتھی ہے"۔۔؟ باگوپ نے چونک کر پوچھا۔۔

"ہاں۔۔ پہلے ضرور تھا مگر اب یہ میرا دشمن ہے" عمران نے دانت بھنیچتے ہوئے کہا۔۔

"کیا یہ سیکرٹ سروس سے متعلق ہے"۔۔؟ باگوپ نے دوسرا سوال کیا۔۔

"نہیں۔۔ یہ میرا پرسنل آدمی ہے اور اسے میں ہی اپنے ہاتھوں سے ختم کروں گا۔ مجھے ریوالور دو۔۔ میں زیادہ دیر تک اس کا وجود برداشت نہیں کر سکتا" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔۔

"زیادہ جذبات میں آنے کی ضرورت نہیں عمران میں نے اس سے یہ پوچھنا ہے کہ اسے میرے ہیڈ کوارٹر کا پتا کیسے چلا"۔۔ باگوپ نے سخت لہجے میں کہا۔۔

"یہ میں ابھی پوچھ لیتا ہوں۔" عمران نے جواب دیا اور پھر وہ ٹائیگر کی طرف بڑھنے لگا۔۔

ٹائیگر حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا اُسے عمران کا انداز کچھ بدلا بدلا معلوم ہو رہا تھا اس نے اپنے آپ کو یہ سوچ کر مطمئن کر لیا کہ عمران یقیناً کوئی چال چل رہا ہے۔۔

عمران ٹائیگر کے قریب آ کر ایک لمحے کے لیے رکا دوسرے لمحے اس نے ایک ہاتھ سے ٹائیگر کے بال پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے ایک زبردست تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھپڑ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا تھپڑا اتنی قوت سے مارا گیا تھا کہ ٹائیگر کا گال پھٹ گیا اور اس سے خون بہنے لگا۔۔

ٹائیگر نے تکلیف کی شدت سے ہونٹ بھینچ لئے۔۔

"بتاؤ۔۔ تمہیں ہیڈ کوارٹر کے متعلق کس نے بتایا تھا"۔۔؟ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔اس کا لہجہ یکسر اجنبیت لئے ہوئے تھا۔۔

"میں نے خود کلیو لگایا تھا" ٹائیگر نے مدھم لہجے میں جواب دیا۔۔

"کیسے کلیو لگایا تھا جلدی بتاؤ۔۔ ورنہ پوری بتیسی باہر نکال دونگا" عمران نے اس کے بالوں کو زور سے جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔۔

"مجھے اس پر شک پڑا تو میں نے اس کا تعاقب کیا یہ نارتھ ایسٹ بلڈنگ کی چوتھی منزل پر موجود دفتر انٹرنیشنل گولف ایسوسی ایشن میں گیا میں نے ان کی بات چیت سنی جس سے مجھے معلوم ہوا کہ ان کا ہیڈ کوارٹر یہ ہے چنانچہ میں یہاں چلا آیا۔۔" ٹائیگر نے جواب دیا اب ظاہر ہے وہ چھپا کر کیا کرتا جبکہ پوچھنے والا خود عمران تھا۔۔

"کیا یہ درست کہہ رہا ہے۔"؟ عمران نے باگوپ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔۔

"ہاں۔۔ کہہ تو درست رہا ہے مگر میں حیران ہوں کہ اس نے ہماری بات سنی کیسے"۔۔؟ باگوپ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔۔

"اس بات کو چھوڑو۔۔اسے میں نے خود ٹریننگ دی ہے اور میرا آدمی ناممکن کو بھی ممکن کر لیتا ہے" عمران نے ٹائیگر کے بال چھوڑ کر دوبارہ باگوپ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اس نے دوسرے کسی کو کچھ نہیں بتایا ہوگا" باگوپ نے سوچتے ہوئے کہا۔۔

"ہاں۔۔ تمہارا خیال درست ہے اگر یہ رپورٹ کرتا تو صرف مجھے اس لیے اگر ہم اسے ختم کر دیں تو ہمارے ہیڈ کوارٹر کا راز راز ہی رہے گا۔" عمران نے جواب دیا۔۔

"یہ ٹھیک ہے۔۔اس کا ختم کرنا ہی ضروری ہے۔" باگوپ نے بھی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔

"تولاؤ ریوالور مجھے دو میں ایک ہی گولی سے اس کا قصہ پاک کر دیتا ہوں۔" عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔۔

"نہیں۔۔یہ کام میرے آدمی بخوبی کر سکتے ہیں۔۔آؤ ہم اس سے زیادہ اہم موضوع پر بات کرتے ہیں" باگوپ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا شاید وہ ابھی عمران کی طرف سے پوری طرح مطمئن نہیں تھا اس لئے وہ اس کے ہاتھ میں ریوالور دیتے ہوئے کترا رہا تھا۔۔

"چلو جیسے تمہاری مرضی لیکن اگر کوئی گڑبڑ ہو گئی تو پھر مجھے گلہ نہ دینا۔" عمران نے کہا۔۔

"کیسی گڑبڑ۔۔؟" باگوپ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔۔

"میرا مطلب ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تمہارے آدمیوں سے فرار ہو جائے۔۔" عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں بندھا ہوا آدمی کیسے فرار ہو سکتا ہے۔" باگوپ نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے کمرے میں موجود اپنے دو آدمیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"ہمارے جانے کے بعد اسے گولی مار دینا اور اس کی لاش شہر کے کسی گٹر میں پھینک دینا۔"

"آپ کے حکم کی تکمیل ہو گی باس۔" ان میں سے ایک نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا۔۔

"آؤ عمران۔۔آؤ اینڈریا۔" باگوپ نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ دونوں کو لئے ہوئے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جولیا کے میک اَپ سے فارغ ہو کر بلیک زیرو دوبارہ آپریشن روم میں آ گیا اور اس نے وہ ٹرانسمیٹر آن کر کے اپنے سامنے رکھ لیا جس کا تعلق جولیا کے کان کی لو میں لگے ہوئے رسیونگ سیٹ سے تھا۔

جولیا ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل پہنچ گئی اور پھر جب اس نے باگوپ کے ساتھ ٹرانسمیٹر پر بات چیت کی تو وہ ساری بات چیت بلیک زیرو نے بھی سُن لی اور اس طرح اسے یہ علم ہو گیا کہ مجرموں کا ہیڈ کوارٹر یونٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں ہے۔ بلیک زیرو نے اٹھ کر الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر مخصوص فریکونسی سیٹ کی یہ ٹرانسمیٹر آلہ سماعت کی طرز پر بنایا گیا تھا۔ یہ بالکل اسی طرح کا تھا جس طرح بہرے کانوں میں لگاتے ہیں۔۔

بلیک زیرو نے اس کا رسیور کان میں لگایا اور ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر اس نے بڑی تیزی سے اپنا میک اَپ کیا لباس تبدیل کر کے اس نے ریوالور لوڈ کر کے جیب میں ڈالا اور پھر ایکسٹو کی مخصوص نقاب بھی اٹھا کر جیب میں ڈال لی اس کے بعد اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور زیرو ہاؤس کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔۔

"یس جوزف دی گریٹ سپیکنگ۔"

"طاہر بول رہا ہوں جوزف فور اَیونٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ پر پہنچ جاؤ۔۔ مسلح ہو کر آنا۔اور کوٹھی کے قریب چھپ جانا۔میں وہیں آرہا ہوں میں نے سرخ ٹائی لگائی ہو گی بس اس سے مجھے پہچان لینا کیونکہ میں میک اَپ میں ہوں گا" بلیک زیرو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔۔

"عمران صاحب کہاں ہیں وہ تو اب مجھ سے بات بھی نہیں کرتے۔" جوزف نے کہا۔۔

"عمران صاحب زخمی ہو گئے ہیں اور شاید انہیں زخمی حالت میں اغوا کر کے اسی کوٹھی میں لے گئے ہیں۔" طاہر نے اسے بتایا۔۔

"اوہ گاڈ میرا باس زخمی ہے اور میں یہاں مزے میں بیٹھا ہوں۔طاہر صاحب میں اس کوٹھی کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔بس میں آرہا ہوں۔" جوزف کی آواز میں بے پناہ جوش اور غصہ جھلک رہا تھا۔

"جذباتی بننے کی ضرورت نہیں اس طرح عمران کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے میری ہدایات کے بغیر تم نے کچھ نہیں کرنا ورنہ میں عمران کو تمہاری شکایت کر دوں گا" بلیک زیرو نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

"اچھا۔جیسے آپ کہیں۔" جوزف کے لہجے میں مایوسی تھی۔۔

"بس تم وہیں پہنچ کر میرا انتظار کرو۔" بلیک زیرو نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔۔

اس نے جوزف کو شکایت کی دھمکی دے کر رام کر لیا تھا ورنہ اسے جوزف کے جذباتی پن کی خبر تھی کہ وہ وہاں جا کر بلا دریغ کوٹھی کے اندر گھس جاتا اور فائرنگ شروع کر دیتا۔

ٹیلیفون سے فارغ ہو کر بلیک زیرو سے گیراج سے کار نکالی اور دانش منزل سے نکل کر اس کا رُخ یونٹ کالونی کی طرف تھا۔

جب اس کی کار یونٹ کالونی کے قریب پہنچی تو اس نے کار ایک طرف جھنڈ میں روکی اور پھر کار کی سیٹ اٹھا کر اس نے اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین گن اٹھائی اور اسے اپنے کوٹ کے اندر رکھ کر وہ دروازہ بند کر کے باہر نکل آیا۔ باہر آکر اس نے آلہ سماعت کا بٹن دبایا۔ بٹن دباتے ہی اس کے کانوں میں آواز آئی۔۔

"ہیلو عمران۔۔اب تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کر رہے ہو۔۔"؟ آواز کسی نوجوان کی معلوم ہو رہی تھی۔

بلیک زیرو عمران کا نام سُن کر بُری طرح چونک پڑا۔۔

"ٹھیک ہی ہوں صرف سر میں کچھ کلبلاہٹ سی محسوس ہو رہی ہے۔۔" عمران کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی اس کے دل میں لڈو پھوٹنے لگے کہ عمران بخیریت ہے اب اسے کسی قسم کا فکر نہ تھا اول تو عمران اپنا دفاع بخوبی کر سکتا تھا اور پھر وہ خود باہر موجود تھا اینڈریا کے روپ میں جولیا اندر موجود تھی۔۔

اب وہ مکمل طور پر مطمئن ہو گیا اور پھر وہ آگے بڑھنے کی بجائے مڑ کر واپس کار کی طرف چل پڑا اور کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا وہ پہلے ان کی باتیں سُن کر مکمل حالات جاننا چاہتا تھا مگر جیسے جیسے گفتگو آگے بڑھتی چلی گئی وہ بے چین اور مضطرب ہوتا چلا گیا۔ عمران کی بات چیت سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ مجرموں کے ساتھ مل گیا ہے مگر عمران کا کردار اس قسم کا نہ تھا کہ وہ کوئی ایسی حرکت کرتا۔۔اس نے سینکڑوں بار ایسا

ہوتے دیکھا تھا کہ عمران بظاہر مجرموں سے مل جاتا تھا مگر بعد میں وہ مجرموں کی گردنیں توڑنے میں ایک لمحے کے لئے بھی نہ جھجکتا اس لئے وہ اپنے آپ کو یہی تسلی دیکر مطمئن کر رہا تھا۔

مگر جب ٹائیگر کا ذکر آیا تو وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔ اُسے یہ خیال بھی نہ تھا کہ ٹائیگر پہلے ہی ہیڈ کوارٹر کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اسے اور تسلی ہو گئی کہ اب باگوپ کا نکل جانا ناممکن ہو گیا ہے۔ مگر پھر تیزی سے حالات بدلتے چلے گئے۔ عمران ٹائیگر کو ختم کرنے پر تُلا ہوا تھا اور اس کے لہجے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر عمل بھی کر گزرے گا۔۔

بلیک زیرو کو عمران کے ساتھ کام کرتے ہوئے عرصہ گزر گیا تھا اور اس کا ہر انداز پہچانتا تھا۔ اس لئے اسے ایک بار تشویش ہونے لگی۔ اور اس وقت تو اُسے عمران کی تبدیلی کا یقین ہو گیا جب اس نے تھپڑ کی آواز سُنی وہ چونک کر کار سے باہر نکل آیا اس کا رواں رواں مضطرب اور بے چین تھا۔ حالات کی یہ غیر متوقع تبدیلی اس کے ذہن کے کسی خانے میں فٹ نہ ہو رہی تھی وہ کسی بھی طرح اپنے آپ کو مطمئن نہ کر پا رہا تھا۔ اس کی چھٹی حِس مسلسل خطرے کی الارم بجا رہی تھی۔۔

وہ جھنڈ سے باہر نکل کر جب کوٹھی کی طرف بڑھا تو اچانک ایک دیوار کی اوٹ سے جوزف نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔۔

"طاہر صاحب۔" جوزف نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"جوزف۔۔۔ عمران کوٹھی کے اندر ہے۔۔ مگر وہ مجرموں سے مل گیا ہے اس لئے ہمیں براہِ راست اندر نہیں جانا چاہیئے بلکہ ہم کوٹھی کی پشت سے اندر داخل ہوں گے۔۔" بلیک زیرو نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

"نہیں طاہر صاحب۔۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔۔ یکدم ایمپاسیبل۔۔۔ باس مجرموں سے نہیں مل سکتا۔" جوزف نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا۔۔

"اچھا اچھا۔۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔ آؤ چلیں۔۔" بلیک زیرو نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے کوٹھی کی پشت پر آ گئے۔۔

پھر بلیک زیرو نے جیب سے رسی نکالی اور اس کی کمند بنا کر دیوار پر پھینک دی اور چند لمحوں بعد وہ دونوں اس کمند کے زریعے دیوار سے ہو کر دوسری طرف کود گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ڈارلنگ۔۔ یہ تم نے عمران کے ساتھ کیا کیا ہے۔۔؟ کہیں یہ دھوکہ نہ دے جائے۔۔ بہت چالاک آدمی ہے یہ" کمرے سے باہر نکلتے ہی اینڈریا نے باگوپ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔۔

"بے فکر رہو۔۔ میں نے اس پر ہائیڈرو تھراپی کا عمل کیا ہے اور اب اس کا ذہن الٹ گیا ہے پہلے یہ محب وطن تھا۔۔ اب یہ ملک کا دشمن ہے۔ پہلے میرا دشمن تھا اب میرا دوست ہے۔" باگوپ نے بھی سرگوشی میں اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

"اوہ۔۔ مگر کہیں ایسا وقتی طور پر نہ ہو۔" اینڈریا نے جان بوجھ کر کہا وہ اس بارے میں زیادہ سے زیادہ باگوپ سے اگلوانا چاہتی تھی۔۔

"ارے نہیں ڈارلنگ۔۔ بے فکر رہو۔۔ ہائیڈروتھراپی کا توڑ بے حد مشکل ہے۔۔ اینٹی ہائیڈروتھراپی کا عمل دنیا کے چند ڈاکٹر ہی کر سکتے ہیں اور پھر کیسے پتہ لگ سکتا ہے کہ یہ عمل ہو چکا ہے۔" باگوپ نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور اینڈریا خاموش ہو گئی۔۔

عمران ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا ان کے درمیان خاصا فاصلہ تھا اس لئے عمران ان کی سرگوشیاں نہ سُن سکا اور پھر وہ تھا بھی اپنے خیالوں میں مست کمرے میں جا کر وہ تینوں بیٹھ گئے۔

"عمران۔! یہ بتاؤ کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔"؟ باگوپ نے پوچھا۔۔

"میرا تو جی چاہ رہا ہے کہ اس ملک کو آگ لگا دوں۔۔ یہاں میرے ساتھ بڑی بے انصافی ہوتی رہی ہے۔۔ میں تو حیران ہوں کہ اس سے پہلے مجھے کیوں اس بات کا احساس نہ ہو سکا۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔۔

"نہیں۔۔۔ یوں خوامخواہ آگ لگانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔ میں ایک مشن پر کام کر رہا ہوں جس سے تمہارا انتقام بھی پورا ہو جائے گا اور ہمیں بے پناہ دولت بھی مل جائے گی پھر ہم اس ملک سے چلے جائیں گے اور کسی اور ملک میں جا کر عیش کریں گے" باگوپ نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔

"کیا مشن ہے تمہارا۔۔ مجھے بتاؤ۔۔ تم یہیں بیٹھے رہنا۔۔ میں وہ مشن پورا کر دونگا۔" عمران نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔۔

"میں نے اس مشن کو "ڈیتھ مشن" کا نام دیا ہے۔۔ اور در حقیقت اس مشن کی کامیابی اس ملک کی موت ہو گی۔" باگوپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

"تم فضول بات مت کرو۔۔ اپنا مشن بتاؤ۔۔ میں زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔۔" عمران نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔۔

باگوپ اس کی بات سُن کر چونک پڑا ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھوں میں تشویش کی جھلکیاں ابھر آئیں مگر جب اس نے عمران کی آنکھوں میں دیکھا تو اُسے سوائے سچائی اور معصومیت کے اور کچھ نظر نہ آیا۔ اس پر وہ قدرے مطمئن ہو گیا مگر اس کے باوجود ایک عجیب سی الجھن اس کے دماغ پر طاری ہو گئی۔۔

"میرے مشن کے کئی حصے ہیں۔۔ مشن کا پہلا حصہ تو اس ملک کی سیکرٹ سروس کی تباہی ہے۔" باگوپ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔

"یہ کونسی بڑی بات ہے۔۔۔ تم اس بات کو مجھ پر چھوڑ دو۔۔ میں تمہیں ایکسٹو سمیت سب کی لاشیں گنوا دوں گا۔۔" عمران نے بڑے عزم بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تم ایکسٹو کو جانتے ہو۔"؟ اینڈریا جواب تک خاموش بیٹھی تھی چونک کر پوچھا۔ چونکہ وہ جولیا تھی اس لئے فطری طور پر اپنے تجسس کو نہ چھپا سکی اور اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ عمران اس ماحول میں ایکسٹو کی شخصیت پر پڑا پردہ اٹھادے۔۔

عمران نے اینڈریا کی بات سُن کر چونک کر اُسے دیکھا اور اس کی تیز نظریں جولیا پر جم سی گئیں اچانک اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔۔

"ہوں۔۔ تو جولیا صاحبہ یہاں تشریف فرما ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔

"کک۔۔ کیا۔۔ کیا مطلب۔۔ میں اینڈریا ہوں۔۔ جولیا نہیں۔۔" جولیا اس کی بات پر یکدم گھبرا گئی۔۔

اور نہ صرف جولیا بلکہ باگوپ بھی چونک پڑا اس نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکال کر جولیا کو کور کر لیا۔۔

"مجھے مطمئن کرو۔۔ ورنہ میں گولی ماردونگا۔" باگوپ کے لہجے میں تلوار کی سی کاٹ تھی۔۔

"اس نے کیا مطمئن کرنا ہے۔۔؟ میں تمہیں مطمئن کر دیتا ہوں۔۔ تم ساری عمر سر پٹکتے رہو تب بھی اس کی اصلیت نہیں جان سکو گے۔۔ یہ آئیوڈین میک اپ ہے اور اس میک اپ کا فارمولا میری اپنی ایجاد ہے۔۔ تم اس کا چہرہ آئیوڈین کے محلول سے دھلواؤ تو اصلیت سامنے آجائے گی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

جولیا نے اصلیت کھلنے پر یکدم ایکشن میں آنے کا فیصلہ کیا اور اس نے برق کی سی تیزی سے باگوپ کے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا اور وہ باگوپ کے ہاتھ سے ریوالور چھیننے میں کامیاب بھی ہو گئی مگر اسی لمحے عمران کی لات حرکت میں آئی اور جولیا کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔ عمران نے پلک جھپکنے میں جولیا کو اپنے ایک ہاتھ میں جکڑ لیا جکڑا بھی کچھ اس طرح کہ جولیا حرکت کرنے سے بھی قاصر رہ گئی۔۔

باگوپ نے زور سے تالی بجائی دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور دو مسلح نوجوان اندر داخل ہوئے۔۔

"رسی لاؤ فوراً۔" باگوپ نے چیخ کر کہا اور ایک نوجوان نے جیب سے رسی کا گچھا نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔۔

"اس لڑکی کے ہاتھ پیر اچھی طرح باندھ دو۔۔" باگوپ نے چیختے ہوئے کہا غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔

نوجوان نے پلک جھپکنے میں جولیا کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے کرسی پر بٹھا دیا۔۔

"مارٹن کو کہو آئیوڈین کا محلول بنا کر لائے۔۔" باگوپ نے اسے حکم دیا اور نوجوان تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

"اگر یہ واقعی اینڈریا نہیں تو میں تمہارا تہہ دل سے ممنون ہوں۔۔ تم نے مجھے یقینی موت سے بچا لیا ہے۔" باگوپ نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔۔

"یہ جولیا ہے۔۔پہلے تو میں نے اس پر توجہ نہیں کی تھی مگر جب اس نے ایکسٹو کے متعلق پوچھا تو میں چونک پڑا اور میں نے اسے غور سے دیکھا اور میری نظروں سے یہ بچ نہیں سکتی تھی۔۔

جولیا دانت بھینچے خاموش بیٹھی تھی ظاہر ہے وہ کر بھی کیا سکتی تھی جب عمران ہی دشمن ہو جائے اور باگوپ اسے پہلے ہی بتا چکا تھا کہ وہ عمران پر کوئی عمل کر چکا ہے اس لئے اسے یقین تھا کہ عمران کوئی چال نہیں چل رہا بلکہ درحقیقت وہ مجرموں سے مل چکا ہے چند لمحوں بعد نوجوان ہاتھ میں ایک بوتل لئے اندر داخل ہوا۔۔

"اس محلول سے اس کا منہ دھلواؤ۔" باگوپ نے کہا اور نوجوان نے بوتل سے محلول نکال کر جولیا کا منہ دھونا شروع کر دیا۔۔

محلول اچھی طرح ملنے کے بعد جب اس نے کپڑے سے اس کے چہرے کو رگڑا تو آئیڈین میک اپ صاف ہو گیا اور جولیا کی اصل شکل نکل آئی۔۔

"ہوں۔۔میں اسے کسی بھی حالت میں زندہ نہیں چھوڑو گا۔" باگوپ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔اور اس نے ریوالور اٹھا کر اس کا رخ جولیا کی طرف کر دیا اس کی آنکھوں سے آگ سی نکل رہی تھی اور عمران بڑے اطمینان سے بیٹھا جولیا کی موت کا تماشا دیکھ رہا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جیسے ہی عمران اینڈریا اور باگوپ کمرے سے باہر نکلے کمرے میں موجود دونوں مسلح نوجوانوں نے تیزی سے ریوالور نکال لئے اور ان کا رخ ٹائیگر کی طرف کر کے کہنے لگے۔۔

"اپنی موت کے لئے تیار ہو جاؤ نوجوان۔۔"

"میں پوری طرح تیار ہوں۔۔تم اپنا کام کرو۔"ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔۔

وہ دونوں نوجوان اس کے اس اطمینان پر کھٹک سے گئے ایک لمحے کے لئے وہ سوچنے لگے کہ ٹائیگر اتنا مطمئن کیوں ہے۔۔؟

اور وقفے کا ہی لمحہ ان پر بھاری پڑا ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور جس کرسی پر وہ بیٹھا تھا وہ کرسی تیر قضا کی طرح اڑتی ہوئی ان دونوں سے ٹکرائی اور وہ دونون نیچے گر پڑے۔۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے ٹائیگر نے جھپٹ کر جیب سے سائیلنسر لگا ہوا ریوالور نکال لیا جو ابھی تک اس کی جیب میں تھا اور ظاہر ہے اس نے ٹریگر دبانے میں دیر نہ کی ہو گی اور وہ دونوں ٹائیگر پر حملہ کرنے کی حسرت دل میں لئے ٹھنڈے ہو گئے وہ دراصل اسی خیال میں مارے گئے کہ ٹائیگر کرسی سے بندھا ہوا ہے اور ٹائیگر اس لئے مطمئن تھا کہ وہ جب بھی چاہے پانسا پلٹ سکتا ہے اب اس کو ان کی بدقسمتی ہی کہنا چاہیئے کہ انہوں نے ٹائیگر کو بے ہوش کرنے کے بعد اس کی تلاشی نہ لی تھی ورنہ شائد اتنی جلدی نہ مارے جاتے اور ٹائیگر اگر کسی طرح ان کی مشین گن سے انہیں مار بھی لیتا تو ظاہر ہے مشین گن کی آواز باہر موجود مسلح افراد کو چونکا دیتی اور پھر ٹائیگر کا یہاں سے زندہ بچ نکلنا مشکل ہو جاتا۔۔

ان دونوں کو ختم کرنے کے بعد ٹائیگر نے ریوالور دوبارہ جیب میں ڈالا اور ایک مشین گن اٹھا کر دروازہ کھول کر باہر جھانکا باہر کی راہداری خالی پڑی تھی وہ تیزی سے باہر نکل آیا اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ جلد از جلد کوٹھی

سے باہر نکل جائے کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ یہاں مجرموں کی نفری زیادہ ہے اور اکیلے آدمی کا یہاں کام نہیں ہے دوسرا اسے یہ بھی خیال تھا کہ عمران خود مجرموں کے ساتھ چال چل رہا ہے اس لئے وہ خود کوئی چکر چلائے گا۔۔

چنانچہ راہداری سے ہوتا ہوا وہ برآمدے میں آیا اور پھر کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہ سیڑھیوں پر چڑھتا چلا گیا۔۔

جیسے ہی اس نے چھت پر موجود دروازے سے قدم باہر نکالا اچانک ایک قوی ہیکل ہاتھ نے اس کی گردن گرفت میں لے لی اور ساتھ ہی ریوالور کی نال اس کی کمر سے لگ گئی۔

"خبردار اگر حرکت کی تو۔۔" ایک آواز نے پھنکار ماری۔

اور ٹائیگر چونک پڑا کیونکہ وہ ایکسٹو کا مخصوص لہجہ پہچان گیا تھا۔

"میں ٹائیگر ہوں جناب۔۔ عمران کا ساتھی۔۔" ٹائیگر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹائیگر۔۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اسے چھوڑ دو جوزف۔۔" بلیک زیرو نے جوزف سے کہا جس نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن جکڑی ہوئی تھی اور جوزف نے بازو ہٹا لیا۔

"جناب۔۔ عمران صاحب بھی یہاں موجود ہیں"۔۔ ٹائیگر نے ایکسٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے"۔۔ بلیک زیرو نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔۔"اس وقت جولیا شدید خطرے میں ہے۔۔ آؤ ہمیں ہر قیمت پر اسے بچانا ہے"۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

اور پھر وہ تینوں سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آ گئے۔

"جناب۔۔ دوسری منزل میں ایک بالکونی سے اس میں ہر کمرے کی کھڑکی موجود ہے۔ ہمیں پہلے وہاں سے وہ کمرہ چیک کرنا چاہیے"۔۔ ٹائیگر نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ"۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ بالکونی کی طرف مڑ گئے۔

جوزف مشین گن سنبھالے بالکونی کے سرے پر رک گیا اور ٹائیگر اور بلیک زیرو آگے بڑھتے چلے گئے۔

وہ بڑی احتیاط سے ہر کمرے میں جھانک رہے تھے اور پھر بالکونی کے آخری کھڑکی سے جھانکتے ہی انہیں وہ منظر نظر آ گیا جس کی تلاش میں تھے۔

اس کمرے میں جولیا ایک کرسی سے بندھی ہوئی تھی اور باگوپ ہاتھ میں ریوالور سنبھالے سامنے کھڑا تھا جبکہ عمران بڑے اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ ایک مسلح نوجوان کسی محلول سے جولیا کا منہ صاف کر رہا تھا۔

بلیک زیرو نے کھڑکی کے پٹ کو ہلکے سے دبایا۔ کھڑکی اندر سے بند نہیں تھی اس نے درز پیدا ہوتے ہی اس میں مشین گن کی نال ٹکا دی اور ٹریگر پر انگلی رکھ کر حالات سے نپٹنے کے لیے تیار ہو گیا۔

ٹائیگر بھی کھڑکی کے شیشے سے اندر کا منظر دیکھ رہا تھا اور جب اس نے اینڈریا کے میک اپ میں جولیا کو نکلتے دیکھا تو وہ حیران رہ گیا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس کی نشاندہی یقیناً عمران نے کی ہو گی۔ عمران کی اس ذہنی قلابازی نے اس کا اپنا دماغ الٹ دیا تھا۔ کبھی وہ کچھ سوچتا، کبھی کچھ۔۔۔ کبھی اسے یہ سب کچھ عمران کی چال نظر آتا اور کبھی اس کا دماغ گھوم جاتا۔

اور اسی لمحے اس نے دیکھا کہ باگوپ نے ریوالور کا رخ جولیا کی طرف کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی انگلی ٹریگر پر حرکت کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جولیا کی موت اب یقینی ہو چکی تھی۔ باگوپ ریوالور سنبھالے سامنے کھڑا تھا اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں اور وہ کسی بھی لمحے ٹریگر دبانے والا تھا جبکہ عمران بڑے اطمینان سے نزدیکی کرسی پر بیٹھا تھا جیسے جولیا کی موت ہی اس کی زندگی کا سب سے بڑا مشن ہو۔

جولیا کا منہ صاف کرنے والا مسلح نوجوان عمران کے قریب ہی مشین گن سنبھالے کھڑا تھا۔ وہ بھی پوری طرح چوکنا اور ہوشیار نظر آ رہا تھا۔

جولیا نے آخری بار حسرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھا مگر عمران کی آنکھوں میں اس کے لیے ہمدردی کی کوئی جھلک نہیں تھی بلکہ ایک بے پایاں سا اطمینان جھلک رہا تھا جیسے یہ سب کچھ اس کی عین منشا کے مطابق ہو رہا ہو۔

اور پھر باگوپ نے دانت بھینچتے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا جیسے ہی اس کی انگلی نے ٹریگر پر حرکت کی کمرہ مشین گن کی گولیوں سے گونج اٹھا اور باگوپ چیخ مار کر نیچے الٹ گیا جبکہ مسلح نوجوان کے حلق سے بھی چیخ نکلی اور وہ جولیا کے اوپر گر کر تڑپنے لگا۔

عمران فائرنگ ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس نے پلک جھپکتے میں گرتے ہوئے مسلح نوجوان کے ہاتھ سے مشین گن چھینی اور اس کا رخ اوپر کھڑکی کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔

مشین گن کی فائرنگ سے کھڑکی کے شیشوں کے پرخچے اڑ گئے۔ مگر بلیک زیرو اور ٹائیگر دونوں تیزی سے نیچے جھک گئے تھے اس لیے گولیاں ان کے سروں پر سے گزرتی چلی گئیں۔

باگوپ کے بازو میں گولی لگی تھی اور وہ فرش پر ہی لوٹ رہا تھا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے اسے گھسیٹ کر ایک صوفے کی آڑ میں کر دیا۔

مشین گن کی فائرنگ کی آوازیں سن کر کمرے کا دروازہ تیزی سے کھلا اور دو مسلح نوجوان پھرتی سے اندر داخل ہوئے مگر عین اسی لمحے کھڑکی سے ایک بار پھر فائر ہوا اور دونوں وہیں دروازے پر ہی ڈھیر ہو گئے۔

"یہاں سے نکل چلو عمران۔۔۔" باگوپ نے بازو پکڑتے ہوئے دانت بھینچ کر کہا اور اس نے پچھلی دیوار پر زور سے مکا مارا۔ دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی سیڑھیاں نیچے چلی جا رہی تھیں وہ دونوں تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا باگوپ نے دروازے کی سائیڈ پر موجود لکڑی کی ایک کھونٹی کو زور سے کھینچا اور دروازہ کھل گیا۔اب وہاں ایک طویل سرنگ نظر آرہی تھی وہ دونوں اس سرنگ میں تیزی سے بھاگتے چلے گئے۔

باگوپ کے بازو سے بے تحاشا خون بہہ رہا تھا اس لیے اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔

عمران نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر جھپٹ کر اسے کاندھے پر اٹھا لیا اور تیزی سے سرنگ میں دوڑتا چلا گیا۔ سرنگ کے اختتام پر ایک پتھر کی چٹان تھی۔

"اس کی جڑ میں زور سے پیر مارو یہ چٹان ہٹ جائے گی" باگوپ نے کہا اور عمران نے اسی طرح کیا۔چٹان ہٹتی چلی گئی اور عمران باہر آگیا۔اب وہ کالونی سے کافی دور کھیتوں کے درمیان تھا۔

"مجھے اتار دو۔۔اب میں چل لوں گا۔۔" باگوپ نے کہا اور عمران نے اسے نیچے اتار دیا پھر اس نے جیب سے رومال نکال کر باگوپ کے زخم پر پٹی باندھی۔

"آؤ یہاں سے نکل چلیں۔۔۔کہیں وہ لوگ ہمارا پیچھا نہ کریں۔"عمران نے کہا اور باگوپ خاموشی سے چلتا ہوا اس کے ساتھ ساتھ کھیتوں میں سے نکل کر مین روڈ پر آ گئے۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد انہیں ایک ٹیکسی مل گئی۔

"ہائی وے کالونی لے چلو"عمران نے باگوپ کو سہارا دے کر ٹیکسی میں بٹھاتے ہوئے کہا۔

اور ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"ہائی وے کالونی" باگوپ نے کچھ کہنا چاہا۔

"بے فکر رہو۔۔۔وہاں کوئی نہیں پہنچ سکے گا اور تم جو کچھ چاہتے ہو اب مجھ پر چھوڑ دو۔۔۔دیکھو میں کیا کرتا ہوں"عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور باگوپ نے مطمئن ہو کر سیٹ کی پشت سے اپنا سر ٹکا دیا۔

جس طرح عمران اسے بچا کر ہیڈ کوارٹر سے نکال لایا تھا اس سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ اب پوری طرح اس کے قابو میں ہے۔اور ہائیڈرو تھراپی کا عمل کامیاب رہا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بلیک زیرو نے باگوپ کی انگلی کو ٹریگر پر حرکت کرتے دیکھ کر مشین گن کا فائر کھول دیا۔اس نے اپنی طرف سے یہ خیال رکھا تھا کہ عمران یا جولیا زخمی نہ ہو اور یہی وجہ تھی کہ وہ براہ راست باگوپ پر فائر نہ کر سکا۔البتہ اس کی فائرنگ سے وہ مسلح نوجوان ہلاک ہو گیا اور باگوپ زخمی ہو کر نیچے گر گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دوسرا فائر کھولتا عمران نے برق کی سی تیزی سے اس پر فائر کھول دیا اور وہ دونوں یعنی ٹائیگر اور بلیک زیرو بال بال بچ گئے۔مگر جب چند لمحوں تک عمران کی طرف سے دوسرا فائر نہ ہوا تو بلیک زیرو نے ذرا سا سر اٹھا کر اندر جھانکا اور اسی لمحے دو مسلح نوجوان کمرے میں داخل ہوئے۔اس نے ایک بار پھر ان پر فائر کھول دیا اور وہ دونوں وہیں دروازے میں ہی ڈھیر ہو گئے۔اس کے بعد نیچے سے فائرنگ نہ کی گئی تو بلیک زیرو نے ایک بار پھر اندر

جھانکا۔اب کمرے میں جولیا اکیلی کرسی سے بندھی بیٹھی تھی۔اس کی نظریں اوپر لگی ہوئی تھیں۔اس نے جب کھڑکی میں نقاب لگا چہرہ دیکھا تو وہ چیخ پڑی۔

"عمران اور باگوپ فرار ہوگئے ہیں باس"

"جوزف۔ٹائیگر۔۔۔تم سیڑھیوں سے نیچے اترو اور جو سامنے آئے بلادریغ بھونتے چلے جاؤ"۔۔۔بلیک زیرو نے ان دونوں کو حکم دیا اور پھر اس نے کھڑکی کا پٹ پکڑ کر اپنا جسم اندر کی طرف لٹکایا اور نیچے چھلانگ لگادی۔وہ پنجوں کے بل زمین پر گرا اور پھر اچھل کر کھڑا ہوگیا۔

"سس۔۔۔سر عمران ہمارے خلاف ہوگیا ہے۔"جولیا نے دانت بھینچتے ہوئے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے"۔۔۔بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے جھپٹ کر جولیا کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسی کھولنی شروع کردی۔

اسی لمحے باہر سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں گونجنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی چیخیں بھی۔

جولیا کے ہاتھ کھول کر بلیک زیرو مشین گن اٹھائے تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔جبکہ جولیا اپنے پیروں کی رسیاں کھولنے میں مصروف ہوگئی۔

چند لمحوں تک باہر سے فائرنگ کی آوازیں آتی رہیں پھر خاموشی چھاگئی۔

جولیا اب آزاد ہو چکی تھی اور وہ دروازے کی طرف بڑھنے ہی والی تھی کہ دروازہ کھلا اور بلیک زیرو، ٹائیگر اور جوزف اندر داخل ہوئے۔

"عمران اور باگوپ کدھر سے فرار ہوئے ہیں۔۔۔؟"بلیک زیرو نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ صوفے کے پیچھے چھپ گئے تھے۔۔۔پھر اچانک صوفے کی پچھلی دیوار پھٹی اور اس میں غائب ہوگئے" جولیا نے جواب دیا۔

بلیک زیرو تیزی سے صوفے کے پیچھے لپکا اس نے وہاں ایک ایک انچ زمین کو غور سے دیکھا مگر اسے ایسی کوئی چیز نظر نہ آئی جس سے وہ راستہ ڈھونڈ سکتا۔چند لمحوں بعد وہ ہاتھ جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"بہر حال وہ دونوں نکل جانے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور ہمیں عمران کو ہر حالت میں ڈھونڈنا پڑے گا۔۔۔ورنہ ہمارے لیے انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے"بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مگر سر عمران صاحب"۔۔۔ٹائیگر نے کچھ کہنا چاہا۔

"تم نہیں جانتے۔۔۔مجرم نے اس پر ہائیڈرو تھراپی کا عمل کیا ہے۔اب عمران ہمارا دشمن اور مجرم کا ساتھی ہے۔۔۔بہر حال جولیا۔۔۔تم اپنے فلیٹ پر نہیں جاؤ گی، کسی ہوٹل میں ٹھہر جانا۔۔۔اور جوزف۔۔۔تم واپس زیرو ہاؤس چلے جاؤ۔اگر عمران وہاں آئے تو تم مجھے اطلاع ضرور دے دینا۔۔۔اور ٹائیگر۔۔۔تم بھی اپنی رہائش گاہ پر مت رہو۔۔۔بلیک زیرو نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب"۔۔۔ٹائیگر اور جولیا نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

بی فور ٹرانسمیٹر اپنے پاس ہر وقت رکھنا۔۔ میں کسی وقت بھی تم سے رابطہ قائم کر سکتا ہوں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"کمرے کے باہر باگوپ کے ساتھیوں کی لاشیں پھیلی ہوئی تھیں چونکہ کالونی غیر آباد تھی اور کوٹھی بالکل ہی اکیلی تھی اس لیے فائرنگ کی آواز نے کسی کو متوجہ نہیں کیا تھا اور بلیک زیرو کے خیال کے مطابق یہ اچھا ہی ہوا تھا کیونکہ اس طرح خوامخواہ پولیس اس کا وقت ضائع کرتی۔

کوٹھی سے باہر نکل کر بلیک زیرو تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار کا رخ دانش منزل کی طرف تھا۔ وہ ہر ممکن تیزی سے دانش منزل پہنچنا چاہتا تھا اسے یقین تھا کہ عمران ضرور کسی نہ کسی انداز میں دانش منزل پہنچے گا اور اگر وہ پہلے پہنچ گیا تو پھر پوری سیکرٹ سروس اس کے پنجے میں ہوگی جبکہ وہ خود پہلے وہاں موجود ہوگا تو عمران کو وہاں گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹیکسی جیسے ہی ہائی وے کالونی میں داخل ہوئی عمران نے ایک چوک پر اسے رکوا لیا۔ چونکہ اس نے ابھی تک ہسپتال کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اس لیے ظاہر ہے اس کی جیب میں کوئی رقم موجود نہیں تھی۔ باگوپ نے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کو دیا اور ٹیکسی ڈرائیور سلام کر کے ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا۔

"آؤ میرے ساتھ"۔۔۔ ٹیکسی کے جانے کے بعد عمران نے باگوپ سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ اسے لیے ہوئے ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔

"ہمیں دیوار پھاند کر اندر جانا ہوگا کیونکہ اس کی چابی اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے باگوپ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا یہ سیکرٹ سروس کی کوئی عمارت ہے۔۔۔؟" باگوپ نے پوچھا۔

"ارے نہیں۔۔۔ یہ میری ذاتی ملکیت ہے۔۔۔ سیکرٹ سروس بے چاری کو تو اسکا علم ہی نہیں"۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اس نے باگوپ کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر باونڈری وال پر یوں بٹھا دیا جیسے کوئی چھوٹے بچے کو اٹھا لیتا ہے۔

باگوپ کے اندر کودنے کے بعد عمران بھی دیوار پر چڑھ کر اندر آگیا اور پھر عمران کی رہنمائی میں باگوپ عمارت کے اندر ایک کمرے میں پہنچ گیا۔

عمران کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی چھائی ہوئی تھی اس نے اپنی فطرت کے مطابق ایک بار بھی کوئی مزاحیہ بات نہ کی تھی۔ شائد یہ سب کچھ ہائیڈرو تھراپی کی وجہ سے تھا ورنہ عمران کہاں سنجیدہ ہونے والا تھا۔

"بیٹھو"۔۔۔ عمران نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے باگوپ سے کہا اور باگوپ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اب پہلے ہم نے سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا ہے نا۔۔۔؟" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔۔۔ مشن کا پہلا حصہ یہی ہے"۔۔۔ باگوپ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اب تم تماشہ دیکھو"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر میز پر پڑا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو"۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں عمران بول رہا ہوں۔۔۔ سر سلطان سے بات کراؤ"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران بھیا۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ کہاں سے بول رہے ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی پُرجوش لہجے میں کہا گیا۔ یہ سر سلطان کی بیٹی آصفہ تھی۔

"سر سلطان سے بات کراؤ۔۔۔ میرے پاس فضول وقت نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

اوہ۔۔۔ ڈیڈی کل ہسپتال سے آئے ہیں۔۔۔ تمہاری گمشدگی کی خبر سن کر انہیں ہارٹ اٹیک ہو گیا تھا۔۔۔ بڑی مشکل سے جان بچی ہے۔۔۔ ایک منٹ ہولڈ کرو۔۔۔ میں ٹیلی فون ان کے کمرے میں لے جاتی ہوں ۔۔۔ وہ تم سے بات کر کے یقیناً مکمل صحت یاب ہو جائیں گے"۔۔۔ آصفہ نے اس کی بات کا بُرا نہ مناتے ہوئے اسی طرح پُرجوش لہجے میں کہا کیونکہ وہ عمران کی پل پل میں بدلنے والی عادت سے بخوبی واقف تھی۔

"وہ یقیناً مجھ سے بات کر کے خوش ہوں گے۔۔۔ ہونہہ"۔۔ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

باگوپ خاموش بیٹھا سب کچھ دیکھ سن رہا تھا۔

"ہیلو"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سر سلطان کی نحیف سی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ عمران بیٹے۔۔۔ تم بخیریت ہو ناں۔۔۔؟" سر سلطان کے لہجے میں یکدم جوش کا عنصر ابھر آیا۔

"ہاں۔۔۔ میں بخیریت ہوں۔۔۔ مگر اب آپ کی خیریت نہیں ہے۔۔۔ میں نے یہ ٹیلیفون اسی لیے کیا ہے کہ آپ اپنے مذموم مقاصد کے لیے مجھے استعمال کرتے رہے ہیں اور میں حب الوطنی کے بیوقوفانہ جذبے کو دل میں لیے اپنی جان ہتھیلی پر رکھے آپ کے کام کرتا رہا ہوں مگر اب ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ میں اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔۔۔ اب باگوپ میرا ساتھی ہے۔۔۔ اس نے میری جان بچائی ہے جبکہ آپ نے مجھے فالتو اور ناکارہ سمجھ کر ہسپتال سے باہر پھینک دیا۔۔۔ میں اس ملک میں وہ تباہی لے آؤں گا جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میں تمہاری سیکرٹ سروس کے ایک ایک آدمی کو چن کر ہلاک کر دوں گا۔۔۔ میں تم سب کو بتا دوں گا کہ عمران در حقیقت کیا ہے۔۔۔ سمجھے۔۔۔" عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر زور سے ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ہوں۔۔۔ بیٹے بیٹے کہہ کر مجھے بیوقوف بنا رہے تھے۔۔" عمران نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ باگوپ کچھ کہتا۔ عمران نے ریسیور اٹھا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا اور دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو سپیکنگ"

اب یہ ایکسٹو کا کھڑاگ ختم کر دو بلیک زیرو اور مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ" عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ مجرم کی موجودگی میں بات کر رہے ہیں۔۔۔ بہرحال صحت یابی پر مجھ سے مبارکباد قبول کیجیے عمران صاحب۔۔۔ دشمن نے نادانستگی میں آپ کے ساتھ بھلائی کر دی ہے۔۔۔ میں مجرم سمیت دانش منزل میں آپ کا منتظر ہوں"۔۔ دوسری طرف سے اس بار بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔۔۔ میرے دوست کو دشمن مت کہو۔۔ تم میرے دشمن ہو۔۔۔ سمجھے۔۔۔ اور اب اپنی موت کے لیے تیار ہو جاؤ"۔۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ریسیور دوبارہ کریڈل پر رکھ دیا۔

"ان کالوں سے کیا فائدہ۔۔۔ ہمیں ورک کرنا چاہیے۔۔۔ سیکرٹ سروس کے خاتمے کے بعد ہم نے اپنا مشن بھی مکمل کرنا ہے"۔۔۔ باگوپ نے کہا۔

"سیکرٹ سروس تو سمجھو ختم ہو گئی۔۔۔ اس کی طرف سے تم بے فکر رہو۔۔۔ یہ میرا کام ہے۔۔ تم باقی مشن کے متعلق بات کرو۔۔۔" عمران نے کہا۔

"وہ اس کے خاتمہ کے بعد بتاؤں گا"۔۔ باگوپ نے جواب دیا۔

"ہوں۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔۔۔ یا۔۔۔ پھر تم نے بھی کسی سے ہدایات لینی ہیں"۔۔۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ مجھے کسی سے ہدایات لے کر کیا کرنا ہے۔۔۔ میں خود مختار ہوں۔۔۔" باگوپ نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اصلی باگوپ ہو میرے دوست۔۔۔؟" عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اصلی۔۔ کیا مطلب۔۔۔ میں تمہاری بات نہیں سمجھا۔" باگوپ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

مطلب یہ کہ کہیں تم اصلی باگوپ نہ ہو اور بعد میں کوئی اصلی باگوپ آن ٹپکے۔۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ جو حقیقت ہے مجھے ابھی بتا دو۔۔۔" عمران نے کہا۔

"مت بے فکر رہو۔۔۔ باگوپ دنیا میں ایک ہی ہے۔۔۔ اور وہ میں ہوں۔۔۔" باگوپ نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔۔۔ اب تم یہیں آرام کرو۔۔۔ میں سیکرٹ سروس کے خاتمہ کے لیے نکلتا ہوں اور یقین رکھو کل جب میں واپس آؤں گا تو اس ملک کی سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو چکا ہو گا"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اینڈریا کہاں ہو گی؟"۔۔۔ باگوپ نے اچانک کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔۔۔ جولیا نے اینڈریا کا میک اپ کیا ہے تو یقینا اینڈریا سیکرٹ سروس کی قید میں ہوتی اور میں اسے وہاں سے نکال لاؤں گا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بلیک زیرو نے دانش منزل پہنچتے ہی سب سے پہلے اس بات کا اطمینان کیا کہ عمران وہاں پہلے سے تو نہیں پہنچ گیا۔ جب اسے اطمینان ہو گیا تو وہ آپریشن روم میں بیٹھ گیا اور اس نے دانش منزل کا حفاظتی نظام آن کر دیا اب اس کی مرضی کے بغیر کوئی شخص حتی کہ عمران بھی اندر داخل نہ ہو سکتا تھا۔ حفاظتی نظام کی طرف سے مطمئن ہو کر اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"پی اے ٹو ڈاکٹر داور سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو سپیکنگ۔۔۔ ڈاکٹر داور سے بات کراؤ"۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجیے جناب"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم مودبانہ ہو گیا۔

"چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ڈاکٹر داور کی باقاعدہ آواز گونجی۔

"ہیلو۔۔۔ ڈاکٹر داور سپیکنگ"

"ایکسٹو سپیکنگ۔۔۔ آپ سے ایک ضروری بات پوچھنی تھی۔۔۔" بلیک زیرو نے بدستور ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔ البتہ اس بار اس کا لہجہ نرمی لیے ہوئے تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر داور، ایکسٹو کے متعلق تفصیلات نہیں جانتا۔ اس لیے اسے ایسا کرنا پڑا۔

"فرمائیے۔۔۔" ڈاکٹر داور نے کہا۔

"ڈاکٹر داور۔۔۔ یہ ہائیڈرو تھراپی کیا ہوتا ہے۔۔۔ کیا اس سے کسی شخص کی فطرت اور ذہن بدلا جا سکتا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سوال کیا۔

"اوہ۔۔۔ ہائیڈرو تھراپی۔۔۔ آپ کو اس کا کیسے علم ہو گیا۔۔۔ یہ تو انتہائی جدید تکنیک ہے اور دنیا میں چند ہی لوگ اس سے واقف ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر داور کے لہجے میں شدید حیرت نمایاں تھی۔

"ایک کیس کے دوران یہ مسئلہ کھڑا ہوا ہے۔۔۔ مجھے چونکہ ذاتی طور پر اس کا علم نہیں تھا اس لیے میں آپ سے پوچھ رہا ہوں"۔۔۔ بلیک زیرو نے اصل بات گول کرتے ہوئے کہا۔

"جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے یہ میڈیکل سائنس کی جدید ترین تکنیک ہے۔۔۔ ہائیڈرو تھراپی دراصل ہائیڈروجن سے بننے والا ایک کامیاب اور پیچیدہ محلول ہے جسے اگر کسی کے دماغ کے ان خلیوں میں انجیکٹ کر دیا جائے جس کا تعلق اس کے نظریات سے ہوتا ہے تو ان خلیوں کے ایکشن کو ری ایکشن میں بدل دیتا ہے اور اس طرح اس کے نظریات پہلے سے یکسر مختلف ہو جاتے ہیں۔۔۔ مثال کے طور پر اگر وہ بہادر ہے تو وہ انتہائی

بزدل ہو جائے گا۔۔ اگر چور ہے تو شریف بن جائے گا۔۔ اگر وہ کسی ملک کے خلاف بغاوت کے نظریات رکھتا ہے تو محب وطن ہو جائے گا"۔۔ ڈاکٹر داور نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر داور۔۔ میں سمجھ گیا۔۔ مگر یہ بتائیں کہ کیا ایسا آپریشن آسان ہے۔۔؟" بلیک زیرو نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"بالکل نہیں۔۔ یہ انتہائی تکنیکی اور پیچیدہ مرحلہ ہوتا ہے اور شائد دنیا میں دو تین میڈیکل سے تعلق رکھنے والے سائنسدان ایسے ہوں گے جو ایسا آپریشن کرنے کی ہمت کر سکیں۔۔ ابھی اس کے متعلق تجربات ابتدائی اسٹیج پر ہیں۔۔ جانوروں پر اس کے تجربات جاری ہیں۔۔ میں خود اس پر ریسرچ کر رہا ہوں اسی لیے تو میں نے حیران ہو کر آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کو اس کے متعلق کیسے علم ہو گیا۔۔ ڈاکٹر داور نے کہا۔

"ڈاکٹر داور۔۔ فرض کیا کسی انسان پر یہ عمل کامیابی سے کر بھی دیا جائے تو اس کا کوئی توڑ بھی ہے"۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اول تو ابھی کسی انسان پر اس کا تجربہ نہیں کیا گیا۔۔ یورپ کے ایک سائنسدان نے اس کی کوشش کی تھی مگر اس کا تجربہ ناکام ہو گیا۔ بعد میں اس نے مزید ریسرچ کی تو معلوم ہوا کہ ہائیڈرو تھراپی صرف اسی صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے جبکہ مریض کی قوت ارادی انتہائی کمزور ہو یا نہ ہونے کے برابر ہو جس طرح جانوروں کی ہوتی ہے۔ مضبوط قوت ارادی کے انسان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا"۔۔ ڈاکٹر داور نے جواب دیا۔

"کیا وہ سائنسدان ابھی زندہ ہے جس نے یہ تجربہ کرنے کی کوشش کی تھی؟" بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔ اس کے ساتھ زبردست ٹریجڈی ہو گئی۔۔ اس کا اسسٹنٹ جوڈن وہ فارمولا اور محلول لے اڑا تھا اور اسی غم میں اس سائنسدان کی حرکت قلب بند ہو گئی"۔۔ ڈاکٹر داور نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر داور۔۔ آپ کی مہربانی۔۔ آپ نے ہمارا ایک مسئلہ حل کر دیا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"مگر مجھے بتایئے تو سہی کہ آخر مسئلہ کیا ہے اور آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو۔۔ شائد میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں"۔۔ ڈاکٹر داور نے پوچھا۔

"بات یہ ہے ڈاکٹر داور کہ ایک مجرم سے ٹکراؤ کے درمیان عمران صاحب شدید زخمی ہو گئے اور بعد میں اسے زخمی حالت میں مجرم نے انہیں اغوا کر لیا۔ بعد میں جب وہ ٹریس ہوئے تو معلوم ہوا کہ ان کی فطرت بدل چکی ہے اور وہ مجرم سے مل گئے ہیں اس دوران یہ انکشاف ہوا کہ ان پر ہائیڈرو تھراپی کا عمل کیا گیا ہے"۔۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہونا ناممکن ہے۔ عمران زبردست قوت ارادی کا مالک ہے، اس پر ہائیڈرو تھراپی اثر نہیں کر سکتی۔۔ مگر عمران زخمی کیسے ہوا۔۔؟ اسے کہاں چوٹ آئی تھی۔۔؟" ڈاکٹر داور نے پریشان لہجے میں کہا۔

"انہیں اندرونی دماغی چوٹ لگی تھی اور سر سلطان نے ان کے آپریشن کے لیے جرمنی سے ڈاکٹر شوالا کو منگوانے کا بندوبست کیا تھا۔۔ مگر ڈاکٹر شوالا کے یہاں پہنچنے سے پہلے عمران کو اغوا کر لیا گیا۔۔ یہاں کے

ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر کہہ دیا تھا کہ عمران کی حالت انتہائی نازک ہے اگر اس کے دماغ کا آپریشن کیا گیا تو ایک فیصد بچنے کی امید ہے اور اس میں بھی ننانوے فیصد خطرہ ہے کہ اس کا دماغ ہمیشہ کے لیے خراب ہو سکتا ہے "۔۔۔بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اور پھر جب عمران سامنے آیا تو صحت یاب تھا۔۔۔؟" ڈاکٹر داور نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"تو پھر یقیناً اس پر ہائیڈرو تھراپی کا عمل کیا گیا ہے۔۔۔اور یہ سب کچھ اللہ کی رحمت سے ہوا ہے۔۔۔ہائیڈرو تھراپی کا ایک فنکشن یہ بھی ہے کہ جب دماغی خلیات تباہ ہو چکے ہوں تو ہائیڈرو تھراپی انہیں درست کر دیتی ہے اور اس فنکشن کا ابھی تک ڈاکٹر شوالا کو بھی علم نہیں۔۔۔ مجرم نے نادانستگی میں خود عمران کا علاج کر دیا ہے۔۔۔اس کے سوا عمران کی زندگی اور صحت یابی کا اور کوئی ذریعہ بھی نہ تھا۔۔۔اگر ڈاکٹر شوالا آپریشن بھی کرتا تو عمران کی صحت یابی ناممکن تھی۔ کیونکہ تباہ شدہ دماغی خلیات کو درست کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اور ہائیڈرو تھراپی کے اس فنکشن کا ابھی تک میرے سوا کسی کو علم نہیں ہے۔ مجھے بھی ریسرچ کے دوران اچانک اس کے اس فنکشن کا علم ہوا تھا۔۔۔باقی رہی عمران کی فطرت الٹنے والی بات تو یہ یقیناً غلط ہے کیونکہ اول تو ہائیڈرو تھراپی طاقتور قوت ارادی پر کوئی اثر نہیں کرتی۔۔۔دوسری بات یہ ہے کہ وہ بیک وقت ایک فنکشن کرتی ہے۔۔۔اگر خلیات درست ہوں تو ان کے ایکشن کو ری ایکشن میں بدل دیتی ہے اور اگر وہ تباہ

ہوں تو انہیں درست کر دیتی ہے۔۔۔اور ظاہر ہے عمران کے دماغ میں اس نے درستگی والا فنکشن کیا ہے" ۔۔۔ڈاکٹر داور نے تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو ڈاکٹر، تھینک یو۔۔۔اچھا اجازت"۔۔۔بلیک زیرو کے دل میں ڈاکٹر کی بات سن کر مسرت کی لہریں سی اٹھنے لگ گئی تھیں۔

"سنیئے۔۔۔اگر وہ مجرم اس ملک میں موجود ہے تو پلیز اسے گرفتاری کے بعد مجھ سے ضرور ملوایئے۔۔۔ بہر حال وہ اس بارے میں بہت کچھ جانتا ہے تبھی اس نے عمران پر یہ عمل کرنے کی ہمت کی ہے اور عمل میں کامیاب بھی رہا ہے گو اس کا مقصد پورا نہیں ہوا یہ دوسری بات ہے"۔۔۔ڈاکٹر داور نے درخواست کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر۔۔۔میں اس بات کا خیال رکھوں گا۔۔۔خدا حافظ"۔۔۔بلیک زیرو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا۔

ریسیور رکھتے ہی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ریسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو سپیکنگ"۔۔۔اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔۔۔میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔۔۔میں نے آپ کو یہ بتانے کے لیے ٹیلی فون کیا ہے کہ عمران صاحب مجرم کے ساتھی نہیں ہیں۔ انہوں نے جب مجھ پر تشدد کیا اور تھپڑ مارا تو اس دوران انہوں نے اپنے ناخنوں

میں گھسے ہوئے بلیڈ سے وہ رسی بھی کاٹ دی تھی جس سے میں بندھا ہوا تھا۔۔۔میں نے وہاں بھی آپ کو بتانے کی کوشش کی تھی مگر آپ نے میری بات کاٹ دی تھی"۔۔ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔۔۔یہ بات ہے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔اس اطلاع کا شکریہ۔۔۔"بلیک زیرو نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران پر ہائیڈرو تھراپی کا منفی اثر نہیں ہوا بلکہ وہ حسب عادت کوئی گہری چال چل رہا ہے۔

ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی بلیک زیرو نے ریسیور اٹھایا۔

"ایکسٹو سپیکنگ۔۔۔"اس نے مخصوص انداز میں کہا۔

"اب یہ ایکسٹو کا کھڑاگ ختم کر دو بلیک زیرو۔۔۔اور مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ"۔۔۔عمران کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب۔۔۔مجھے معلوم ہے کہ آپ مجرم کی موجودگی میں یہ بات کر رہے ہیں۔۔۔بہر حال صحت یابی پر مجھ سے مبارکباد قبول کیجیے۔۔۔دشمن نے نادانستگی میں آپ کے ساتھ بھلائی کر دی ہے۔۔۔میں مجرم سمیت دانش منزل میں آپ کا منتظر ہوں۔۔۔"بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں جواب دیا۔

"شٹ اپ۔۔۔میرے دوست کو دشمن مت کہو۔۔۔تم میرے دشمن ہو سمجھے۔۔۔اور اب اپنی موت کے لیے تیار ہو جاؤ۔"عمران نے دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تھا اور پھر اسے ریسیور رکھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

اس نے ریسیور اٹھا کر اپنا مخصوص فقرہ یعنی۔۔۔"ایکسٹو سپیکنگ"دہرایا۔

"سلطان سپیکنگ۔۔۔"دوسری طرف سے سر سلطان کی کمزور اور نحیف سی آواز سنائی دی۔

"جناب۔۔۔اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔؟میں کیس میں اتنا الجھ گیا تھا کہ آپ کی صحت کے متعلق دریافت نہ کر سکا"۔۔۔بلیک زیرو نے اس بار اصل آواز میں اور انتہائی مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"طاہر بیٹے۔۔۔ابھی ابھی عمران کا ٹیلیفون آیا تھا وہ مجھے دھمکیاں دے رہا تھا۔کہیں اس کا دماغ تو نہیں الٹ گیا۔۔۔مجھے کچھ صحت آ گئی تھی مگر عمران کے اس فون کے بعد مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے میں چند گھڑیوں کا مہمان ہوں۔۔۔میں نے بڑی مشکل سے تمہیں فون کیا ہے"۔۔۔سر سلطان نے کہا۔

"اوہ۔۔۔آپ بے فکر رہیں۔۔۔عمران صاحب بالکل ٹھیک ہیں ان کا یہ فون مجرم کو یقین دلانے کے لیے کیا گیا ہو گا۔۔۔"بلیک زیرو نے جواب دیا اور اس کے بعد اس نے گزرنے والے تمام حالات اور ڈاکٹر داور کے ساتھ اپنی بات چیت تفصیل سے سر سلطان کو سنادی۔

"خدا کا شکر ہے۔۔۔ڈاکٹر داور نے سب کچھ بتا کر ہمیں مرنے سے بچالیا۔ویسے عمران کو ایسا نہ کرنا چاہیے تھا۔ اس کے اس فون کے ساتھ ہی میری موت بھی واقع ہو سکتی تھی۔۔۔میں اس سے سخت ناراض ہوں"۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

بلیک زیرو نے محسوس کیا کہ اس باران کے لہجے میں تازگی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔آپ ضرور عمران صاحب سے ناراض رہیں مگر مجھے یقین ہے کہ وہ ایک لمحے میں آپ کو منا لیں گے۔"۔۔۔بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔اس شریر سے تو آدمی ناراض بھی نہیں رہ سکتا۔۔۔اچھا خدا حافظ۔۔۔ عمران آئے تو مجھ سے ضرور بات کرانا"۔۔۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے بھی ہنستے ہوئے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار چھائے ہوئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمران کے کمرے سے باہر جاتے ہی باگوپ تیزی سے اٹھا اور اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔عمران جا چکا تھا اور کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔اس نے مسکراتے ہوئے دروازہ بند کیا اور پھر اپنے کوٹ کے بٹن کھولنے لگا اس نے پھرتی سے کوٹ اتارا اور پھر قمیض کے بٹن کھول کر اسے بھی اتار دیا۔اس نے اندر بنیان نہیں پہنی ہوئی

تھی جسم ننگا ہوتے ہی اس نے گردن کے قریب چٹکی بھری اور دوسرے لمحے اس کے جسم پر سے ایک موٹی سی جھلی اترتی چلی گئی۔ سینے پر سے جھلی اتارنے کے بعد اس نے اندر سینے سے چپکا ہوا ایک پتلا سا کھال کے رنگ کا ہی ایک باکس نکالا اور اسے ایک طرف سے دبانے لگا۔ایک طرف سے دبتے ہی وہ پتلے سے باکس میں سے ایریل باہر نکل آیا۔ باگوپ نے تیزی سے باکس کو دوسری سائیڈ سے دبایا، باکس کی سائیڈ دبتے ہی اس میں سے زوں زوں کی آواز نکلنے لگی۔

یہ کوئی جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا۔چند لمحوں تک اس میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلتی رہیں۔پھر ایک مردانہ آواز سنائی دی لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"ہیلو۔۔۔باگوپ سپیکنگ اوور"

"باگوپ نمبر دو سپیکنگ اوور"۔۔۔باگوپ نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"رپورٹ دو اوور"۔۔دوسری طرف سے کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"باس۔۔۔میں اپنے مشن میں کامیاب ہو رہا ہوں۔۔میں نے یہاں کے سب سے چالاک اور خطرناک شخص پر ہائیڈرو تھراپی کا عمل کر کے اسے قابو میں کر لیا ہے اور میں اب اس کے ذریعے سے اپنا مشن پورا کروں گا اوور"۔۔۔باگوپ نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔مگر وہ کیسے تمہارے قابو آ گیا۔۔۔اس سے قبل تو تم نے یہی رپورٹ دی تھی کہ تمہارا وزارت خارجہ کے اسٹرانگ روم پر حملہ ناکام رہا ہے۔اوور"۔۔۔دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"یس باس۔۔۔پہلے ایسا ہی ہوا تھا۔وہیں سے میں نے اپنی لائن بدل لی۔۔۔مجھے معلوم ہو گیا کہ عمران کے خاتمہ کے بغیر اس ملک میں کامیابی ناممکن ہے۔اس کے ساتھ ہی میں نے یہ بھی سوچا کہ اگر عمران ہمارے ساتھ مل جائے تو مشن کی کامیابی کے ساتھ ساتھ ہم اور بھی مفاد اٹھا سکتے ہیں۔چنانچہ میں نے اس پر ہائیڈرو تھراپی کا عمل کرنے کا فیصلہ کیا اور آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ میں کامیاب رہا ہوں۔۔اب عمران یہاں کی سیکرٹ سروس کے خاتمے کے لیے گیا ہے،اوور"۔۔۔باگوپ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے اسے اصل مشن کے متعلق بتا دیا ہے اوور؟"۔۔۔دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"باس۔۔۔جب اصل مشن کے متعلق مجھے خود علم نہیں ہے تو میں اسے کیا بتاؤں گا۔۔۔آپ نے پہلے مجھے وزارت خارجہ کے اسٹرانگ روم سے فائل اڑانے کا حکم دیا جس میں میں ناکام رہا۔۔۔اب جبکہ میں عمران کو قابو کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں تو میں نے آپ سے رابطہ اس لیے کیا ہے کہ آپ مجھے اصل مشن بتائیں اور میں عمران کی مدد سے اس پر کام شروع کروں،اوور"۔۔۔باگوپ نے کہا۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو،اوور۔۔۔؟"دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہائی وے کالونی کی کوٹھی نمبر چھ سو چار میں۔۔۔یہ عمران کی ملکیت ہے اور خالی ہے دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔ہم دیوار پھاند کر اندر آئے ہیں،اوور"۔۔۔باگوپ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔تم میرا وہیں انتظار کرو۔۔۔میں خود آرہا ہوں اوور اینڈ آل"

دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹرانسمیٹر سے دوبارہ زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

باگوپ نے اسے بند کیا اور پھر اسے جھلی کے ساتھ چسپاں کر کے اس نے جھلی کو دوبارہ گردن کے ساتھ جوڑ دیا۔اس کے بعد اس نے قمیص اور کوٹ پہن لیا۔اب وہ چیف باس کے انتظار میں تھا۔

تھوڑی دیر بعد باگوپ کے کانوں میں کسی کے اندر کودنے کی آواز سنائی دی وہ اٹھ کھڑا ہو گیا اور پھر دروازے پر آگیا۔اور اسی لمحے اس نے ایک نقاب پوش کو کمرے کی طرف بڑھتے دیکھا۔

"باگوپ"۔۔۔آنے والے نے کہا۔

"باگوپ نمبر دو"۔۔۔باگوپ نے جواب دیا۔

اور آنے والے نے نقاب اتار دیا۔

"کیا یہ کوٹھی بالکل خالی ہے"۔۔۔؟آنے والے نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔عمران جا چکا ہے اور کوٹھی خالی ہے"۔۔۔باگوپ نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ عمران اب مکمل طور پر ہمارے قابو میں ہے"۔۔۔؟آنے والے نے پوچھا۔

"بالکل جناب۔۔۔میرا عمل خالی نہیں جا سکتا۔۔۔اور پھر اس نے جولیا اور ٹائیگر کے متعلق تفصیل سے بتایا۔اس کے ساتھ ہی اس نے سر سلطان اور بلیک زیرو کے ساتھ ہونے والی بات چیت سے بھی تفصیل سے اسے آگاہ کر دیا۔

"بہت خوب۔۔۔ تمہاری کارکردگی بے حد اچھی رہی ہے اور میں اس سلسلے میں تمہیں انعام دینا چاہتا ہوں"۔۔۔ آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ باس"۔۔۔ پہلے سے موجود باگوپ نے کہا۔ مگر دوسرے لمحے اسکی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ آنے والے کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور چمک رہا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ باگوپ سنبھلتا آنے والے نے ٹریگر دبا دیا۔

گولی ٹھیک باگوپ کی پیشانی پہ لگی اور وہ پشت کے بل لیٹ گیا۔ اس کی کھوپڑی کے ٹکڑے کمرے میں بکھر گئے۔

"تہارا مشن واقعی ڈیتھ مشن تھا جوڈن۔۔۔ تم نے بہر حال عمران کو قابو کر کے ایک کارنامہ سر انجام دیا ہے اور میں اس کے لئے تمہارا شکر گزار ہوں۔۔۔ مگر اب تہاری موت ضروری تھی کیونکہ تم نے اپنے تجربے سے ایک ایسے جن کو قابو میں کر لیا ہے جو میرے لئے الہ دین کے چراغ والا جن ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔ میں اس سے نا صرف اس ملک سے بے پناہ فائدے اٹھا سکتا ہوں بلکہ اب میں اسے اپنا نمبر دو بنا دوں گا اور وہ یقیناً تم سے زیادہ کامیاب رہے گا۔۔۔ اس لئے تمہاری موت ضروری تھی ورنہ تم میرے لئے عذاب بن سکتے تھے"۔۔۔ آنے والے نے کہا اور پھر اس نے مردہ باگوپ کے جسم سے اس کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔

"ہائیں ہائیں یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔ مردے کو ننگا کر کے اس کی بے عزتی کرتے ہو"۔۔۔ اچانک اسے اپنی پشت پر عمران کی آواز سنائی دی اور وہ اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں دوبارہ ریوالور چمکنے لگا۔

"عمران تم"۔۔۔ اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔۔۔ الہ دین کے چراغ والا جن حاضر ہے۔۔۔ حکم فرمائیے میرے آقا۔" عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر بڑے مودبانہ انداز میں جھکتے ہوئے کہا۔

"میں باگوپ ہوں عمران۔۔۔ اور تم میرے دوست ہو۔۔ یہ شخص ہمارا دشمن تھا"۔۔۔ آنے والے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں میرے آقا کہ تم اصل باگوپ ہو۔۔۔ اصلی اور کھرے باگوپ۔۔۔ یہ تمہارا نمبر دو تھا جو خواہ مخواہ اپنے آپ کو باگوپ کہلانے پر بضد تھا"۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب۔۔۔ تم کیسے جانتے ہو"۔۔۔؟ باگوپ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جنوں سے کوئی چیز چھپی نہیں ہوتی میرے آقا۔۔۔ تمہاری اور اس کی ٹرانسمیٹر پر جو بات ہوئی وہ سب میں نے سن لی ہے۔ اس کوٹھی کے نچلے حصے میں میری لیبارٹری موجود ہے اور اس کمرے میں ٹیلیویژن اور ٹرانسمیٹر کے جدید ترین آلات موجود ہیں۔۔۔ میں اسے یہاں اسی مقصد سے لے آیا تھا تاکہ تمہاری اصلیت سامنے آسکے"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"مگر وہ ہائیڈ و تھارپی"۔۔۔ باگوپ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم خود سوچو میرے آقا۔۔ جنوں پر بھی بھلا ہائیڈ و تھراپی اثر کرتی ہے۔۔ اس بے چارے نے خواہ مخواہ زحمت کی"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اب تک اسے دھوکہ دیتے رہے۔۔ تم شروع سے اس کی طرف سے مشکوک تھے"۔۔ آنے والے نے ریوالور والے ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"جنوں سے کوئی بات چھپی نہیں ہوتی میرے آقا۔۔ مجھے تمہارے پوری ہسٹری معلوم ہے۔۔ مجھے معلوم ہے کہ تمام کام تمہارا نمبر دو ہی کرتا ہے اور تم بس بیٹھے ڈور ہلاتے اور رپورٹیں سنتے رہتے ہو اور ہدایات دیتے رہتے ہو۔۔ میں نے یہ تمام ڈرامہ صرف اسی لئے کھیلا تھا تاکہ تم سامنے آسکو۔۔ آج تک کوئی تمہیں سامنے نہیں لاسکا۔ یہ صرف الٰہ دین کے چراغ کے جن کی ہمت ہے کہ وہ تمہیں سامنے لے آیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر تم بھی چھٹی کرو۔۔ میرے راز سے واقف ہونے کے بعد تمہارا زندہ رہنا ناممکن ہے"۔۔۔ باگوپ نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔

عمران برق کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور گولی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی تھی۔

پھر تو باگوپ جنون کے عالم میں عمران پر گولیاں چلاتا رہا۔ مگر بھلا ہو سنگ آرٹ کا، ایک بھی گولی عمران کو چھو نہ سکی حتیٰ کہ باگوپ کا ریوالور خالی ہو گیا اور باگوپ نے جھنجھلاہٹ میں خالی ریوالور عمران پر دے مارا۔۔ عمران نے اسے کیچ کر لیا اور پھر اس کا میگزین کھول کر اس میں گولیاں بھرنے لگا۔

باگوپ نے اسے اس کام میں مصروف دیکھ کر دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی اور عمران نے بڑے اطمینان سے ٹانگ آگے بڑھادی اور باگوپ منہ کے بل زمین پر جا گرا۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے بڑی پھرتی سے ریوالور کا دستہ اس کی کھوپڑی میں رسید کر دیا اور پہلی ضرب بھی اتنی بھرپور پڑی کہ باگوپ ہوش سے بے ہوشی میں گھستا چلا گیا۔

"تمہارے اندر یہی تو ایک خامی ہے کہ تم اپنے دل کی کمزوری کی وجہ سے لڑ بھڑ نہیں سکتے۔ اسی لئے تو تم نے باگوپ نمبر دو کو سامنے کیا ہوا تھا"۔۔۔ عمران نے بڑے اطمینان سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جھک کر باگوپ کو اٹھایا اور اسے کاندھے پر لاد کر بڑے مزے سے چلتا ہوا کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دانش منزل کے سیٹنگ ہال میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ ان میں سے کئی کے سروں اور جسم کے دوسرے اعضاء پر ابھی تک پٹیاں بندھی ہوئی تھیں مگر وہ سب خوش و خرم تھے۔

ایکسٹو نے انہیں خوشخبری سنادی تھی کہ بین الاقوامی مجرم باگوپ گرفتار ہو چکا ہے اور کیس کی تفصیلات بتانے کے لئے انہیں یہاں اکٹھا کیا گیا ہے۔

عمران بھی ایک طرف صوفے پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ جبکہ اس کے سامنے بیٹھی جولیا اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ ابھی ابھی یہاں پہنچی تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ عمران کو کچھ کہتی مائیک آن ہو گیا اور ایکسٹو کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

ایکسٹو انہیں کیس کی تفصیلات بتا رہا تھا کہ کس طرح مجرم نے اسٹرانگ روم کو تباہ کیا۔۔۔ جولیا کے علاوہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران عمران سمیت شدید زخمی ہو گئے اور پھر کس طرح جرم نے ہائیڈرو تھراپی کر کے عمران کی جان بچائی اور عمران نے بعد میں کیا ڈرامہ کھیل کر اصل مجرم کو سامنے لے آیا۔

سیکرٹ سروس کے ممبر حیرت سے یہ سب کچھ سن رہے تھے اس کے ساتھ ہی وہ بڑے فخریہ نظروں سے عمران کو دیکھ رہے تھے جس کی بناپر اصل مجرم سامنے اور پھر قابو میں آ گیا۔

"اگر تم میں سے کسی نے کوئی سوال پوچھنا ہو تو عمران سے پوچھ سکتا ہے۔" ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مائیک بند ہو گیا۔

"عمران صاحب۔۔۔ آپ کو کیسے شک ہوا کہ باگوپ نمبر دو اصل جرم نہیں ہے۔۔۔ اصل مجرم کوئی اور ہے"۔۔۔؟ کیپٹن شکیل نے سوال کیا۔

باگوپ کی پوری ہسٹری مجھے معلوم تھی۔ پہلے وہ خود بہت بڑا مجرم تھا مگر بعد میں اس کو دل کی تکلیف ہو گئی اور اس نے اپنے ساتھ ایک ڈاکٹر سائنسدان جوڈن کو ملا لیا۔۔۔ جوڈن شروع سے آخر تک باگوپ بنا رہتا تھا وہی سب کچھ کرتا تھا۔۔۔ مطلب یہ کہ دماغ باگوپ کا تھا اور جسم جوڈن کا۔۔۔ اس طرح باگوپ محفوظ بھی رہتا تھا اور کامیاب بھی۔۔۔ اب جب اسے مجھ حقیر فقیر پُر تفسیر کے متعلق معلوم ہوا کہ میں اس کے قابو چڑھ گیا ہوں تو اس نے اپنے نمبر دو کو چھٹی دے دی اور مجھے اپنا نمبر دو بنا دیا۔۔۔ یعنی مطلب یہ ہوا کہ اس کے بعد

باگوپ نمبر دو میں ہوتا۔۔۔ اصل باگوپ آج تک سامنے نہ آیا تھا اور چونکہ وہ میک اپ کا ماہر تھا اس لئے اس کے سامنے آنے کی کوئی صورت نہ تھی اور اسی لئے میں نے یہ سب ڈرامہ کھیلا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ جب وہ میرے متعلق سنے گا تو یقیناً سامنے آئے گا۔۔۔ وہ میرے متعلق اچھی طرح جانتا تھا"۔۔۔ عمران نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کا مشن کیا تھا۔۔۔؟ کیا وہ صرف فائل حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔۔؟" صفدر نے سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔ باگوپ جیسے مجرم صرف فائل کے لئے اتنا بڑا کھڑاگ نہیں کرپاتے۔۔۔ اس کا مشن ہمارے دفاعی نظام کا مکمل خاتمہ تھا۔۔۔ وہ ہمارے اسلحے کے ڈپو۔۔۔ پٹرول کے ذخیرے تباہ کرنا چاہتا تھا اس لئے اسے وہ فائل مطلوب تھی۔۔۔ جیسے ہی وہ مشن میں کامیاب ہوتا۔۔۔ وہ ہمارے ہمسایہ دشمن ملک کو اطلاع دیتا جس نے اس کی خدمات حاصل کی تھیں اور ہمارا دشمن ملک ہم پر چڑھائی کر دیتا۔۔۔ ہمارا دفاعی نظام فلوج ہونے کی وجہ سے دشمن آسانی سے ہمارے ملک پر قبضہ کر لیتا جو وہ آج تک نہیں کر سکا"۔۔۔ عمران نے انہیں اصل مشن کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے۔۔۔ مگر تمہارے اس ڈرامے میں اگر میری جان چلی جاتی تو۔ اس وقت تم تو بڑے اطمینان سے بیٹھے تھے"۔۔۔ جولیا نے پہلی بار دانت پیستے ہوئے کہا۔

"میں نے خس کم جہاں پاک کرنے کی کوشش تو کی تھی۔۔۔ مگر برا ہوا ایکسٹو کا کہ وہ موقع پر ٹپک پڑا اور تم بچ گئیں۔۔۔ ورنہ آج میں اور تنویر دونوں تمہارے مزار پر قوالی کر رہے ہوتے"۔۔۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔۔۔ تم ظالم ہو۔۔۔ پتھر ہو"۔۔۔ جولیا اچانک اس پر جھپٹ پڑی۔

مگر ظاہر ہے عمران پہلے سے اس پر تیار تھا۔ اس نے اچانک دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور جولیا منہ کے بل صوفے پر جا گری جہاں ایک لمحہ پہلے عمران بیٹھا ہوا تھا۔

"مجھے مارنے سے پہلے قوالی ضرور سیکھ لینا تاکہ پیٹ پالنے کے لئے کچھ کما سکو"۔۔۔ عمران نے دروازے میں رکتے ہوئے کہا اور پھر چھلانگ لگا کر باہر نکل گیا۔

اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شُد